

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

چودھوال بجٹ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ مورخہ 26/جون 2019ء بروز بده بہ طبق 22 شوال المکرم 1440 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعائے مغفرت۔	04
3	رخصت کی درخواست۔	06
4	سالانہ مزانیہ پابندی مالی سال 2019-2020 ع پر باقی ماندہ ادارکین اسمبلی کی بحث۔	06

ایوان کے عہدیدار

اپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اپیکر----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب شمس الدین

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبد الرحمن

چیف رپورٹر----- جناب احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 26/جون 2019ء بروز بدھ ببطابق 22 شوال المکرم 1440 ہجری، بوقت دوپہر 12 بجکر 05 منٹ پر زیر صدارت سردار بارخان موتی خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

يَا يَاهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَآوَ أَصْعَافًا مُّضَعَّفَةً صَ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُونَ ﴿١﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكُفَّارِينَ ﴿٢﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ
وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٣﴾ وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَبِّكُمْ
وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ لَا أَعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٤﴾

﴿پارہ نمبر ۲ سورۃآل عمران آیات نمبر ۱۳۰ تا ۱۳۳﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - اے ایمان والو! بڑھا چڑھا سودنہ کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کروتا کہ تمہیں نجات ملے۔ اور اُس آگ سے ڈرتے رہا کرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی فرمان برداری کرتے رہا کروتا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اُس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔
صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ -

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! آج صبح آپ کو پتہ ہو گا کہ لورالائی کے پولیس لائن میں کوئی exam departmental ہو رہا تھا۔ اور اس exam کے دوران دہشت گردی کا واقعہ ہوا۔ اس واقعہ میں ایک حوالدار اللہ نور، ہیڈ محیر اللہ نواز وہ شہید ہوئے۔ پانچ اُس میں زخمی ہوئے۔ جناب اسپیکر! ہم نے بارہا کہا ہے آپ کو پتہ ہے کہ جنوری سے لیکر آج جوں ہے ان چھ ماہ میں لورالائی میں متواتر کوئی چھ واقعات ہوئے ہیں۔ ڈی آئی جی آفس میں حملہ ہوا سات سو لوگ وہاں exam دے رہے تھے وہ واقعہ ہوا اُسکے بعد کینٹ میں واقعہ ہوا، ناصر آپا دلکی میں واقعہ ہوا۔ پھر ان واقعات کے خلاف وہاں آل پارٹیز نے احتجاج کیا اور ان لوئی شہید نے احتجاج کیا پر امن۔ اُس پروفیسر ارمان لوئی کو شہید کیا گیا۔ اُس کا ایف آئی آر نہیں ہو رہا تھا۔ ایف آئی آر ہوا۔ پھر ایف آئی آر wash ختم ہوا۔ آج ایک بار پھر لورالائی میں واقعہ ہوا ہے۔ میں نہیں سمجھ رہا ہوں کہ ہم نے حکومت کو بارہا کہا ہے کہ ایک سازش کے تحت یہ تمام دہشت گردی ہمارے اس پشتوں سرز میں میں منتقل کی جا رہی ہے۔ لال کٹائی کا واقعہ ہوا۔ ہرنائی میں واقعہ ہوا۔ کوئی میں ہزارہ بھی میں واقعہ ہوا۔ میں جناب اسپیکر! آپ سے ایک منٹ لوں گا۔ میں آج وزیر اعلیٰ صاحب تشریف فرمائیں وزیر داخلہ صاحب، ہم نے اس ہاؤس میں مطالبہ کیا کہ یہ جو واقعات ہو رہے ہیں پشتوں علاقوں میں جو چیزیں میں ہوا پشین میں ہوا قلعہ سیف اللہ میں ہوا لورالائی میں ہوا سنجاوی، ہرنائی، کوئی میں ہوا، ان واقعات کا کوئی in-camera briefing کیوں نہیں دی جا رہی ہے؟ لورالائی میں اتنے واقعات ہوئے ہیں، کمشنر کو ہٹایا؟ ڈپٹی کمشنر کو ہٹایا؟ ایس پی جس نے ارمان لوئی کا قتل کیا، وہ آج تک بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟ یہ کیسی حکومت ہے؟ اتنے بڑے واقعات ہو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیر صاحب! اب میرے خیال سے شہید اہلکار کے حق میں دعا پڑھتے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہاں پر گزر رہی ہے، پشتوں عوام پر گزر رہی ہے لہذا ہم یہاں چینیں نہیں کس فلور پر چینیں؟ خدار! رحیم کریں آپ لوگ۔ آج پورا لورالائی شہر جو ہے نا و غم میں ڈوبتا ہوا ہے۔ آج لورالائی میں صورتحال، جب پانچ واقعات ہو رہے ہیں لورالائی میں۔ ان واقعات کا حکومت نے کیا کیا ہوا ہے؟۔ کونسا یہاں پر جو ہے انہوں نے اقدامات کئے ہیں؟۔ اچھا! ڈی آئی جی آفس میں حملہ ہوا۔ آج دوبارہ exam تھا۔ کیا سیکورٹی بندوبست ہوا؟ نہیں ہوا۔ اس ایس پی کے خلاف کارروائی کرو جو پہلے ہی ایف آئی آر میں نامزد ہے۔ اس کمشنر کے خلاف کارروائی کرو۔ ڈی سی کے خلاف کارروائی کرو۔ انتہ بڑے واقعات ہوتے ہیں۔ اور

جو ہے نا اُسکے حوالے سے کوئی سیکورٹی بندوبست نہیں ہے۔ لہذا میں مذمت کرتا ہوں۔ اور جب تک ریاست bad کی پالیسی ختم نہیں کر گی یہ واقعات ہوتے رہیں گے۔ یہ پوری سرزی میں میں ہوتے رہیں گے۔ میری request یہ ہو گی کہ in-camera briefing کرنے والے جانے۔ حکومت پوری طرح سے ہمیں brief کرے ان ممبر ان اسمبلی کو کہ ہو کیا رہا ہے؟ یہ میں بتایا جائے؟ اور میں آپ سے request کرتا ہوں جو ہیڈ محترم شہید ہوا ہے، اُسکے لئے اور ساتھ ہی ہمارے اختر حسین لانگو صاحب کی پھوپھی کا انتقال ہوا ہے، اُسکے لئے بھی دعا کی جائے، بڑی مہربانی، thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: ان کی حق میں دعا کریں مولوی صاحب۔

محترمہ شکلیلہ نوید قاضی: جناب اسپیکر صاحب! جو ایک سینئر پورٹر ہے جنگ کے اوسینئر نائب صدر ہیں ہمارے کوئی پریس کلب کے، اُن کے والد بھی وفات پا گئے ہیں، تو اُنکے لئے بھی kindly فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سب کے لئے دعائے مغفرت پڑھیں۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: کیا وزیر داخلہ صاحب! اس واقعہ کی بابت ایوان کو آگاہ کریں گے۔ میرضیاء اللہ لانگو (وزیر مکملہ داخلہ و قبائلی امور): آعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، سُمِّ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ جس طرح ہم نے بارہا کہا ہے کہ ہمارے فورسز کو دہشت گردی کا سامنا ہے۔ آج بھی فورسز نے جو قربانی دی ہے، جو ہمارے اسی فورسز جوانہوں نے قربانی دی ہے، زیرے صاحب! لوگ آں پار یہ کافی نہیں ہر وقت اُنہی کے خلاف ہی بلاتے ہیں۔ ہم نے بارہا کہا ہے کہ وہ عناصر جو ریاست کے خلاف ریاستی اداروں کے خلاف بولتے رہتے ہیں، آپ لوگ اُن کی حوصلہ افزائی کرتے ہو اور جو سیکورٹی فورسز اپنی جان کی قربانی دے کر اس ملک کی اور اس میں رہنے والوں کے لئے اپنی جان کی قربانی دیتے ہیں اُن کے خلاف ہمیشہ، انکی ہمدردی کی بجائے اُنکے خلاف قرارداد بھی لاتے ہیں۔ اُن کے خلاف روڈز بھی بند کرتے ہیں اور جلسے و جلوس بھی کرتے ہیں۔ تو پہلے بھی ہم نے، جو ملوث ہوا ہے، اُسکے خلاف ہم نے ایف آئی آر کاٹی ہے۔ آج بھی criticise کرنے کی بجائے میرے خیال میں سیکورٹی فورسز کو داد دینی چاہیے کہ انہوں نے اپنی جان کی قربانی دی۔ ایک انٹریشنل دہشت گردی کا جو فضاء پیدا کیا گیا ہے ہمارے ہمسایہ ملک نے، اُس کے شکار ہمارے عام لوگ ہمارے فورسز سب ہوتے جا رہے ہیں یا اس کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ آج بھی سیکورٹی فورسز نے جان پر کھیل کر اپنے لوگوں کو نقصان

سے بچایا۔ تو میں اپوزیشن کے دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ جو ریاست کے معاملے ہیں جس سے ہمارے ملک کو نقصان کی طرف لے جا رہے ہیں اُنکی حوصلہ شکنی کریں، حوصلہ افزائی نہیں کریں، بہت شکریہ آپکا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں، نہیں، جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر مزید بحث کی گنجائش نہیں ہے۔ زیرے صاحب! اس پر دعا ہو گئی۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند) زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ کارروائی کی طرف آتے ہیں زیرے صاحب!۔

جناب نصراللہ خان زیرے: یہ کیا کہا جا رہا ہے کہ آپ لوگ الٹا جو لوگ victims ہیں، اُنکے خلاف آپ بول رہے ہو؟۔ یہ وزیر داخلہ صاحب کا statement ہے اس ذمہ دار فلور پر؟۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔

وزیر محکمہ داخلہ و قائمی امور: آپ لوگ ہمیشہ ان کے خلاف بولتے رہتے ہو اور دشمنوں کی حمایت آپ لوگ حمایت ہمیشہ کرتے رہتے ہو۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب نصراللہ خان زیرے: اُن کے خلاف کارروائی کرو۔ آپ لوگ نہیں کر سکتے ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں زیرے صاحب یہ طریقہ نہیں ہوتا ہے بات کرنے کا۔ ضیاء لانگو صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ زیرے صاحب! یہ طریقہ نہیں ہوتا ہے بات کرنے کا دیکھیں۔ رخصت کی درخواستیں پڑھیں سیکرٹری اسمبلی۔

جناب شمس الدین (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلام خان ریسیمانی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کے اسمبلی کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سالانہ مزانیہ بابت مالی سال 2019ء پر باقی ماندہ اراکین اسمبلی کی بحث، میڈم بشری صاحب! آپ بحث کا آغاز کریں۔ ملک صاحب! توجہ، میں سب کو فلور دیتا ہوں۔

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): نہیں جی! دیکھیں ناں جی، ابھی دیکھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ساتھ وقت کی کمی ہے۔

قائد حزب اختلاف: ایک معزر رکن اٹھتا ہے، وہ اپنی شرافت کی وجہ سے بیٹھ جاتا ہے۔ پھر اٹھتا ہے پھر بیٹھ جاتا ہے۔ تو کم از کم یہ آپ کو دوسری بات یہ ہے کہ زیرے نے ایک پوائنٹ جو اٹھایا ہے وہ، بہت اہمیت کا

حامل پوائنٹ ہے۔ زیرے کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے یہ کہا کہ جی! ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہاں پر ڈسٹرکٹر دی منتقل ہو رہی ہے۔ یا یہاں ڈسٹرکٹر دی ہو رہی ہے۔ تو ہمیں یہ سمجھایا جائے یہ ذمہ دار ارائیں ہیں۔ ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ کیا ہے؟ اس کے پیچھے کیا ہے؟ اور وزیر داخلہ صاحب نے یہ تو کہا کہ جی in-camera law enforcement agencies کی قربانیاں ہیں۔ یہ اپنی جگہ پر ہے۔ لیکن اصل بات یہ کہ جب تک یہیں ہو گا کہ آپ ان جو مبران ہیں، ان کو آپ بریف نہیں کریں گے، ان کو آپ بتائیں گے نہیں۔ ان کو آپ صورتحال سے صحیح۔ تاکہ وہ پھر آگے اس حقیقت کے مطابق پھر آگے وہ چلیں۔ تو یہ ایک انتہائی ضروری ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ جو زیرے صاحب نے مطالبہ کیا ہے۔ یہ بالکل حقیقت ہے۔ اس پر آپ ایک آرڈر کر دیں کہ in-camera briefing کے لئے لوگ سمجھ جائیں کہ کیا کچھ ہو رہا ہے، thank you.

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مولوی صاحب۔

مولوی نور اللہ: ڈسم اللہ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ۔ جناب اسپیکر! حکومتی ارائیں کی طرف سے پی ایس ڈی پی کے حوالے سے میرے حلقة کے بارے میں جو غلط بیانی کی گئی ہے، اس کی میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ عرض یہ ہے کہ معزز ارائیں میں سے حکومتی رکن نے اُس دن بجٹ کے دوران فرمایا تھا ”کے قلعہ سیف اللہ محروم نہیں ہے“۔ جب بھی ہم پی ایس ڈی پی کے اوراق پلٹ لیتے ہیں تو ہر جگہ قلعہ سیف اللہ کا اسکیم ہے۔ سب سے پہلے میں پی ایس ڈی پی کی بعض اسکیموں کا یہاں تذکرہ مناسب سمجھتا ہوں۔ پی ایس ڈی پی میں ایک اسکیم نمبر ہے 171۔ جو on going اسکیم ہے۔ اسکے لیے رکھے گئے ہیں 672 ملین۔ اور صرف شدہ رقم ہے 400 ملین۔ اس پی ایس ڈی پی میں اس اسکیم کے لیے 0.100 روپے رکھے گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک لاکھ روپیہ اسکیم کے لیے رکھا گیا ہے۔ اور یہ ایک اسکیم نہیں ہے۔ اسی طرح 0.100 روپے اس طرح کے اسکیم on going میں سے 15 اسکیمیں ہیں۔ نام کے تو 15 اسکیم ہیں اور 15 اسکیموں کو 15 لاکھ روپیہ دیئے گئے ہیں۔ ابھی ان ارائیں کے سامنے پی ایس ڈی پی کا book پڑا ہو گا۔ ہمارے ساتھ بھی پڑا ہے۔ میں نمبر بتاتا جاؤں گا اور یہ دیکھتے رہیں۔ پی ایس ڈی پی نمبر اسکیم ہے 171۔ جناب سی ایم صاحب خود مطالعہ کریں۔ نمبر 2، پی ایس ڈی پی کا نمبر اسکیم 165 کو آپ دیکھ لیں۔ کتنے پیے ہیں؟۔۔۔ (مداخلت)۔ اچھا! آپ دیکھ لیں کتنا ہے، اسکیم کا نام کیا ہے؟۔ نہیں ابھی آپ 165 کو دیکھ لیں۔ اچھا! نہیں یہ میرے خیال میں تبدیلی۔ ایک منٹ۔ دوسری بات۔۔۔ (مداخلت)

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر محمد زراعت و کاؤنسل آپریٹو): point of order یہ ہوتا ہے کہ اسمبلی

اگر rule کے خلاف چل رہی ہے، اس کے بعد آپ zero-hour رکھیں۔ پھر جس کو جو کچھ بھی بولنا ہو یا جس کے جو بھی مسئلے ہیں وہ zero-hour میں بیان کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زمرک خان تشریف رکھیں۔

مولوی نوراللہ: جناب اسپیکر صاحب! اس کو بھادیں میں دو منٹ کے لیے۔ فلورا بھی میرے پاس ہے۔

وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹوں: اپوزیشن والے بغیر نمبر کے شروع ہو جاتے ہیں یا رکم الہ کمال ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

مولوی نوراللہ: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مولوی صاحب! بجٹ کے متعلق تو آپ نے تقریر مکمل کر لی ہے۔

مولوی نوراللہ: تقریر تو میں کر چکا ہوں لیکن مزید معلومات کی بنیاد پر میں کچھ ناممکن لینا چاہتا ہوں مختصرًا۔ کان مہترزی کے گرد کا، کان مہترزی کا گرد ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مولوی صاحب! آپ نے بات کی ہے ابھی کچھ ارار کیں ہمارے رہتے ہیں انکو موقع دیتا ہوں۔

مولوی نوراللہ: تو کان مہترزی کا اسکیم ہے گرد کا، اسکے لیے وفاقی پی ایس ڈی پی میں 247 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ اور یہاں بھی شامل کیا گیا ہے، عجیب بات ہے کہ ایک کان مہترزی ہے اسکے لیے 2 کروڑ ہم نے کیا کرنا ہے؟۔ وہیں وفاقی پی ایس ڈی پی کا اسکیم یہاں لا کر ہمیں شمار میں دیا گیا ہے ”کہ آپ کا یہ ہو گیا ہے“۔ اور خاص کر اصغر خان اچکزی نے جو تقریر کیا ہے تو اس میں سے ایک درجن اسکیم وہ قلعہ عبداللہ کا ہے۔ قلعہ سیف اللہ کے نام سے شامل کیا گیا ہے۔ اور اس کا یہ صفحہ ہے آپ دے دیں۔ میں اسکیم کا نمبر بتاتا ہوں سی ایم صاحب خود کیھ لیں۔ اور قلعہ سیف اللہ کا یہ عالم ہے کہ کلی سندری میں۔۔۔ (مداخلت)۔

وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹوں: اسکے سامنے ضلع بیشین لکھا ہوا ہے۔

مولوی نوراللہ: بعد میں آپ نے لے جانا ہے، شمار ہمارے فہرست میں کرنا ہے۔ پھر آپ نے لے جانا ہے قلعہ عبداللہ۔

وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹوں: غلطی ہوئی ہے یہ تو۔ میں بھی مانتا ہوں کہ غلطی ہوئی ہے۔

مولوی نوراللہ: اچھا۔ تو آپ لوگوں نے کیسے پیسے بھی تیار کیا ہوئے ہیں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: Order in the House.

جناب اصغر خان اچنزی: جناب اسپیکر! میں اتنا بتا دوں پورا بلوجستان بے فکر ہے۔ آج سردار اختر جان اور عمران خان کی ملاقات ہو گئی انشاء اللہ اس سے چوتھی گناہ بحث لا کر دے گی، پورا بلوجستان خوشحال رہے گا، بات ہی ختم۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب اختر حسین لاغو: جناب اسپیکر! یہ اپنا حساب بھی دیں۔ یہ پچھلے دس سال سے مرکزی حکومت کے supporter رہے ہیں۔ یہ اپنا بھی دے دیں۔ ہمیں طعنہ دینا بند کر دیں۔ اپنے گریبان میں یہ جھانکیں۔ اور اپنے قبلے کو درست کریں۔

مولوی نور اللہ: اور آخری گزارش میں کرتا ہوں، آخری گزارش۔ ڈیپارٹمنٹل اسکیم۔ اختر حسین! ایک منٹ۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اختر حسین صاحب! بیٹھ کر بات نہ میں کریں تو بہتر ہے گا، ہمیشہ ان صاحب۔

مولوی نور اللہ: جناب اسپیکر ایک منٹ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جی۔

مولوی نور اللہ: جناب اسپیکر! ہمارے علاقے میں تین گاؤں ہیں۔ ایک کا نام ہے لوڑہ سنزلئی، دوسرا کا نام ہے لاندہ سنزلئی۔ اور تیسرا کا نام ہے شہباز۔ ان تین دیہاتوں میں کوئی اسکول کا وجود نہیں ہے۔ ڈیپارٹمنٹل اسکیموں میں اسکے لیے دو لیٹرین منظور کیے گئے ہیں۔ جس کا رقم ہے 13 لاکھ۔ ابھی اسکول کا کمرہ نہیں ہے۔ سی ایم صاحب! آپ اسکا تحقیقات کریں، اس کی روپورٹ طلب کریں۔ ابھی اس میں لیویز بیٹھا ہوا ہے، یہ تینوں دیہات والے آپس میں اثر رہے ہیں۔ کمرہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مولوی صاحب! آپ لکھ کر دے دیں سی ایم پھر اس کو recheck کر دیں گے۔

مولوی نور اللہ: جناب اسپیکر صاحب! سی ایم صاحب کے پاس میں تو کئی بار گیا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ابھی آپ لکھ کر دے دیں۔

مولوی نور اللہ: یہ توہنس کر مجھے ٹرخا دیتے ہیں ”کہ تو پھر بعد میں بیٹھ جاتے ہیں“۔ تو ہم ان یاد پر کہ قاعده عبداللہ کو، قاعده سیف اللہ کے نام پر اسکیم منظور کراکے وہاں لے جانا چاہتے ہیں۔ اسکوں کی بجائے ہمیں لیٹرین دیا جا رہا ہے۔ اگر کوئی اسکول تھاتوں میں انشاء اللہ نہ مولوی بنوں گا، نہ اس کا استحقاق رکھتا ہوں کہ کوئی مجھے مولوی کہہ دیں۔ آپ روپورٹ۔ ہمارے اسکوں ہیں، جن کا چھٹ نہیں ہیں۔ ہمارے پورے تحصیل میں محدود اسکوں ہیں، چار، پانچ۔ لوئے بند تحصیل کا۔ وہاں پر انتظامیہ کا کوئی دفتر نہیں ہے۔ اس اسمبلی فلور پر

میں نے بتایا ہے۔ کوئی بھی نوٹس نہیں لے رہا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ مولوی صاحب! پھر ایک بار چکر لگائیں مہربانی کر لیں۔

مولوی نوراللہ: وہ مرغہ بٹے زئی کا آرائیج سی ہسپتال ہے اُسمیں ہمارا ایف سی والے رہتے ہیں۔ ہمارے بیباں نہ ہسپتال ہے اگر ہسپتال ہے تو اُسمیں ڈاکٹر زنہیں ہیں۔ تو میں اس بنیاد پر میرے خیال اس اجلاس سے واک آؤٹ کر کے توہاں آپ کا تو یہی ہے، آپ نے پسیے کانے ہیں اور کیا کرنا ہے؟ ہاں تو welcome تو خود ضرور کہو گے۔ ہمارے واک آؤٹ میں آپ کا فائدہ ہے۔ پسیے کماو۔ ہمارے اے ڈی کی جگہ ایک گلرک کو رکھا گیا ہے۔ اس بنیاد پر کہ وہ رشوت دے رہے ہیں۔ اور اسی طرح ہمارے اے ڈی او جو اینجیکیشن کا ہے۔ وہ عورتوں کے ساتھ بد تینیزی کا وہ messages بیچ رہے ہیں۔ ہماری یہی اصغر خان صاحب اُسکے پیچھے پڑا ہے ”کہ میں اسکو انسفیر کر دیتا ہوں“۔ تو یہ اپنے علاقے میں لے جائیں۔ اس امتیازی سلوک کے خلاف میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی میدم بشری رند! آپ اپنی speech کریں۔

محترمہ بشری رند (مشیر برائے وزیر اعلیٰ): بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ وَتَعِدُّ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْهِيْ مَنْ تَشَاءُ۔ جس کو اللہ چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو اللہ چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔

Budget means a bag.

We are discussing about the bag on 2019 and 2020. I would like to draw your attention back towards the 1883 when we had started struggle for Pakistan. The great leaders Quaid-e-Azam Mohammad Ali Jinnah, Sir Syed Ahmed Khan and all the Leaders were so devoted to make a Muslim Nation. A modern Islamic State, which is now in existence as Pakistan. In 1963, first time.

جناب! space میں ہمارے لوگ گئے اور یہ ایک بہت بڑا credit تھا۔ اُس وقت انڈیا کا نام و نشان نہیں تھا ہم سے مقابلہ کرنے میں۔ انڈیا کی بات میں اس لیے کرنا چاہ رہی ہوں کہ کل کچھ میرے اپوزیشن کے دوستوں نے کہا تھا ”کہ انڈیا ہم سے آگے ہے“۔ انڈیا ہم سے کسی صورت آگئے نہیں ہے کیونکہ انڈیا میں اس وقت سخت، اور دنیا میں نمبر 1 بیروزگاری ہے۔ انڈیا میں نمبر وون اس وقت بھوک و افلas ہیں۔ wash-rooms کی

نہیں ہیں۔ سب سے زیادہ خود کشیاں جو ہیں، سب سے زیادہ کرپشن اس وقت انڈیا میں ہیں۔ اور پاکستان آرمی دنیا میں نمبر 6 ہے، پورے word میں ہماری پوزیشن۔ اگر ہم اچھے aspects پر بھی نظر ڈالیں تو پاکستان نے بہت اچھے کام بھی کیے ہیں۔ اگر ہم صرف روناروٹے رہیں، ”کہ ہمیں بجٹ میں کیا ملا ہے؟ کیا نہیں ملا ہے؟“۔ 100 billion ہمیں اس وقت بجٹ میں ملا ہے اور فیڈرل سے بھی ہمیں 80 billion ملا ہے۔ تو اگر ہم اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلایا کریں کام بھی کر لیں تو ایک بہت بڑی achievement ہو گی۔ میرے حساب سے جس طرح قائد اعظم محمد علی جناح کے دور کے وہ تمام لوگ visionary ہو گئے۔ یا ایک بجٹ بھی ہمارا focus کیا ہے جو بجٹ 2015-2016ء، 2016-2017ء میں اس چیز کو، ایجوکیشن اور ہیلتھ کو focus کیا گیا تھا لیکن ہمارے قائد نے ہمارے سی ایم نے اس بجٹ کو ایجوکیشن، ہیلتھ کے علاوہ ان تمام ڈیپارٹمنٹس کو اور پلاۓ ہیں جس میں آپ کا fisheries and minerals ہیں آپ کا revenue generate ہو گا اور جب ہمارے revenue generate ہو گا تو اب اس کی ہمارے پاس funds ہوں گے بلوچستان کے مختلف ایسے اداروں پر لگانے کے لیے جہاں پر ہمارے پاس ماضی میں funds نہیں ہوا کرتے تھے۔ اور بات ہوتی ہے deficit کی جی۔ ہمارا بجٹ میں ہمیشہ۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ ماضی میں loan کس نے لیے؟۔ ماضی کی حکومتوں نے ہماری تمام چیزوں کو گروئی کس نے رکھا؟۔ کہ ہمارے airports گروئی ہیں۔ ہمارے motorways گروئی ہیں۔ ہمارے تمام بڑے ادارے گروئی ہیں۔ اور آئی ایم ایف سے جب قرضے کے لیے جاتے ہیں تو وہ ہماری پابندیاں لگا دیتا ہے کہ آپ نے جی پیٹرول نہیں نکالنا۔ آپ نے اپنے gold نہیں نکالنا۔ تو ہم اپنے ہاتھ خود باندھ دیتے ہیں۔ تو یہ تمام چیزیں اس وقت عمران خان صاحب بھی face کر رہے ہیں۔ ہماری حکومت بھی face کر رہی ہے۔ تو ہمیں سوائے criticism کے آپ positive aspects کو بھی دیکھیں کہ پاکستان اس وقت world-level پر بہت اوپنے level پر، الحمد للہ We are an atomic power۔ اور ہم کسی سے کم نہیں ہیں۔ ہاں جو بلوچستان محرومیوں میں رہا ہے اسیں کوئی شک نہیں کہ اس کو ignore بھی کیا گیا ہے لیکن اس میں کوئی کسی کا ہاتھ نہیں۔ ہم سب کا خود ہیں۔ اس اقتدار کے گدیوں پر ہمیشہ ہمارے بلوچستان کے لوگ آتے ہیں۔ جنہوں نے خود کبھی اسکو own نہیں کیا۔ اور اب اگر ہماری حکومت آئی ہے۔ اور اسکو اس کا قصور و اڑھیرایا جا رہا ہے تو یہ کوئی positive

بات نہیں ہے۔ 10 مہینوں میں اس حکومت نے جتنے positive کام کیے ہیں وہ سب کو نظر آ رہا ہے۔ اور اتنے ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اتنے honest C.M ملے ہیں جو بلوچستان کے لیے اتنے devoted ہیں جو اٹھارہ، اٹھارہ گھنٹے بلوچستان کے لیے کام کر رہے ہیں۔ تو انشاء اللہ، اللہ نے چاہا پانچ سال بعد ہم جب یہاں سے جائیں گے تو ہم بالکل ایک different بلوچستان دے کر جائیں گے۔ اور بہت اچھی چیزیں۔ ساتھ ساتھ میں اپنے فناں منشہ صاحب کا شکر یہ ادا کرتی ہوں جس نے اتنا بہتریں بجٹ پیش کیا۔ اے سی الیں صاحب، ہمارے چیف سیکرٹری صاحب، ہمارے فناں سیکرٹری صاحب جنہوں نے دن رات کاوشیں کی ہیں اور ہماری سی ایم سیکرٹریٹ نے یہ تمام لوگوں کی ایک team-work And I am very proud تھا۔ تو اسیکر صاحب! to feel that I am also a part of this team-work.

کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا بات کرنے کا۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ میدم۔ جی زمرک خان اچجزیٰ صاحب!

وزیر یحکمہ زراعت و کوآپریٹوں: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ سِمَّ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ۔ اگر ہمارے اپوزیشن کے دوست موجود ہوتے تو بہت اچھا ہوتا کہ کچھ اُنکے سامنے یہ بتیں ہوتیں تو اچھا ہوتا۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے تو میں لورالائی میں پیش آنے والے واقعہ کی اپنے پارٹی کی طرف سے اور اس ایوان کی طرف سے مذمت کرتا ہوں، دہشتگردی کا جو واقعہ پیش ہوا ہے۔ حقیقت میں اس میں ہمارے فورسز کی جانیں ضائع ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ ایک دہشتگردی ایسا نہیں ہے کہ آج سے یہاں پر۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک، دوار کیم جا کر کے وہ اپوزیشن والوں کو بلا دیں۔

وزیر یحکمہ زراعت و کوآپریٹوں: یہ آج سے شروع نہیں ہے بلکہ تمیں سال سے پیش سالوں سے یہ ہمارا جو خطہ ہے یہ دہشتگردی کا شکار ہے۔ تو اس حوالے سے پچھلے گورنمنٹوں میں بھی بہت بڑے بڑے واقعے ہوئے ہیں۔ میں اس پر تفصیل انہیں جاتا ہوں۔ صرف مذمت کرتا ہوں۔ اور یہ امید رکھتا ہوں کہ دہشتگردوں کے حوصلے پست ہوں گے۔ اور ہماری حکومت جو ہے اُس کے خلاف بھرپور ایکشن لے لے گی۔ اور اسپیکر صاحب! میں بجٹ پر آنے سے پہلے اتنا کہوں گا کہ آپ سے ایک گزارش کرتا ہوں کہ ہماری جو اسمبلی ہے، ایک روایتی اسمبلی ہے۔ یہاں پر ہم سارے پوچھیکل لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ماشاء اللہ ہمارے نواب، سردار، قبلی مشران بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم دوسروں سے ہٹ کر تھوڑا اپنی روایات کو بھی دیکھتے ہیں کہ ہمیں اسمبلی کو کس طرح چلانا چاہیے۔ ایک روز آف پر ویسٹر، روز آف برنس ہوتی ہے۔ دوسری ہمارے روایات ہوتیں ہیں۔ لیکن اپوزیشن آپ کو دیکھے

لیں کہ جب بجٹ ہوتی ہے یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے ہیں۔ اور یہاں تک ایک بندے نے چار، چار تقریریں بھی کی ہیں یہاں پر۔ اُن پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ لیکن جب ہم اٹھتے ہیں۔ ہم بات کرتے ہیں تو پھر ان لوگوں کو ذرا غصہ آتا ہے۔ ہم بھی پہلے وہاں پر بیٹھے ہوتے تھے۔ ہم اپوزیشن میں پانچ سال ہم نے گزارے۔ بجٹ پر آنے سے پہلے میں اتنا کہہ دوں کہ یہی جو قوم پرست ہیں۔ پچھلے پانچ سالوں میں جو پشتونوں قوم پرست، پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی۔ اور بلوج قوم پرست۔ جس کو نیشنل پارٹی کہتے تھے۔ انہوں نے پانچ بجٹ، میں نے خود وہاں پر بیٹھ کر ان کے بجٹ دیکھے ہیں کہ انہوں نے بلوچستان کے لیئے کیا دیا۔ آج پشتونوں کو انکو بہت فکر بن گئی ہے۔ ”کہ پشتون در بدر ہیں، بلوج در بدر ہیں“۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ آپ جو بجٹ پیش کرتے تھے، کوئی ایک میگا پروجیکٹ ہمیں بتا دیں کہ بلوچستان کے عوام کے لیئے آپ لوگوں نے کیا دیا ہے؟۔ صرف تصریح کیا۔ وہ ایک، دو، تین باتیں ہیں۔ بڑے بڑے پلازے بنائے۔ میں مختصرًا کہوں گا۔ جو بڑے بڑے پلازے قبضے کر دیئے۔ اور بلوچوں نے جو ہمارے چیف منسٹر صاحب تھے۔ انہوں نے تو اپنے داماڈ کو ٹھیک دے دیئے۔ تربت کو انکے ذریعے بنالیا۔ اور یہ پشتونوں نے یہ ہمارے ساتھ یہ دھن دے کیئے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) یہ ایک پشتونستان بن گیا۔ اور دوسرا بلوچستان بن گیا۔ یہ تو جب بیٹھتے تھے تو میں انکو یہ باتیں بتاتا کہ آپ لوگوں نے کیا کیا ہے۔ کوئی آپ نے میڈیا کالج بنایا؟۔ کوئی آپ نے آج تک کوئی ایسی یونیورسٹی بنائی؟ جس پر ہم فخر کر سکتے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زمرک خان! آپ بجٹ پر بات کریں۔

وزیر حکومت زراعت و کوآپریٹوں: تو یہ بجٹ کی شروعات ہے۔ بجٹ کو کیا کہتے ہے۔ یہ بجٹ ہے۔ جب میں پرانا بجٹ پر آ رہا ہوں۔ آپ کو بتا دوں۔ یہ بجٹ ہے۔ میں پچھلے بجٹ سے ہو کر ادھر آ رہا ہوں۔ (مداخلت)۔ میں اُس بجٹ کی بات کر رہا ہوں کہ جب ہم بیٹھتے تھے تو یہی بجٹ جب پیش ہوتا تھا تو ہم وہاں اپوزیشن میں۔ جس میں سردار عبدالرحمٰن کی تھراں صاحب بھی تھے۔ یہاں میں بھی تھا۔ اور ہمارے جو سینئر ممبرز تھے۔ طارق مگسی صاحب تھے۔ سردار بھوتانی صاحب تھے۔ اور ہمارے کچھ ممبرز جو سینئر تھے۔ وہ بیٹھتے تھے۔ اور وہاں پر صرف حمل کلمتی آج موجود تھے۔ لیکن اپوزیشن میں یہ ہے۔ وہاں پر سارے اُنکے جواباتی ممبرز تھے، یہ سارے پرانے تھے۔ تو اس حوالے سے میں اتنا کہوں کہ یہ بجٹ جب پیش ہوتا ہے تو یہ بجٹ ہو۔ جس طرح اختر لانگو صاحب نے کہا ”کہ ہر انسان کو اپنے گریبان میں دیکھنا چاہیے“۔ تو میں بھی یہی کہتا ہوں کہ آپ اپنے گریبان میں جماں کو اس غرخان اچکزئی نے کوئی مری بات نہیں کی۔ اُس نے خوشخبری سنائی ”کہ

بھائی! ادھر سے ایک خوشخبری ہے۔ ہمارے لیئے فند آئیگا۔ وہاں سے اسلام آباد سے یہ لوگ لے آئیں گے۔ باقی اسمیں ہم نے اعتراض نہیں کیا۔ اور ہمیں ابھی بھی خوشی ہے کہ وہ شاید یہ فند لے آئیں۔ اور یہاں بلوجستان آباد ہو جائے۔ یہاں پچھلا جو بجٹ پیش ہوا تھا 14-2013ء میں۔ اسمیں میں آپ کو حقیقتاً ایمانداری سے کہتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمیں اُس وقت اپوزیشن کو ایک روپیہ بھی نہیں ملا۔ ایک روپیہ بھی نہیں ملا ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ جب وہ لوگ وہاں پر بیٹھے ہوتے تھے۔ یہاں پر پشوٹ نو اپارٹی اور پیشل پارٹی اور انکا بڑا جو ہیڈ تھا وہ مسلم لیگ (ن) میاں نواز شریف صاحب تھے۔ انکی قیادت میں یہ لوگ اکٹھے ہوئے تھے۔ اور یہاں پر اس صوبے کو چالار ہے تھے۔ ہمیں تو ایک روپیہ نہیں ملا۔ دوسرا بجٹ آیا 15-2014ء کو۔ میں آپ کو تفصیل دے رہا ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ سردار صاحب اُس کا گواہ ہیں کہ ہمیں اُس بجٹ میں، سردار صاحب! میرے خیال سے چھ کروڑ روپے ملے تھے؟۔ ساڑھے چھ کروڑ روپیہ ہمیں ملے تھے۔ پھر تیسرا بجٹ آیا۔ 17-2016ء کا بجٹ جو آیا۔ اُس میں بھی ہمیں کوئی آٹھ کروڑ روپے ملے۔ آخری بجٹ میں ہمیں یہ پیسے ملے کہ وہ ہمارے حلقے کیلئے ملے۔ یہ نہیں کہ ہمیں ذاتی طور پر ملے۔ لیکن ان لوگوں نے یہ نہیں سوچا کہ جی یہاں پر زیارت وال صاحب بیٹھے ہوتے تھے۔ جب میں بات کرتا تھا تو وہ کہتے تھے ”یا آپ حق نہیں ہے۔ بجٹ بنانے کا حق گورنمنٹ کو ہے۔ اپوزیشن کو کوئی حق نہیں کہ وہ بجٹ بنالیں“۔ تو ہم کہتے تھے ”کھلیک ہے آپ لوگوں نے بنائے۔ لیکن ہماری تجاویز لے لیں۔ اور ہماری تجاویز جو ہے وہ ہم یہ جو ہے تعصب یا نفرت کی بنیاد پر نہیں دیتے ہیں۔ بلکہ تغیری تجاویز دیتے ہیں“۔ پھر بھی وہ نہیں لیتے تھے۔ لیکن وہ سسٹم ہم نے پانچ سال چلایا۔

سردار صاحب ایک دن وہاں پر بیٹھا سردار عبد الرحمن صاحب۔ اور ایک دن وہاں پر بیٹھا میں اُنکے ساتھ تھا، یہ ہمارا احتجاج تھا۔ ہم نے کبھی ایسا روپیہ نہیں اپنایا۔ پانچ سال میں کہ وہ ہمارے اس اسمبلی اور اس قبائلی روایات کے مخالف جائیں۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ اس اپوزیشن کو صحیح طریقے سے چلا جائیں۔ پانچ سال یہ مثال ہے کہ ایک دن اس پیغمبر پر بیٹھے ہیں ایک دن ادھر۔ یہی دو دفعہ۔ باقی ہم نے اپنی جو تجاویز تھیں۔ اپنے جو اعتراضات تھے وہ ہم نے فلور پر بہت ایک جمہوری انداز میں ہم نے پیش کیا۔ تو جناب اسپیکر صاحب! ابھی پوچھنا چاہتے ہیں کہ آج جو یہ بجٹ ہے۔ بجٹ پڑھنے سے پہلے انہوں نے سارے کاغذات پھاڑ دیے۔ سارے books پھاڑ دیے۔ اور اس اسمبلی کو اس میں ایک اسمیں جو ہے لکھا ہوتا ہے تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔ یہاں پر مولانا صاحبان بھی بیٹھے تھے۔ جو قرآن کا اور اسمیں جو ہے ایک اللہ کا نام جو لکھتے ہوتے ہیں۔ اور اسکو پھاڑ کر پھر ادھر پھیننا۔ یہ کوئی روایت ہے؟ یہ کہاں کی روایت ہے؟۔ یہ کدھر کے ہیں۔ اس میں کیا کیا چیزیں لکھی ہوئی ہیں۔ اسکو

پھاڑ کر۔ اور پھاڑا بھی نہیں تھا۔ یہاں تک میں آپ کو بتا دوں۔ آج بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سے دو، تین ملاقاتیں کیئے۔ اس میں ثناء صاحب بھی بیٹھے تھے۔ اس میں نصر اللہ زیرے صاحب بھی بیٹھے تھے۔ انہوں نے ہمارے ساتھ agree بھی کیا۔ ”کہ ہم آپکے علاقے کو نظر انداز نہیں کریں گے۔ ہم اس کو روایات کے مطابق چلائیں گے، تو کوئی روایات؟۔ ہماری کدھر گئی وہ روایات؟۔ آج آپ لوگوں کو پشتوستان یاد آگیا۔ آج آپ کو آزاد بلوچستان یاد آگیا۔ آپ کو پانچ سال کے کیا یاد تھے؟۔ آپ بتاؤ کیا کیا آپ نے۔۔۔ (داخلت۔ آوازیں) ثناء صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ آپ میری باتیں سن لیں۔ پھر آپ جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زمرک صاحب کو اپنی speech complete کرنے دیں۔ وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹو: یار! آپ کو میں دھمکی نہیں دے رہا ہوں۔ اختر لانگو صاحب! آپ بہت بڑے استاد ہیں آپ بیٹھ جاؤ یار! آپ آرام سے بیٹھ جاؤ۔ جاؤ یار!۔۔۔ (داخلت۔ شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: اختر حسین لانگو صاحب! آپ دو منٹ تشریف رکھیں۔ جی آپ اپنی speech complete کر لیں۔ پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔ وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹو: کیا میں نے آپ کو کہا؟۔ کوئی غلط بات کی؟۔ میں نے کہا آزاد بلوچستان کی بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زمرک خان! آپ اپنی speech continue کر رکھیں۔ وہ اپنی بات complete کر لیں۔ پھر میں آپ کر لیں بیٹھن۔۔۔ (داخلت، شور) وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹو: میں بیٹھ جاؤں اسپیکر صاحب! آپ کیسے؟۔ آپ بعد میں بات کریں۔ آپ میری تقریر کو کیوں خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ آپ نے پرسوں بھی یہی باتیں کی ہے ثناء صاحب! اس طرح نہیں کرتے ہیں کہ جس طرح آپ چلاتے ہو۔ اپنی مرضی سے چلاتے ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ اپنی بات پوری کر لیں پھر آپ کو میں دو منٹ دے دیتا ہوں۔ یہ بات پوری کریں۔ پھر آپ کو موقع دیتا ہوں۔

وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹو: جناب اسپیکر صاحب! پھر میں بجٹ پر آتا ہوں۔ یہ تو لوگوں کو disturb کرنے کیلئے، مسئلے بنانے کیلئے یہ کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ اپنی speech complete کر لیں پھر۔ دُمڑ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔۔۔ (داخلت۔ شور)

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ و اطلاعات): ممبر ان سے گزارش ہے کہ وہ بھی ٹریئری پیچ کے ممبر ان کو سنیں۔ اسکے بعد اگر کسی کو اعتراض ہے تو آپ اُسکو موقع دیں۔ ایک بندہ تقریر کر رہا ہے اور اسکے پیچ میں کھڑا ہو کر اپنی فلاسفی جھاڑنا، یہ کہاں کی بات ہوئی؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شاء صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوچ: Thank you زمر ک صاحب ہمارے محترم ہیں، بھائی ہیں، ہم سے عمر میں بڑے ہے، senior parliamentarian ہیں، تجربہ کار ہے۔ دیکھیں! یہاں پر کل سے، پرسوں سے، جب بھی، جو بھی بحث ہو رہی ہے۔ نہ اس میں پشوختان کا ذکر ہے۔ نہ اس میں آزاد بلوچستان کا ذکر آیا ہے۔ نہ اس میں گران افغانستان کا آیا ہے۔ گو کہ اس اسمبلی میں آپ نے بلوچستان سے باہر کے معاملات بھی آپ کے دوستوں نے اٹھایا ہے۔ ہم نے آپ کو support کیا ہے۔ ایک ذمہ دار فرم ہے۔ ایک ذمہ دار ممبر کی حیثیت سے ہم نے جو تقید آپ کے بحث پر کیتے ہیں۔ ہم نے سارے ٹینکنیکل معاملات پر کیتے ہیں۔ خدا کیلئے اپنے نہرمت بڑھائیں، کسی اور کے سامنے۔ معز زار اکیں کو جو ہے۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔۔۔ ایک منٹ۔ جناب اسپیکر! ضیاء صاحب! میرے بھائی ہیں، اس سے پہلے انہوں نے ایک بات کی ہے۔

وزیر ملکہ زراعت و کاؤپریٹوں: شاء صاحب! آپ میں جائیں۔ آپ نمبر بڑھاتے ہو۔ مجھے پتہ ہے آپ دن رات ادھری بیٹھے ہوتے ہو۔ آپ رات کو جاتے ہو۔ ہم دن کو جاتے ہیں۔ آپ کیا کرتے ہو۔ آپ کو پتہ ہے کہ آپ کیا کرتے ہو ادھر۔ آپ کا دھنہ کیا ہے۔ مجھے پتہ ہے آپ کا دھنہ کیا ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب شاء اللہ بلوچ: ایک منٹ۔ جن ٹینکنیکل معاملات پر ہم نے بحث پر اعتراض کیا ہے۔ اُن ٹینکنیکل معاملات کا ٹینکنیکل انداز میں جواب دیں۔ جناب اسپیکر! میں معاملات کو سلیمانی ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شاء بلوچ صاحب! آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

وزیر ملکہ زراعت و کاؤپریٹوں: ہو سکتا ہے ہمارا بھی منہ کھلے کہ آپ کیا کر رہے ہو ادھر۔ ہم کوئی چھپ کر بات نہیں کر رہے ہیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: ہم نے کل ایک لفظ بھی ان papers سے نکل کر نہیں کیا۔ پینتالیس منٹ کی speech میں ایک ایک صفحہ کو، ایک ایک ادارے کو۔ ایک ایک ڈیپارٹمنٹ کی ہم نے scrutiny نہیں کی ہے۔ ہم نے نہ ادھر مارا۔ نہ ادھر مارا۔ نہ ادھر مارا۔ بتائیں اپنی کارکردگی ہم خوش ہو جائیں گے؟ ہم

تو آتے ہی اسی لیئے ہیں۔ Thank you

جناب ذپی اپسکر: زمرک خان صاحب آپ بجٹ پر آئیں۔

وزیر مکملہ زراعت و کاؤنسلیوریز: دیکھو! میں کسی کو ذاتی طور پر۔۔۔ (مداخلت) آپ مجھے پہلے سُن تو لو یار! میری اس تقریر کو چھوڑ دو۔ میں پچھلے پانچ سالوں کی بجٹ کی بات کر رہا تھا کہ وہ کس کا ڈور تھا اور کیا کیا ہو رہا تھا۔ اگر اختر جان کے ساتھ میں نے سائل و مسائل کے حوالے سے قرارداد پیش کی۔ سب سے پہلے NAP کے ڈور سے عوامی نیشنل پارٹی ایک واحد پارٹی ہے جو پشتونوں، بلوچوں، سندھیوں، سرائیکیوں اور غریب پنجابیوں کی بات کرتے ہیں۔ ہم وہ پارٹی ہیں جنہوں نے ہزاروں کی تعداد میں قربانیاں دی ہیں۔ ہم نے اس خطے کے لئے دی ہے، اس پاکستان، اس ملک، اس خطے کے لئے بھی دی ہیں۔ ہم نے کبھی غداری یا بغیر اسکے anti-State کے ساتھ نہیں ملے ہیں۔ آپ کہتے ہو ”کہ آپ لوگ نمبر بناتے ہو“۔ ہم نمبر نہیں بناتے ہیں۔ ہم پچھلے، آپ پچھلے پانچ سالوں کا کارنامہ اٹھا کر کے دیکھ لیں کہ یہاں پر اس بجٹ میں پانچ سال کیا ہوا تھا؟۔ آپ (مداخلت) مجھے چھوڑیں میری تقریر یہی ہے آپ کیا کہتے ہو نشاء صاحب! آپ جو ایک گھنٹہ بات کرتے ہو۔ آپ نے پرسوں بھی مجھ پر غصہ کیا اور میں بیٹھ گیا۔ میں آپ کا قادر کرتا ہوں۔ دیکھو! بجٹ پر تقریر یہ نہیں ہوتا ہے کہ میں صرف آپ کو figures دے دوں۔ میں اپنی ایک سیاسی اور پولیسیکل طریقے سے اس بجٹ کو define کر رہا ہوں۔ اگر آپ سن سکتے ہو جناب اپسکر صاحب! آپ کو مخاطب کر کے kindly پانچ دس منٹ کے لئے میری تقریر سن لو۔ میں اپنی پارٹی کی بھی بات کروں گا میں اپنی بجٹ کی بھی بات کروں گا میں پچھلا بھی کروں گا میں پچھلے پانچ سالوں سے یہ گیا رہاں بجٹ ہے کہ جو میں اس میں بیٹھ رہا ہوں میرے سامنے پیش ہوا ہے پچھلے پانچ سال جو نواب اسلام ریسمانی صاحب کے ڈور میں پیش ہوا تھا۔ یہ جو آج پیسے مل رہے ہیں یہ وہی 2010ء کی بات ہے جو این ایف سی ایوارڈ اور اٹھارھویں ترمیم کے تحت ہم نے بات کی۔ ہم budgets ہوتے ہیں تراجمم پیش ہوتے ہیں بجٹ کے حوالے سے آپ کو حصہ ملتا ہے۔ NFC کے حوالے سے آپ کو 5.03% تھا بھی 9.06% آپ کو کہاں سے مل رہا ہے؟ یہ 2011-2010ء کا کارنامہ ہے۔ آپ کو ہم جب کہتے تھے، ہم نے کبھی جب اپنے حقوق کی بات کرتے تو غدار کہتے تھے۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ بات نہیں کریں۔ جناب اپسکر صاحب! ہم نے پشتونخوا مانگا، تول مگیا۔ کس کو مل گیا؟ پشتونوں کو مل گیا۔ ہم نے بات کی ہے۔ آج وہ تعصب کی بنیاد پر بات نہیں کرتے ہیں۔ آج وہ کہتے ہیں کہ جی! ہمارے کارکن وہ جو اٹھا دیتے ہیں، آج ان کو پشتونیا دا آجائی ہے۔ میں تو یہی بات کرتا ہوں کہ پانچ سال وہ پشتون کہاں تھی، وہ بلوجی

کہاں تھی جب ہم لوگ وہاں پر کہتے تھے؟۔ اُدھر بیٹھے ہوتے تھے کہ بھائی! بات کرو؟۔ آپ آج آ جاؤ ایک یونیورسٹی تو بناؤ؟ یہ آپ کی اور الائی ہے۔ اور آپ کا گوارہ ہے، میڈیکل ہے یا جو بھی campases ہے یا 2008ء سے 2013ء کی بات ہے۔ میں نے ان کو کہا تھا گارنٹی سے کہ 2013ء سے لیکر 2018ء تک کوئی بھی رجسٹرڈ، جو، رجسٹرڈ یونیورسٹی ہو یا کالج ہوں، HEC سے آپ بتا دو، ہم مانگ لیں گے کہ جی! وہ بلوج اور پشتو نوں نے مل کے اس خطے کو ایک ترقی دی۔ میں اس چیزوں پر بات کر رہا ہوں پھر میں آتا ہوں تھوڑا سا ان لوگوں کو یہ آتا ہے کہ پچھلے بات کیوں کرتے ہو۔ میں پچھلے بات اس لئے کرتا ہوں کہ ہم نے یہاں حکومتیں کی ہیں، آپ کہتے ہو نواز شریف کے ساتھ۔ آپ کہتے ہو زرداری کے ساتھ۔ ہم نے ان کا ساتھ دیا ہے۔ ہم نے نواز شریف کے ساتھ ایک agreement کیا تھا اختر لانگو صاحب! کہ ہمیں پختونخوا ملے گا۔ ہمیں صوبائی خود مختاری ملے گی۔ تو تب جب نہیں ملے تو واحد ہم لوگ تھے کہ ہم نے اُس حکومت کو چھوڑا۔ اور جا کے ساتھ اپوزیشن میں بیٹھ گئے۔ آج بھی ہم یہی کہتے ہیں کہ اگر آج بھی نہیں تو ہم اس بلوچستان کے خاطر ہم اپوزیشن میں بیٹھ سکتے ہیں۔ ہم کبھی بھی حقوق کی بات اُس بنیاد پر کرتے ہیں جو امن کے راستے سے ہوں۔ جو جمہوری حق کے راستے ہوں، ہم تشدد سے نفرت کرتے ہیں۔ ہم عدم تشدد کے لوگ ہیں۔ ہم نے کبھی یہ نہیں چاہا ہے کہ یہاں پر ایسے خون ریزی ہو، جو ہماری قومیں تباہ ہوں۔ جو ہمارے نوجوان تباہ ہوں۔ آج بلوچوں میں جو خونریزی ہوئی ہیں، آج پشتو نوں میں جو ہوئی ہیں۔ آپ کی قومیں سو، سو سالوں تک پیچھے چلی گئی۔ آپ نے سکولوں کو تباہ کر دیا، آپ نے یونیورسٹیوں کو تباہ کر دیا۔ آپ نے خود کش، ہمارے مسجد، ہمارے امام بارگا ہیں، ہمارے مدرسے، ہمارے کورٹ۔ یہاں پر کوئی حفاظت ہوئی ہیں؟۔ آج ہمارے جو وکلاء برادری جو یہاں پر شہید ہوئے کس وقت میں ہوئے؟۔ ہمارے جو پولیس کے جوان شہید ہوئے، کس وقت میں ہوئے ہیں؟۔ گھڈ گوچ کا جو ایک وقوع ہوا، کس وقت ہوا؟۔ یہ سارے وہ واقعات ہیں، میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ۔ یہاں پر ہوتی ہیں، کمزوریاں ہیں، ہمارے ملک کو بہت مشکلات کا سامنا ہے۔ ہر طرف سے، ہمارے ہمسایوں سے مداخلتیں ہو رہی ہیں۔ ہمارے اتنے زیادہ ہم لوگوں پر توجہ ہے strategic ایک صوبہ ہے، جس پر دشمنوں کی نظریں ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ پر امن صوبہ بنالیں۔ آ کے۔ مل کے اپوزیشن اور یہ جو ٹریزیری پتھر ہیں، یہ مل کے ایک ایسا منصوبے لائیں، جس کو لوگ appreciate کریں۔ یہاں تعلیم زیادہ ہو۔ ہم صحت کے مسائل دیکھ لیں۔ اب میں آتا ہوں بجٹ پر۔ جناب اسپیکر صاحب! واحد یہ بجٹ ہے جام صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میں یہ نہیں کہ ان کے سامنے یا ہمارے واحد ایسا بجٹ پہلے پیش نہیں ہوا تھا، میں آپ کو ایماناً کہتا

ہوں---(ڈیک بجائے گئے) ابھی اُس کا میں طریقہ بتاتا ہوں۔ پہلے ہمارے بجٹ کس طرح بنتے تھے۔ ہمارا بجٹ میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ وہ USB بجٹ ہوتا تھا۔ کیا کیا ہوتے تھے، ایک رات دورات میں بنتی تھی۔ یہ واحد بجٹ ہے آپ کو concept paper through CP کے concept paper ہوا۔ اُس پر DAC ہوئی۔ اُس کے بعد scrutiny ہوئی۔ جو ایک کمیٹی بنی۔ پورے اسکیمات کی scrutiny ہوئی ہے۔ بتاؤ کوئی تاریخ میں اس طرح کا ہوا ہے، پوچھتا ہوں بتادیں؟---(ڈیک بجائے گئے) کوئی آج تک approved scheme جس پر concept paper کے ساتھ DAC ہوئی ہو۔ کوئی آج تک آیا ہے؟ پاکستان کے تاریخ میں بتاؤ کہ بلوچستان میں اگر اس طرح کسی نے کیا ہو؟ یہ ہمارے جام صاحب ہیں، ان کی ٹیم ہے، ہمارے خزانے کے ہیں، ہمارے پی اینڈ ڈی کے بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے چیف سیکرٹری ہیں۔ ہمارے خزانے کے جو سیکرٹری صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں، ان سب کی محنت ہے۔ اور ہم نے آنکے بیٹھ کے یہ کہا کہ جی پلانگ کمیشن اور سپریم کورٹ کے اُس فیصلے کے مطابق، اُنکے پالیسی کے مطابق ہم اپنا بجٹ بنائیں گے۔ پچھلا بجٹ پچھلی دفعہ پیش ہوا۔ اور اُس کے جو ہیں سارے نقصانات ہمارے گورنمنٹ کو ملے۔ کورٹ کی طرف سے ہمیں پابندی لگی۔ اور ہم نے خسارہ جو آپ کہتے ہو یہ خسارہ 70 ہیں، 70 نہیں ہیں۔ میں آپ کو بتا دوں 319 ارب روپے ہمیں فیڈرل سے divisible-pool اور مختلف اسکیمات کے تحت ہمیں مل رہے ہیں۔ 34-350 یا 355 ہمارے بتتے ہیں۔ تو تقسیماً جو ہمارا خسارہ ہے وہ 47 ارب رہ گیا۔ اور اُس کو پورا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ آپ کوئی بتاؤ یہ بھی ایک حکمت عملی کے تحت۔ جو ہمارے SNE اور غیر ترقیاتی اخراجات پر ہمارے فناں اور گورنمنٹ نے کنٹرول کر کے اُن کی۔ اُس غیر ترقیاتی اسکیموں کی حوصلہ شکنی کر دی گئی۔ اور اُس سے جو ہمیں بچت ملے گا اُس سے ہم خسارہ پورا کریں گے۔ اور ہم نے کوئی ایسا خسارہ نہیں رکھا ہے جو بلوچستان کے عوام پر اُس کی بوجھ اُس پر چلے جائیں۔ ہم نے وہ خسارہ رکھا ہے کہ ہم نے پیش میں بچت کی۔ ہم نے اُس نو کرویں کا جو بجٹ آریگا جو بچت ہو گی ہم اسکو ڈولپمنٹ میں شفت کر لیں گے۔ اور یہ ڈولپمنٹ جب ہوتی ہے جناب اسٹیکر! یہ عوام پر ایک انویسٹمنٹ ہوتی ہے گورنمنٹ کی طرف سے۔ یہ ٹول investment ہے۔ اور یہ انویسٹمنٹ ہم نے کی ہے، ہم نے یہاں پر ایک گرڈ اسٹیشن اگر قلعہ عبداللہ کی بات کروں تو چالیس کروڑ کا گرڈ اسٹیشن ہے۔ ایک ہسپتال بنایا ہے 50 کروڑ کا۔ ایک ہسپتال نواں کلی میں بنائے۔ ہمارے پاس اسٹیڈیم جو سپورٹس مینوں کیلئے تھا۔ آج تک پچھلے گورنمنٹ میں ایک اسٹیڈیم بتاؤ کہ بنایا ہے؟ ایک ہسپتال بتاؤ کہ بنایا ہے؟ ایک کوئی ایسا اسکیم بتاؤ کر ان

کو باہر جا کے ان سے ہم اپنا فخر کر سکیں کہ یہ ہمارے پانچ سالہ گورنمنٹ میں یہ چیزیں بنی ہیں؟ یہ تو نہیں ہے گورنمنٹ۔ گورنمنٹ آپ کو بھلی کا جو آپ پروجیکٹ کہہ رہے ہو، کس طرح دے گا؟۔ آپ اگر solar سے یا winds سے آپ اپنا ایک میگاوات بھلی پیدا کرو گے۔ تار و موڑ پر وہ ڈیڑھ یادوارب روپے ایک میگاوات پر خرچ آتا ہے۔ آپ 50 میگاوات پر کتنا خرچ آتا ہے؟۔ کھربوں سے بھی زیادہ، دو کھرب کون دے گا؟ ہم جو ساحل وسائل کی بات کر رہے ہیں۔ اس پر ہم لڑے ہیں۔ ہم آج بھی کھڑے ہیں کہ جی بلوچستان کو اختیارات دیا جائے۔ مرکز سے چاہتے ہیں خداخواستہ ہم کوئی امریکہ سے نہیں چاہتے ہیں یا روس سے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہاں پر گیس ہو، یہاں پر ریکورڈ کے ہے ہماری ہے۔ یہاں پر اگر بندگاہ ہے یہ تو ہماری ہے۔ کون سی ایسی چیز یہاں پر available نہیں ہے، اللہ کا قدرتی خزانے جو ہمارے پاس نہیں ہے، جنگ تو اسی چیز کی ہے کہ ساحل وسائل کی بات ہے۔ جب ہمیں ملے گا تو ہم اپنا بجٹ کیا ہم پاکستان کا بجٹ آپ کو بنادے سکتے ہیں۔ ایک ریکورڈ کے ہم پورے پاکستان کا بجٹ بناسکتے ہیں۔ اس پر آکے مل لیں۔ یہ نہیں ہے کہ فیدرل کے ساتھ ہمارے خداخواستہ کوئی تضاد ہے۔ فیدریشن اس وقت مضبوط ہو گا جب آپ کی اکائیاں مضبوط ہوں گی۔ بلوچستان مضبوط ہو گا تو تب اسلام آباد مضبوط ہو گا۔ نہیں ہو سکتا ہے کہ ہمارے کچھ ایسے جو لیڈر شپ آئی ہوئی ہیں، ایسے حکمران آئے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ شاید فیدریشن مضبوط ہو گا تو تب صوبے مضبوط ہوں گے۔ انہوں نے صوبوں کو سپماندہ رکھا ہے۔ انہوں نے بلوچستان کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ ہم نے یہ جنگ لڑی ہے، اور آج سے نہیں ہے، آپ کے ساتھ مل کے، ہم تقریباً 50 سے کیا 100 سالہ ہماری تاریخ ہے باچا خان کی، آپ خدائی خدمت گار 1920ء سے لیکر آج تک کتنا ہوا ہے؟۔ سوال ہوا ہے۔ اور ہم اس خطے کیلئے انگریزوں کے ساتھ لڑے ہیں۔ یہاں آزادی حاصل کی، یہاں قربانیاں دی ہیں۔ اس صوبے کیلئے اور یہاں پر جو بھی ہیں، چاہے وہ بلوج ہوں، چاہے کوئی بھی ایسے مظلوم قومیت سے تعلق رکھنے والے، ہم نے اُنکے حقوق کی بات کی ہے۔ ہم اُس بیوروکریسی اور اُس فیدریشن کے جو رہنے والے ہیں، جو کابرین ہیں، جنہوں نے انکو سپماندہ رکھا ہے۔ ہم اُن کے خلاف ہیں۔ ہم خداخواستہ کی قوم کے خلاف نہیں ہیں کہ ہم پنجابی کے خلاف ہیں۔ پنجاب میں ہماری پارٹی ہے۔ پنجاب میں ہمارا مرکزی جزل سیکرٹری احسان والیں تھا جو پورے پاکستان کا تھا۔ لوگ جو غلط سوچ اور فکر سے بات کرتے ہیں، وہ غلط ہیں۔ وہ پروپیگنڈہ غلط ہے۔ ٹھیک ہے ہم پشتو نوں کی حقوق مانتے ہیں۔ اور اپنے طریقے سے ملتے ہیں۔ تو میں آپ کو ایک چیز بتاؤ کہ کچھ چیزیں جو ہیں بجٹ میں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زمرک خان اچھزی صاحب! تھوڑا منقصہ کر دیں اپنا۔

وزیر ملکہ زراعت و کاؤپریوائز: بس مختصر کر رہا ہوں۔ میں کچھ، کچھ ہمارے جو ہیں، میں نے آپ کو بتایا ہے کہ ہمارے بہت سے ایجوکیشن میں 12 ارب ہیں۔ اور پی ایچ ای میں 12 ارب ہیں۔ کوئی ہمارے جو ہیں، بہت سے ایسے سیکٹرز ہیں۔ جو میں نے لکھا ہے۔ میں یہ بات نہیں کرتا ہوں کہ چاہے وہ صحت ہے، ایجوکیشن ہے، انڈسٹریز ہو، ہر سیکٹر کو ہم نے focus کیا ہے۔ بلوچستان کی اُس غربت کو دیکھ کر اور ان کو ختم کرنے کیلئے کہ عوام کیلئے ایک اچھا سائبھٹ کو ہم لے آئیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ کوئی بھی اسکیمات ہیں۔ جس طرح ہمارے مولانا صاحب نے کہا، ہمارے قلعہ عبداللہ کے اسکیمات ہیں، میں اُسکو own کرتا ہوں اس فلور پر۔ اور پی ایڈڈی سے کوئی mis-print ہوئی ہے۔۔۔ (مداخلت) صدیقی صاحب! آپ تھوڑا پیٹھ جائیں۔ وہ میرے گاؤں کے ہیں، وہ میں نے دیئے ہیں۔ وہ جو ہیں میرے گاؤں کا پیر علی زینی کے نام سے اسکیم ہے۔۔۔ (مداخلت)، صدیقی صاحب! آپ ایک منٹ سن لیں۔ آپ کے نہیں ہیں۔ آپ نے بجٹ بنایا ہے یا ہم نے بنایا ہے، گورنمنٹ نے بنائی ہے۔ اس کے concept paper موجود ہیں۔ اُس کی approval موجود ہے۔ میراپنا اسٹیڈیم جو گلک کا ہے، اُس کے سامنے ہمارے علاقے کا ہے۔ اُس کے سامنے قلعہ سیف اللہ لکھا ہے۔ قلعہ سیف اللہ کا ایک اسکیم ہے، جس کے سامنے پشین ضلع لکھا ہوا ہے۔ کان مہترنگی ہے، پشین میں آپ سے پوچھتا ہوں، تو نہیں ہے پھر کیسے لے جاؤ گا۔ پیر علی زینی ہے قلعہ سیف اللہ میں۔ کدھر ہے پیر علی زینی؟۔ یہ چھوڑو۔۔۔ (مداخلت)۔ جناب اسپیکر! ڈیزی یہاں پر رکھے ہیں۔ اور ڈیموں میں جتنے بھی فیڈرل سے ہمارے پاس allocation آئی ہیں، میرے خیال سے میرے قلعہ عبداللہ میں آج سے پانچ سال میں اُتنی allocation نہیں آئی۔ ایک ارب سے لے کر کے دو ارب تک۔ ہمارے جوزیادہ تراضیاع ہیں اُن میں جناب اسپیکر صاحب! جام صاحب اور ان کی ٹیم نے پوری محنت کے ساتھ تقریباً رکھا ہے سب کچھ۔ اور کچھ چیزیں میں جام صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے بجٹ میں کچھ ہمارے BRC کا لج تھا، وہ رہ گیا تھا۔ اور ہمارے ایک ایگر لیکچر کا ایک ڈائریکٹریٹ تھا، جو صوبائی سط پر مچھلی دفعہ بھی آیا تھا، وہ بھی رہ گیا ہے تو اُس پر اگر وہ توجہ دے دیں اور ہمارے پی ایڈڈی اور فائلس کے ہمارے سیکرٹری صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں، میرا ایک روڈ تھا 15 کلومیٹر کا جو بجٹ کا حصہ تھا، وہ رہ گیا۔ اور چون میں کاریزات کے جو صفائی تھے وہ رہ گئے تھے۔ یہ چیزیں تھوڑا سا میں اُس پر لے آتا ہوں۔ اور جام صاحب سے میں ایک request کرتا ہوں کہ جام صاحب! جو سب سے بڑی بات ہے جو بارشوں سے ہمارے جو flood کی وجہ سے جوتا ہی آئی۔ آپ نے قلعہ عبداللہ کا دورہ بھی کیا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ پورے صوبے کے لئے compensation کے مد میں اُنکے

لئے کوئی compensate کر لیں پسیے رکھیں۔ اور خاص کر قلعہ عبداللہ میں جو گاؤں ہیں جو ذرے ہیں وہ تباہ ہو گئی بہہ گئی تھی ان کے لئے کچھ رکھے تو یہ بہت بڑا ہو گا۔ ایک اغمبر گ، پنجائی روڈ تھا، وہ بھی آدمیوں کیا ہے۔ اُس کا کر لیں۔ اور آخر میں، کچھ یہ تھا کہ مولانا صاحب نے جو کہا ہے، اسکیمیں، آخری بات میں کرتا ہوں کہ ایک، ایک لاکھ روپے رکھے گئے۔ یہ کچھ اسکیمات ایسے ہیں cap کردی گئیں۔ جس میں میرے بھی دو ongoing کے اسکیمات ہیں، جو complete ہیں۔ اُس میں یہ تھا کہ اسکیمیں کچھ خدشات ہیں پی اینڈ ڈی کی وجہ سے۔ ایسے اسکیمات آئی ہوئی ہیں۔ ہم دس سالوں سے تو میں دیکھ رہا ہوں، جناب اپسیکر! کہ قلعہ سیف اللہ کیلئے 20 سال سے اسکیمات چل رہی ہیں اور complete نہیں ہو رہی ہیں۔ تو ہم اس کا کیا کریں گے؟ کیونکہ ایک روڈ جو پانچ کلومیٹر کیلئے وہ reflect کرتے ہیں دو کروڑ اور اگلے سال اُس پانچ کلومیٹر کو یہ 100 کلومیٹر بناتے ہیں ”کہ جی! یہ بہت لمبا ہے۔“ وہ پانچ کروڑ کا جو ہے وہ دوارب پر چلے جاتے ہیں۔ تو یہ اسکیم کیسے complete ہو گی؟ ان کو تو delete ہونی چاہیے۔ تو میرے بھی دو اسکیمات laps ہوئی ہیں۔ اور یہ laps اسکیمات، ان اسکیمات کیلئے کمیٹی بنی ہے۔ اور وہ کمیٹی پھر جائزہ لے لے گی۔ اور اگر صحیح اسکیمات ہیں اُسکو واپس چھوڑ دینے گے اور اُس کا بجٹ کا حصہ بنائیں گے اور اُسکے لئے allocation دینے گے۔ اور اُسکو complete کریں گے۔ تو میں آخر میں یہ کہوں گا کہ اس متوازن بجٹ جو پیش ہوا، جس میں تمام sectors focus کریں گے۔ تو میں اپنی طرف سے اور پارٹی کی طرف سے جام کمال صاحب کو اور انکی ٹیم کو، فناں کے سیکرٹری نور الحلق صاحب، بزدار صاحب پی اینڈ ڈی اور جتنے بھی ان کی ٹیمیں ہیں، انکے کیسا تھوڑا جو دوست ہیں جنہوں نے محنت کی ہے اور ہمارے سارے کاپینہ سارے ہمارے ٹریزیری پیپر کے جنہوں نے محنت کی ہیں، انکو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور انشاء اللہ اس امید کے ساتھ کہ ابوزیشن ہمارا ساتھ دے دیں۔ اور ہم اس PSDP کو خرچ کر کے اور انشاء اللہ اس بلوچستان کو بلا تفریق کسی کے نام پر کوئی اسکیم نہیں ہے، سارے انفرادی اسکیمات نکالی گئی ہیں۔ اور اجتماعی اسکیمات رکھی گئی ہیں۔ سارے بلوچستان کے ہیں۔ سارے بھائی ہیں۔ انشاء اللہ اس کو آباد کریں گے۔ شکریہ۔ اللہ حافظ۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: شکریہ زمرک خان۔ میرے خیال سے یہ speech جو ہے complete کر لیں۔ ہاں چلیں کر لیں زابر کی صاحب۔

میرزا علی ریکی: بِسَمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ—Thank you جناب اپسیکر صاحب! جناب اپسیکر صاحب!

لکل گورنمنٹ کے تمام ڈسٹرکٹوں میں کچھ fund release ہوئے تھے۔ واشک کے بھی چار پانچ کروڑ کے

فڈر ریلیز ہوئے تھے۔ وہاں کے چیف آفیسر عزت اللہ اور E.D محمد جان، دونوں نے جنگ اخبار میں corruption کا انتہا کرتے ہیں۔ سابقہ منشیر صاحب، سابقہ MPA واشک کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ ابھی تک اس نے واشک کو 25 سال لوٹا ہے ابھی تک اس کا پیٹ نہیں بھر رہا ہے۔ میں سردار صاحب کا، سردار صاحب صاحب کا بہت مشکور ہوں اور واشک مظلوموں کا دعا ہے کہ next time Prime Minister of Pakistan انشاء اللہ بنیں۔ کہ اس نے فوری action یا tender cancel کر کے کہا کہ یہ مظلوموں کے پیٹے ہیں میں اس طرح نہیں چھوڑوں گا کہ corruption کریں۔ قائد ایوان صاحب، جام صاحب! یہ ہے سردار صاحب۔ منشیر محمد ذمیر صاحب آپ سے بھی ایک بات کرنا ہیں۔ آپ نے منشیر۔ اسپیکر صاحب! ایک XEN ہے، چھ مہینے سے ہے۔ نور محمد ذمیر صاحب نے بیجا ہوا ہے واشک میں۔ ابھی تک اس کو پتہ نہیں ہے کہ واشک مغرب میں ہے شرق میں ہے شمال میں ہے جنوب میں ہے۔ بیجا ہوا ہے، order کیا ہوا ہے واشک میں، وہاں کے واشک کے عوام پینے کے پانی کیلئے ترس رہے ہیں ریلی نکال رہے ہیں جلسے کر رہے ہیں۔ قائد ایوان صاحب! پلیز یہ کیا ہو رہا ہے واشک کے اوپر؟ یہ نور محمد ذمیر صاحب منشیر صاحب! ایک دن اللہ کے سامنے مجھے اور آپ کو جواب دینا پڑے گی انشاء اللہ۔ ایک دن میں اللہ کو گواہ دیتا ہوں انشاء اللہ کہ آپ اس طرح مت کریں نور محمد ذمیر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زابد علی ریکی صاحب۔ آپ تشریف رکھیں آپ کا point of order complete ہو گیا ہے۔

میرزاد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: ابھی کچھ speech complete ہو جائے۔

میرزاد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! آپ اس کو بتا دیں، منشیر کو بتا دیں کہ یہ کیوں اس طرح ہو رہا ہے واشک میں اب؟ یہ ایک XEN آپ نے بیجا ہوا ہے وہ آپ کو پتہ نہیں ہے کہ کہہ رہے ہیں؟ پانی کیلئے پانی آدمی ترس رہے ہیں وہ پتہ نہیں کیا کیا کر رہے ہیں۔ قائد ایوان صاحب جام صاحب آپ نے تو میری بات سن لیا ہے اس پر action لے لیں۔ Thank you جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی۔

محترمہ لشیری رند (پارلیمانی سکریٹری): اس مسئلہ پر جو میرے ڈسٹرکٹ مستونگ میں جیسے last

بھی رمضان کے مہینے میں بھی بچیوں کے اسکول spray ہوا اور باقاعدہ اُس پر کمیٹی بھی بنائی گئی، ڈسٹرکٹ کی سطح پر ہم نے suggest کیا اب دوبارہ پرسوں دوبارہ ایسا ہی spray دوبارہ انہیں اسکولوں پر بلکہ جو سب سے پہلے effect ہوا دوبارہ ہوا ہے۔ میں اسے یہ ruling چاہوں گی کہ آپ کوئی کمیٹی تشکیل پائے گئی لیکن اُس کی روپرٹ انہوں نے تشکیل دیں۔ D.G آفس سے بھی لوگ آئیں ایک کمیٹی تشکیل پائے گئی لیکن اُس کی روپرٹ انہوں نے خاطر خواہ نہیں دی ہے کیونکہ ایک غریب علاقہ ہے اور Deprived ہمارا علاقہ ہے کہ بچوں کو treatment کے لیے بھی further CMH بھی لاایا گیا، لیکن اس کی صحیح تحقیقاتی روپرٹ نہیں پیش کی گئی تو میں آپ سے ruling چاہتی ہوں کہ آپ اس کی تحقیقات کروائیں کے آخر کیا کوئی جن و بلاؤ نہیں آ سکتا جو بارہا attack کرے اور بچیوں کے اسکولوں پر ہی کریں۔ تو اگر بچیوں کو سکولز سے out کرنے کی کوئی سازش ہے kindly اس پر آپ ruling دے دیں کہ کوئی کمیٹی تشکیل دےتاکہ اس کی investigation کروائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میدم۔

محترمہ بشری رند (پارلیمانی سیکرٹری): اور ایک اور اہم مسئلہ اگر اُس کو بھی میں discuss کرتی ہوئی چلوں آپ کی اجات کے ساتھ۔ Federal Government میں بلوچستان employees کے notices کو employees کو گھر انہوں نے allot کروائے تھے گورنمنٹ کی طرف سے اس سال شروع میں بھی اُن اور باتی جو ہے اُنکے پاس گئے ہیں اور انکو 8 گھر خالی کروانے کا جو ہے کہ Deputy Commissioner ناں نوٹس جاری کر رہے ہیں۔ ایک طرف ہم کہتے ہے کہ فیڈرل آباد ہو رہا ہے بلوچستان کے بیسوں سے چل رہا ہے لیکن فیڈرل میں اگر بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ ایسا ہو گا تو میرے خیال ہے اس atleast forum پر budget ہے نہ کچھ ہے فیڈرل کے جتنے بھی employees ہیں ان کیلئے آپ ruling دے دیں کہ کوئی کمیٹی بنائیں، جام صاحب اسکو specially دیکھ لیں کہ وہاں پر جو لوگ ہمارے ہیں تو اُس Housing Authority ہے یا جو بھی ہے انکو kindly لکھ دیں کہ اس پر جو ہے ایسے کام نہ کریں کہ ہمارے جو ہے وہاں بیٹھے ہوئے لوگ بے گھر ہو جائیں۔

Thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ میدم۔ میں سید خیر محمد عارف، پروفیسر خلیل بابر، پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف کو ایوان آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ میرے خیال سے point of order پر ہم لوگوں کا سارا دن گزر جاتا ہے، speech رہتے ہیں۔ جی جی ٹائمس صاحب کر لیں۔

جناب ٹائنس جانس: جناب اسپیکر صاحب! Christian community کی میں سال قبل جو ہاؤسنگ سکیم میں منظور ہوئی، C.M. صاحب نے اپنی تقریر میں بار بار کہا کہ running اسکیموں پر کام ہو گا اور بات کی۔ اور میں نے written بھی لکھ کر دیا Department P & D کو۔ گورنر صاحب سے بھی ملاقات کی لیکن ان کی اسکیمات پر کوئی انہوں نے پیش رفت نہیں یہ اسکیم دراصل 1994ء میں کرپچن کمیونٹی کو 500 safety اور encroachment کی وجہ سے Cantt سے نکالا گیا تھا، میکھوں کو۔ تو اس پر 500 لوگوں کی اسکیم منظور ہوئی تھی Housing Scheme جس پر 50% جو تحفیڈرل گورنمنٹ نے دینا تھا اور 50% صوبائی گورنمنٹ نے۔ لیکن فیڈرل نے جو پیسہ تھا پوری payment ادا کر دی۔ لیکن جو صوبائی گورنمنٹ جو آئی ہیں انہوں نے تقریباً 20 سال سے اسکیم در بدر ہے وہاں قبضہ ہو چکا ہے۔ لہذا اس پر جو ہے نہ بیٹھے ہوئے لوگوں کے پاس پانی ہے نہ بکلی نہ کیس ہے۔ تقریباً اس پر پیشوورفت اس لئے نہیں ہو رہی کہ وہ جو کرپچن کمیونٹی کے لوگ بیٹھے ہیں ان کو کچھ لوگ allotted ہیں۔ کچھ لوگ جو ہیں ناجائز قبضہ کیا ہے۔ یہ اسکیم جو Cantt کے لوگوں کیلئے منظور کی گئی تھی وہ لوگ تقریباً میں، پچھس سال سے در بدر ہیں۔ کوئی سننے والا نہیں ہے اس لیے میں آپ سب کو کہنا چاہتا ہوں کہ اکثریت کے بہت سے مسائل ہیں لیکن اقلیت کو جو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ میں نے CM صاحب سے کوشش کی کہ بار بار ملاقات کر کے طریقے سے ایسے بیان کروں کہ یہ اسکیمات 25 سال میرے والد نے مرحوم ماسٹر جانس نے منتظر کرائی۔ نواب اسلم صاحب کے دور میں جعفر جارج نے اس پر کام 50% کرایا ہے آج جو کام 50 million میں ہونا تھا آج وہ 100 million میں بھی نہیں ہو سکتا 200 million میں بھی نہیں ہو سکتا۔ 50% جو پیسے تھے وہ نہیں دے رہے ہیں لہذا آپ سب سے گزارش ہے وہاں انسان رہتے ہیں ہماری اسکیموں کو مکمل کیا جائے۔ اس پر توجہ نہیں دی جاتی ہیں۔ ہمارے پاس graveyard نہیں ہے، اُس کے لئے میں نے لکھا ہے۔ پورے بلوچستان میں لوگوں کے پاس graveyard نہیں ہیں۔ قبرستان نہیں ہیں۔ جو ہاں جو قبرستان تھے وہاں قبرستانوں کا یہ حال ہے کہ Land Mafia نے قبضہ کر لیا ہے۔ کبھی بھی ہم لوگ بات کرتے ہیں تو گزارش ہے C.M. صاحب سے request ہے کہ ہمارے اپوزیشن کے ارکان جب بات کرتے ہیں اُس پر توجہ دیں۔ تو نہیں دیتے ہے یا نہ وہاں سُنتے ہیں کوئی تو نہ یہاں کوئی ہماری بات سُنتا ہے۔ ہماری بات کوئی نہیں سُنتا ہے لہذا اسی لئے میں دو روز قبل یہاں سے اٹھ کر چلا گیا بار بار پر پی دینے کے باوجود بھی یہاں ہمیں بات کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا۔ تو لہذا آپ سے گزارش کرتا ہوں یہاں جو سب بیٹھے ملتوط طریقہ انتخاب کی وجہ سے ہم لوگ سب آپ کے voters

ہیں۔ اور ہمیں آپس میں الْجَهَانَے کی کوشش کی جا رہی ہے دوسری اقلیتوں کے ساتھ، ہندوکمیونٹی کے ساتھ ہمیں الْجَهَانَے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ آپ ہنเด اقلیت کو جو بھی دینا چاہتے ہیں مجھے کوئی یا میری قوم کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لہذا میں گزارش کرتا ہوں کہ جو 5% ملازمت کا کوٹھے ہے ہندوکمیونٹی کو دیا جائے۔ جو ہماری آبادی ہے اُس کے حساب سے 5% کوٹھے ہمیں بھی دیا جائے۔۔۔ (مداخلت) ملازمت پر sir نہیں sir ملازمت کا۔ قبرستان کا تو آپ کا بھی اتنا ہی ہے میرا بھی اتنا ہی ہے۔ sir ایک request ہے۔ جناب! میں request کرتا ہوں کہ ایسے ہے کہ ہم لوگ جو ہیں کمزور اقوام سے تعلق رکھتے ہیں۔ پشین میں تین مرتبہ قبرستان پر قبضہ ہوا ہے اور سرکاری دفتر بن چکا ہے۔ اور یہ تقریباً 30 سال سے یہ میں یہ دیکھ رہا ہوں جو documents چلتے ہیں اور ابھی جو وہاں قبرستان کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار کھیتر ان صاحب! آپ interfere کریں speech میں سارا disturb ہو جاتا ہے۔ جی۔

جناب ٹانس جانسن: Sir please sir request ہے سردار صاحب، Sir، ہمارا serious مسئلہ ہے، لوگوں کا۔ پشین سے، چمن سے لوگ dead-body لیکر آتے ہیں کوئی میں اور کوئی کی صورتحال یہ ایسی کہ جب یہ partition ہوئی ہیں جو ہندو جاسیدادیں تھیں ہندوکمیونٹی کو یہاں ملی، مسلم کی جاسیدادیں مسلم کو ملی، جو کرچن کمیونٹی کو صرف انکو ان کا قبرستان ایک دیا گیا ہے، گورا قبرستان۔ جوز میبات آئیں اُن پر بھی قبضہ ہے جو IT یونیورسٹی کے ساتھ 30 ایکڑ زمین ہے وہ ابھی گورنمنٹ کے قبضے میں ہے وہ زمین کی صورتحال یہ ہے کہ وہ کرچن ایک جیکب صاحب ہیں جن کی زمین تھی، جو چلے گئے، لوگ انکی زمینیں ابھی ہماری کمیونٹی کو دی جائیں۔ کرچن کمیونٹی کو اور ہمارے یہاں کوئی میں 30 سال قبل جو 20 یا 25 سال قبل قبرستان ہی، ہم نے خریدا ہے۔ قبرستان میرے والد نے سرکاری فنڈ سے خریدا ہے۔ اُس پر بھی قبضہ ہے، کوئی سُننے والا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ اگر پرچی پر لکھ دیتے کہ میں نے speech کرنی ہیں تو پھر میں آپ کو صحیح موقع دے دیتا آپ point of order پر اٹھ گئے۔

جناب ٹانس جانسن: sir speech کرنے کا time نہیں ملتا ہے تو پھر اسی طرح کرنا ہے point of order پر پھر بات کرنی ہے جب موقع نہیں ملے گا تو پھر اسی طرح کرنا ہو گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں موقع تو سب کوں رہا ہے نا۔ آپ speech کا مجھے لکھ دیتے۔ شکر یہ۔ بلیدی صاحب! ان کا ایک اجتماعی ایکیم ہے یا آپ مہربانی کر کے پھر review کر لیں اگر آپ سے کچھ ہو سکتے۔

وہ تو جو concerned department ہے اُس کو میں یہ ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اس پر اپنی statement دے دیں کہ کیا ہورہا ہے اس پر۔ جی محمد خان لہڑی صاحب۔

میر محمد خان لہڑی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ سب سے پہلے میں جام صاحب اور اُس کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ بجٹ کے حوالے سے ہمارے مختلف جو sector ہیں کسی بھی ignore کو نہیں کیا گیا ہے اور اس میں بجٹ مختص کیے گئے ہیں۔ تعلیم کے حوالے سے بلوچستان میں پہلی دفعہ تقریباً 15 ہزار 2 سو پوٹھیں ہم پُر کرنے جارہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس سال جو ہمارے قائد کا education vision ہے کے حوالے سے 123 پرائمری اسکول بننے بنا نے جارہے ہیں۔ اور 125 ہزار مل سکول بنانے جارہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ 26 کے قریب جو ہمارے ہائی سکول ہیں اُنکو ہمارا Higher Secondary کا درجہ دے رہے ہیں۔ کیونکہ اس سال جو ہمارے Text Book Board کی چھپائی کے لیے تقریباً 520 million مختص کیے گئے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہاں پر Voucher Scheme کے طرز پر ہم ایک سکول کوئٹہ میں بنانے جارہے ہیں۔ جو کیڈٹ کالج کے طرز پر ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اسکولوں کو سائنسی آلات، فرنیچر اور دوسرا نیادی سہولت کے لیے تقریباً 1.8 billion رکھے ہیں۔ اور دور دراز علاقے ہیں جو ہمارے بلوچستان کی تاریخ میں 51 بیسیں مہیا کی جا رہی ہے جو ہماری بچیاں دور ہونے کی وجہ سے اکثر اسکولوں میں پرائمری تک تعلیم حاصل کرتے ہیں اُس کے بعد تعلیم کو غیر باد کہتے ہیں۔ موجود گورنمنٹ کو یہ کیڈٹ جاتا ہے کہ بلوچستان میں پہلی دفعہ 51 بیسیں ہم مہیا کر رہے ہیں اس سال۔ اور schools کے لیے 500 million higher secondary کی گئی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اسکولوں کو جدید لیب مہیا کرنے کے لیے تقریباً 153 million رکھے گئے ہیں۔ اور حکومت بلوچستان پروگرام کے تحت primary school to middle school کے لیے 500 روپے رکھے ہیں۔ اور 2019-2020ء کے لیے جو غیر ترقیتی بجٹ ہے ہمارا non development 48 million رکھے گئے ہیں اس پر۔ اور جیسے کے میں نے کہا کہ بلوچستان میں مختلف sectors کے لیے، ہر sector کو بالکل نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔ اور اس کے لیے قم مختص کیا گیا ہے۔ جیسے ہمارا energy PHE ہے۔ اور پہلی دفعہ روشن بلوچستان کے تحت ایک پروگرام شروع

کیا گیا ہے جس پر انشاء اللہ تعالیٰ کام ہوگا۔ اور اس کے ساتھ green tractor scheme ہے جو زمینداروں کے لیے شروع کیا گیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس سے زمیندار فائدہ اٹھائیں گے۔ اور ایریگیشن میں جو ہمارا ایک دریائے بولان پر ہم پانی رخیز کرنے کے لیے ایک ڈیم بنانے جارہے ہیں۔ کیوں کہ اس وقت سالانہ جو حالیہ دنوں میں جو بارشیں ہوئی ہے کتنا ہمارا پانی ضائع ہو گیا۔ جس میں تقریباً ہمارے جو آباد علاقوں میں جو flood کی زد میں آگئے اور وہی پرتبا ہی ہوا۔ تو اس کا ساتھ ایک جو روڈ ہے ہمارا جس پر ہم ابھی یہاں پر شکار پور سے آپ جا رہے ہیں کشمور، جس پر ہمارے دوست نے کل یہاں پر کہا کہ ڈیرہ اللہ یارلو کشمور یہ محبت پور والا روڈ ہے۔ ایک روڈ ہے ہمارا نوتال ٹولندا وہ والا ہے، یہ ہمارے لوگوں کی ضروریات بھی تھی اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر کام ہو رہا ہے۔ کل ہمارے دوست نے صرف میں ابھی اُس بات آنا چاہتا ہوں کہ جو کل دوستوں نے یہاں پر باقی کیں صرف وہ زیرے نے ایک بات پر مجھے ٹارگٹ کیا گیا۔ تو میں اُس کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلے 5 سال میں آپ نے حلقوں کا بھی موازنہ کرے کہ کتنا بجٹ آپ لے کر گئے ہیں اور ہم لے کر گئے ہیں؟۔ میں بتانا چاہتا ہوں وہ چیزیں۔ پہلے آپ لوگ سارا رات P&D میں سوکراں کیمیں ڈلواتے تھے اور منج جب پرنٹ پر جب چھپائی ہونے کے لیے جاتا تھا تو آپ لوگ یہاں اسمبلی میں آتے تھے۔ اور میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ پیشین میں تقریباً ایک سو کے قریب جو اسکو ہیں 2015ء کے وہ ابھی تک میرے خیال میں ڈور بینڈ پر ہیں۔ اُن پر بھی جو آپ کے members ہیں وہ fudge اسکیمیں دی ہیں۔ ہم اس پر کارروائی کر رہے ہیں۔ ہم نے DO کو اس بات پر نکالا ہے کہ جو fudge اسکیمیں ہیں ہم اُن کے خلاف کارروائی بھی کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ ہم وہ دکھائیں گے کہ کتنے اسکیمیں ہیں جو fudge ہیں آپ نے کیے ہیں اُدھر پیشین میں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ جیسے میرے دوست نور محمد صاحب نے کہا کہ میرے اسکو لوں میں ایک کمرہ ہے بھائی 15 سال P&D آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے اُس وقت کیا کیا، کتنے اسکوں بنائے قلعے سیف اللہ میں۔ آپ کم سے کم وہ ریکارڈ سامنے لے کر آئے نہ کیا بنا یا آپ نے۔ موجودہ گورنمنٹ کو یہ کریڈٹ جاتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کسی بھی علاقے کو ignore نہیں کیا جائے گا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے اسکوں بنیں گے۔ آپ کے پر اندری اسکوں بنیں گے، آپ کے ہائی اسکوں بنیں گے، آپ کے ٹیل اسکوں بنیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں ایک بار پھر جام صاحب اور اس کے ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک بہترین بجٹ بنایا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکر یہ لہڑی صاحب زیرے صاحب! مہربانی کریں کہ ٹائم کی ہمارے ساتھ کی ہے۔
جناب نصر اللہ خاں زیرے: جناب اسپیکر! میں personal explanation پر کھڑا ہوں، وضاحت

پرکھڑا ہوں۔ میرا نام لیا گیا ہے، محمد خان لہڑی صاحب نے، کم سے کم میں ایک وضاحت تو کر دوں نا۔ جناب اسپیکر! 2013ء سے 2018ء تک مسلم لیگ (ن) میں تھے، وزیر تھے، باختیار وزیر تھے اور اب انہوں نے پارٹی تبدیل کر کے BAP پارٹی میں چلے گئے وہ ماضی کی حکومت کا حصہ رہے ہیں۔ وہ پورے پانچ سال مخطوط ہوتے رہے پوری طرح محفوظ ہوتے رہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔

وزیر تعلیم: کوئی ایک کو کمیٹی بنائی جاتی تھی جس میں آپ کے ممبران شامل ہوتے تھے اور صرف اپنے علاقوں کے اسکیمیں رکھتے تھے اس میں۔ ابھی ایسا نہیں ہوا ہے میں بلوچستان کی تاریخ میں آپ کو پہلی دفعہ کہہ رہا ہوں کہ اُس رات بالکل سنسان تھا۔ جس وقت اسکیمیں بنائی جاتی تھیں آپ لوگ وہاں سویا کرتے تھے۔ صح بھر آپ لوگ یہاں اسمبلی میں آکے اپنے آپ کو تو پہلے PSDP کا book مل جاتا تھا۔ آپ کو پہنچہ ہوتا تھا کہ مجھے یہ اسکیم ملنے جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: لہڑی صاحب! تشریف رکھیں۔ زیرے صاحب بیٹھ جائیں۔ لا العبد الرشید بات کریں۔ یہ mic on کر دیں۔

لا العبد الرشید بلوچ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر! میں وزیر اعلیٰ بلوچستان اور وزیر خزانہ اور اُس کے ٹیم کو ایک خوبصورت بجٹ پیش کرنے کا مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! پرسوں ہم نے سناتا کہ زیرے صاحب نے کہا کہ ایسا پوسٹ مارٹم کریں گے کہ آپ کے PSDP کا کہ آپ یاد رکھو گے۔ زیرے صاحب کو صرف بلوچ اور پشتون سکرٹری مل گئے ہیں اس پوسٹ مارٹم میں اور کوئی بات نہیں ملا۔ جناب ثناء بلوچ نے کہا تھا کہ میں پوسٹ مارٹم کروں گا۔ (مدخلت)

جناب نصر اللہ خان زیرے: پچھن سکرٹریوں میں سے تین پشتون ہیں تین۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نصر اللہ خان زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

لا العبد الرشید بلوچ: زیرے صاحب! آپ کے پوسٹ مارٹم میں مجھے صرف یہ نظر آیا کہ آپ کو بلوچ اور پشتون سکرٹری مل گئے اور کوئی نہیں تھا آپ کے پوسٹ مارٹم میں۔ جناب ثناء بلوچ کے پوسٹ مارٹم میں صرف مٹھا خان کا وہ letter مل گیا تھا کچھ نہیں تھا۔ کیوں کہ حقیقت یہ ہے کہ اس PSDP میں سب چیزیں ہیں آپ لوگ کوئی تنقید نہیں کر سکتے۔ آپ نے اپنے زندگی میں بلوچستان میں کبھی کوئی ایسا PSDP دیکھا نہیں ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: بہت دیکھا ہے ہم نے۔

- لا العبد الرشید بلوچ:** اگر آپ نے دیکھا ہوتا تو آپ کو سیکریٹری نظر نہیں آتے بلکہ آپ کو کام نظر آتے تھے۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر:** لا لارشید! اگر آپ بجٹ کے متعلق کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔
- لا العبد الرشید بلوچ:** یہ بجٹ کا حصہ ہے اسپیکر صاحب۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر:** تو ان کو وہ نہ کریں تاکہ اجلاس چل سکے۔
- لا العبد الرشید بلوچ:** جناب اسپیکرا میں وزیر اعلیٰ بلوچستان اور اُس کے ٹیم سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ میرے حلقوے میں ایک اہم روڈ تھا جو کہ وہ کہہ رہے ہیں technical بنیادوں پر یا کوئی انسانی غلطی کی وجہ سے miss ہو گیا۔ تو میں گزارش کرتا ہوں کہ اُس اہم روڈ کو شامل کریں تاکہ وہاں کے لوگوں کو تسلی ہو جائے۔ جناب اسپیکر شناصاحب ادھرنہیں ہے تو میں زیادہ وقت نہیں لیتا ہوں ورنہ مجھے ایک شعر پڑھنا تھا مگر شنا نہیں ہے تو میں وہ شعر نہیں پڑھوں گا۔ thank you۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی شکریہ۔ فضل آغا صاحب!
- انجینئر سید محمد فضل آغا:** شکریہ جناب اسپیکر۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ لہڑی صاحب! آپ کو نمبر مل جائے گا آپ مہربانی کریں اپنے seat پر چلے جائیں، آپ نے بہت جام صاحب کی تعریف کی تھوڑی دیر جام صاحب کو سننے دو ہمیں۔ آپ ہمیں سننے دیں جام صاحب سے مخاطب ہونے دیں۔ آپ مہربانی کریں seat خالی کریں میں گزارش کرتا ہوں۔
- جناب ڈپٹی اسپیکر:** آغا صاحب! آپ Chair کو address کریں۔
- انجینئر سید محمد فضل آغا:** میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں جام صاحب سے ویسے تو ہماری ملاقات کم ہوتی ہے۔ یہ زیرے صاحب کو تو انہوں نے طعنہ دیا کہ آپ لوگ رات کو بیٹھ کر PSDP بناتے تھے۔ اب ان کو یہ رہوں تو change کرنی چاہیے۔ یہ بھی یہی کچھ کرتے رہے ہیں۔ اب House میں بھی آکے یہ جام صاحب کی گود میں بیٹھ جاتے ہیں۔ تقریب جو PSDP میں ہے وہ پڑا ہوا شروع کر دیتے ہیں۔ کوئی نبی بات تو ہے ہی نہیں وہ تو آپ نے بھی پڑھی میں نے بھی پڑھی، شہر نے بھی پڑھی، سارے لوگوں نے پڑھی اور پھر آکے بغل میں بیٹھ جاتے ہیں کہ میں نے کتنے اچھی تقریر کی۔ بھائی! خدا کے لیے ان سے کچھ ہمیں بھی مخاطب ہونے دو یار۔ میں یہ عرض کر رہا تھا جام صاحب! کہ انسما الاعمال بالنیات۔ یہ ہمارے جمولوی صاحب نے جمعہ کو اور پھر پیروں کو جو تلاوت کی میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہم سب پورے House کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فرمان ہے وہ قابل غور اور اُس پر عمل کرنے کا ہیں۔ اور جن لوگوں نے اس پر عمل نہیں کیا اُن کے ساتھ اس جہاں میں اور

آخرت میں حساب ہوگا۔ اپنے صاحب خدا کے لیے۔۔۔ (مداخلت)
جناب ذپیٰ اپنے: مبین خان! بیٹھ کر باقی میں نہیں کریں۔

امین سید محمد فضل آغا: میں Chair کو تو address کر رہا ہوں۔ لیکن یہ آپ کے چلے آپ کا جان چھوڑیں تو میں Chair کو address کروں گا۔ تو میں Chair کے through کر رہا ہوں۔ میں جام صاحب سے گزارش کر رہا ہوں کہ آپ House میں جب آتے ہیں تو کم سے کم ہم آپ کے بھائی ہیں، ساتھی ہیں، اس صوبے کے رہنے والے اور اس Member کے House میں ہمیں بھی آپ سن لیا کریں۔ گزارش میں نے یہ کی کہ اگر ان آیات پر اُن سورتوں پر ہم عمل نہیں کر سکتے تو پھر ہماری خیریت اس جہان میں اور اس جہان دونوں میں نہیں ہے۔ اور اُس میں انصاف اور عدل کے تقاضے کے متعلق بات کی گئی ہے۔ جام صاحب کی حیثیت اس وقت، اگرچہ ہمارے تو سمجھتے ہیں لیکن ایک بزرگ کی حیثیت میں چونکہ اس وقت وہ head of the government بھی ہیں اور the government ذمہ داری آتی ہے۔ ان کے ساتھ پورے بلوچستان کے 1 کروڑ 35 لاکھ لوگوں کے حقوق مسلک ہیں۔ اگر یہ اپنے منصب پر رہ کر فرائض منصبی میں جو ان کا تقاضہ ہے، انصاف اور عدل، وہ پورا نہیں کر سکے، تو یہ پھر یہ اپنے لیے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کیوں کہ ہمارے اور ان کے تعلقات پہلے 50 سال کے ہیں۔ تو یہ پھر یہ اپنے لیے اپنے نہیں کر سکتے اس دنیا اور نہ اس دنیا میں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس کا مفہوم ہے کہ جن لوگوں کی تم میری مرضی کو چھوڑ کے اس دنیا میں اُن کی مدد کرتے ہو یہ اسی دنیا میں تمہاری مخالف ہوں گے۔ اور اگر میری مرضی کے مطابق لوگوں کی مدد کرو گے تو میں اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھ ہوں اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ میں جام صاحب کو یہی گزارش کروں گا کہ یہ بے انصافیاں اگر ہوئیں اور ہوتی رہیں جیسے اس PSDP میں نظر آرہی ہے تو یہی لوگ جنہوں نے آپ کو کسی نہ کسی حوالے سے تنگ کیا ہے یہی آپ کے لیے قبر کھو دیں گے۔ اور یہی آپ کو مشکل میں ڈالیں گے۔ کیونکہ اس PSDP پر پورے بلوچستان کا حق ہے۔ یہاں کے عوام کا حق ہے۔ اب ہمارے سامنے اس تمہیدی بات کے بعد میں چھوٹی بات کروں گا جام صاحب ذرا آپ کی توجہ چاہیے مہربانی ہوگی۔ ہمارے منشی صاحب نے بہت لمبی چوڑی لست پڑھی، ہم نے یہ کر دیا، ہم نے وہ کر دیا، فلاں نے کچھ نہیں کیا۔ ایک تو اس House میں ایک بات ہوئی تھی پشتوں، بلوچ کی۔ میں اس کی یعنی مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی۔ یہاں ہم سب بلوچستانی ہیں، ہم اس سر زمین کے رہنے والے ہیں، ہم سب بھائی بھائی ہیں۔ صد یوں سالوں سے چلے آرہے ہیں۔ حقوق کی جہاں تک بات ہے ہر کسی کو اپنا حق پورا مانا

چاہیے۔ حقوق کے اگر سلب ہوں گے تو پھر ہر گھر میں لڑائی ہوتی ہے۔ ہمیں اس صوبے میں مل کر اپنا حق چھیننا چاہیے مرکز سے اور پھر یہاں انصاف سے تقسیم ہونا چاہیے۔ اور اگر ان کا شکوہ یہ ہے کہ پشتو نخوا نے انصاف نہیں کیا۔ تو پھر کیا یہ لازمی ہے کہ یہ موجودہ حکومت بھی انصاف نہ کریں؟۔ یہ میرے خیال میں درست نہیں ہے۔ ایک قتل دوسرے قتل کو جواز نہیں دے سکتا۔ اگر ان سے غلطیاں ہوئی ہیں تو پھر آپ ان سے یہیں ہیں۔ آپ غلطیاں نہ کریں۔ اور خصوصاً جامِ کمال سے یہ توقع بالکل نہیں ہے چیف منستر صاحب سے کہ اُس طرح ہو گا۔ لیکن جہاں ہم دیکھتے ہیں PSDP میں تو یہ کچھ ہوا ہے۔ میں نے جامِ صاحب کے پہچلنے والے دس سال، ہم سب نے بھوک کا روزہ رکھا پورے بلوچستان نے۔ اس لیے کہ پورے دس سال میں ایک بھی بیسہ خرچ نہیں ہوا۔ پورے دس مہینوں میں پورے بلوچستان میں ایک کام بھی نہیں ہوا۔ بلکہ جو on-going projects تھے وہ بھی تقریباً صفر پر چلے گئے۔ کاٹ دیے گئے صفر پر چلے گئے۔ کام نہیں ہوا۔ اُس کی وجہ کچھ بھی ہو۔ ان کے لیے بجٹ میں کسی نے کچھ چھوڑا نہیں تھا۔ ہم یہ بار بار کہتے رہے کہ جامِ صاحب! ہمیں وضاحت دیں۔ اگر نہیں ہے تو ہم سے گلنہیں کرتے۔ یہاں مرکز سے لینے میں ہم کامیاب ہوئے ہیں۔ جس میں جناب اسپیکر! آپ بھی حصہ ہیں مرکزی گورنمنٹ کے اور صوبے کے یہ ہیں۔ لیکن 10 مہینے بلوچستان کے لوگ محروم رہے۔ ہم اس PSDP کا انتظار کرتے رہے۔ میں اپنے حوالے سے گزارش کروں تو جامِ صاحب کو تقریباً چھ سات ایسے DO letters میں نے لکھے تھے جو کہ اشد ضروری تھے۔ اور میں سمجھتا ہوں اگر آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھیں گے تو آپ بھی تسلیم کریں گے کہ صحیح ہے۔ جامِ صاحب نے ان DO letters کو P&D میں بھیجا۔ اور میری بھی تسلی تھی کہ اب جامِ صاحب کے letter area بھی چلے گئے process میں وہ constituency میں تو کام نہیں ہونے کے برابر میں سے ایک اسکیم بھی نہیں آیا۔ جس کی وجہ سے تو میرے personal letters کا نہیں تھا کسی ہے۔ اس لیے کہ میں نے تو جامِ صاحب پر اعتماد کیا۔ یہی طریقہ کار ہوتا ہے۔ ہم نے ان کو DO letters کھانا نہیں ہوں نے پھر وضاحتیں دیں اُن کا کوئی ذاتی کام نہیں تھا اُن کا کوئی upgrade کام نہیں تھا کسی ایک گاؤں کا کام نہیں تھا پورے علاقے کا کام تھا۔ مثلاً جی وہاں پر دو چار اسکول تھے جن کو پرانمری سے بھی چوڑی تقریب جھاڑی۔ اُن چار میں سے ایک بھی اُس میں نہیں تھا۔ میں نے ان گو گزارش کی تھی۔ ہمارے زمرک خان صاحب نے کی تھی کہ وہ پرانے on-going-schemes اور 1 ارب سے 10 ارب پر چلے گئے سوارب پر چلے گئے۔ میرے پاس ایک area ہے ”اجرم“ کے نام سے۔ جو کہ بہت پسمند ہے۔ دو

وہاں پر on-going روڑز ہیں۔ ایک غزہ بند سے گستاخان۔ جو strategic troops کے لیے بہت ضروری ہے۔ اور اس پورے علاقے کو کھولنے کے لیے جہاں پر جیسے میرے بھائی نے کہا بلوج، پٹھان دونوں رہتے ہیں۔ یہ علاقے پورے نوکلی کے پیچھے سے لیکر یہاں شادیزی کا علاقہ ہے۔ اُس روڑ کا میں نے جام صاحب کو پوری explanation وضاحتیں، feasibility، justification لکھ کر دی۔ اُس کا کچھ بھی نہیں ہوا۔ دوسرا روڑ تھا شادیزی سے کٹ ہو کر جا کر کے بارڈر سے ملتا تھا۔ وہ بھی یہ ہے۔ کم از کم یہ پورا area جو تین، چالیس میل لمبائی اور چوڑائی میں ہے، یہ دور روڑ اگر مل جاتے تو کم از کم لوگ اس پر open ہوتے۔ اُن کے مریض، اُن کے ہماری بھینیں، ماں میں، جو بوقتِ ضرورت پر بیمار ہوتی ہیں۔ تو دوسری ضروریات زندگی ہے۔ یہ بہت اہم تھے۔ یہ دونوں نہیں ڈالے گئے۔ اُس area میں آج تک نہ بھلی ہے، نہ پانی ہے، نہ اسکول کا بناء بست ہے۔ مجھ سے پہلے کچھ کچھ گورنمنٹ نے چند ایک اسکول بغیر SNE approve کے بنائے تھے، اب وہ بلڈنگ سڑگل رہی ہیں۔ اُس کے لیے تین چار S.N.E's میں نے بھی تھی کہ خدار! یہ کروڑوں روپے لگ گئے ہیں۔ یہ گاؤں والے ایسے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کے SNE's منظور کریں تاکہ اسکول functional ہو۔ وہ بھی نہیں ہوا۔ اُس کے علاوہ میں نے پورے چجن سے لیکر مسلم باغ تک، کچلاک تک، پورا area جو ہے وہاں پر جو ہے بلکہ کوئی میں بھی ڈسٹرکٹ جیل نہیں ہے۔ ایک ڈسٹرکٹ جیل کے لیے انکو DO لکھا۔ process کرایا۔ 6 میں اُس پر بھاگ ڈوڑ کرتا رہا۔ ہوم سیکرٹری، محکمہ جیل خانہ جات، سب سے باقی ہوتی رہیں۔ لیکن، کیونکہ سزا اگر میں نے کی ہے، تو میرے خاندان کو سزا نہیں ملنی چاہئے۔ وہ ملنے کے لیے جیل مجھ جاتے ہیں۔ یا سبیلہ جاتے ہیں۔ پورا خاندان ڈر بدر ہوتے ہیں۔ اس کی justification ہے۔ اُس جیل کے لیے کوئی کام نہیں ہوا۔ میں نے DO letter لکھا اُس پر بھی نہیں ہوا۔ ایک polytechnic تمام ڈسٹرکٹ میں institute ہے لیکن پشین ڈسٹرکٹ جس کی population سب سے زیادہ ہے۔ پشین شہر میں آج تک کوئی polytechnic نہیں ہے۔ اس کی بھی feasibility justification لکھ کر دی۔ اُس پر بھی کوئی عمل نہیں ہوا ہے۔ اور امید ہے جام صاحب اس کا پورا پورا نوٹس لیں گے۔ پشین ہسپتال جو کہ ایک ہندرات کی صورت پیش کر رہی تھی۔ چار مہینے پہلے جام صاحب سے میں نے گزارش کی تھی کہ 1 کروڑ روپیہ آپ دے دیں ہمارے DC پشین جو ہیں وہ capable بھی ہے، reasonable بھی ہے، concrered بھی ہے

اور یہ اور نگریب بادینی یہ اُس کے disposal پر رکھیں۔ کسی اور کے مکملہ کے disposal پر نہیں رکھیں۔ جس کی وجہ سے یہ کام ہتھر ہو لیکن وہ نہیں ہوا۔ اُس کے برعکس کوئی کسی NGO نے 50 لاکھ روپے وہاں بھیجے تھے، جو ہماری تین constituencies میں تینوں MPA کے بلکہ ہم نے وہ دے کر کے DC کو بولا تھا کہ بھی! اسکو کوئی reasonable حد تک تو لے جاؤ۔ وہاں پر hospital ہے ساری ہے سات لاکھ لوگوں کے لیے۔ کوئی بدوبست وہاں نہیں ہے۔ اُس پر تو کچھ نہیں ہوا۔ یہی pop up department میں کبھی دوسری department میں کبھی تیسری department میں کبھی خزانہ میں، کبھی P&D میں، کبھی home secretary کے پاس۔ اُس کا بھی کچھ نہیں ہوا۔ اور پھر اسکے علاوہ ہم نے کچھ چھوٹے موٹے کچھ water supply کے، اُس میں بھی کچھ نہیں ہوا۔ تو یہاں تو کہا جاتا ہے مبارکباد بھی دیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ۔ اس لئے ہم جو PSDP میں کام کر رہے ہیں، وہ بھی قرض کے پیسوں پر، 70 ارب روپے آپ کا PSDP خسارے میں ہے۔ اُس خسارے کے 70 ارب روپے آپ کہاں سے پورا کریں گے؟ کم از کم آپ نے یہ نہیں بتایا کہ ہم نے hostility کے لیے، بچت کے لیے اپنے اخراجات کتنے کم کئے ہیں؟ ہم نے اپنے تنخواہیں کتنے کم کئے ہیں یا زیادہ کی ہیں؟ ہم نے اپنے lavish expenditures میں اُس پر بات کی ہیں، کیونکہ ہم نے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہے۔ شاء اللہ بلوچ نے اُس دن بہت detail میں اُس پر بات کی ہے۔ لیکن اس طرح انتظامات ہونے چاہئے۔ یہ نہیں کہ ہم نے جام صاحب کو ہم لوگوں نے پکڑا ہوا ہے کسی نے اُس کی جیب میں ہاتھ ڈالا ہوا ہے کسی نے اُسکے گلے میں ہاتھ ڈالا ہوا ہے۔ ”جی! میرا اسکیم رہ گیا“۔ ”جی میرا اسکیم رہ گیا“۔ اُن کو سوچنے ہی نہیں دیا۔ اُن کو کرنے ہی نہیں دیا۔ اُن کو کرنے ہی نہیں دیا۔ جام صاحب سمجھتے بھی ہیں۔ جانتے بھی ہیں۔ لیکن اگر اس قسم کے governemnt coalition کی areas کی resistance show کرے۔ تھوڑی سی justification بھی دیں۔ تھوڑی areas کی importance کو بھی دیکھیں۔ آپ جاتے ہیں جناب! ہماری ڈسٹرک جو ہے ہر طرف سے افغانستان کے دروازے جس طرح کے خاران میں ہیں یا واشک یا تربت میں ہیں۔ یہ پشین کا حال ہے۔ روز بروز وہاں افغانستان سے جو اس ملک میں ہو رہا ہے۔ اُس وجہ سے بھی اس ڈسٹرک کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ لیکن اُسکے باوجود اگر PSDP پر آپ نظر ڈالیں تو مجھے بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ یہاں منظر خود آ کے سب کچھ ٹھیک کی بات کریں گے۔ اس لیے کہ انہوں نے جو چاہا ہو گیا۔ پھر جام صاحب سے میں

نے گزارش کی جام صاحب کو سب کچھ بتا یا۔ پھر جام صاحب نے مجھے سے وعدہ کیا ”کہ بھئی! آپ کو accommodate کریں گے، اب مجھے امید ہے۔ مجھے نہیں دیں۔ جو میرے اسکیز ہیں، میرے علاقہ کو مجھے کیا accommodate کریں گے اللہ مجھے accommodate کریگا۔ حلقہ کو جناب۔ پھر کھتیر ان صاحب سے گزارش کی باقی ساتھیوں سے گزارش کی۔ بہت شکر یہ تو میری گزارش یہ ہے کہ ہمارا صوبہ ہے۔ چاہے وہ نصیر آباد میں ہو، چاہے واشک میں ہو، چاہے تربت میں ہو، پنجور میں ہو، پشین میں ہو، آپ کا حلقہ موئی خیل میں، لوار الائی میں ہو، بارکھان میں ہو، کہیں پر بھی ہو۔ جی جی اچھا جی اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ ظہر کی آذان)

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ آغا صاحب! آپ نے بہت اچھی بات کی مختصر کریں time کم ہے۔ جی۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: شکر یہ نہیں کہیں۔ میرے منہ پر ہاتھ نہیں رکھیں مہربانی ہو گی جناب آپ کی۔ جی میں دو منٹ تو بولا ہوں۔ جناب اسپیکر! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ ہم 10 مہینے سے جام صاحب کی خدمت میں گزارش کر رہے تھے۔ ساٹھ پینٹھ لوگ ہیں، ان کو ساتھ بٹھا کے یہ PSDP مل کے ہم کریں۔ تاکہ یہ گلے شکوئے جو ادھر سے ہو رہے ہیں بجا ہے جائزہ ہیں۔ یہ نہ ہوں۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ جس کے نتیجے میں آج یہ ہوا کہ میں جو آپ سے عرض کر رہا ہوں۔ میں تو ریکارڈ پر بول ہا ہوں۔ سب کچھ لکھ کر دیا ہوا ہے، اُنکو 8 مہینے، 10 مہینے پہلے ریکارڈ سارا دیا ہے اُن کو گزارشات کی تھی لیکن اُن کا کچھ بھی نہیں ہوا۔ تو اب میری نہیں وہ تو آپ جام صاحب! 2 ارب، میں اپنی constituency کی بات کر رہا ہوں جام صاحب! آپ نے بلوچستان میں بھی 70 ارب روپے خرچ کر دیئے تو وہ بھی میرے کھاتے میں ڈال دیں۔ کہ وہ بلوچستان میں 70 ارب۔ نہیں میں اپنی constituency کی بھی بات کروں گا۔ پشین کی بات کروں گا، بلوچستان کی بھی بات کروں گا۔ میری گزارش تو یہ ہے جام صاحب سے۔ اب جام صاحب میرے لیے اور راستے کھول رہے ہیں۔ آپ سی پیک کے حوالے سے۔ سی پیک جس کا اہم ذریعہ، back-bone گواہ رہے۔ اور وہ گزرتا بلوچستان سے ہے۔ 10 مہینے اس گورنمنٹ کے ہو گئے۔ پچھلے گورنمنٹ نے سی پیک کے حوالے سے جو مغربی corridor تھا اُنہیں کوئی کام نہیں ہوا۔ ہماری صوبائی گورنمنٹ کی ذمہ داری بنتی تھی۔ ابھی جو وہ پرانا نیشنل ہائی وے 32 انج چوڑی روڈ، دولائنوں کی اور وہ چل رہی ہے۔ اور جب بھی TV پر سن لیں، کہیں بھی سن لیں تو ”جی بلوچستان میں مغربی corridor بن گیا“، تو میری گزارش ہے اس گورنمنٹ سے empower ہیں، آپ بھی اُدھر مرکز میں ہیں ”کہ خدارا! اس کو four-lines بنوادیں۔ تو یہ گزارشات میں کروں گا کہ جام

صاحب! آپ سے پوچھا جائے گا روزِ آخرت میں۔ آپ کا گریبان ہو گا ہمارا ہاتھ ہو گا۔ جہاں بے انصافی ہو گی، اس فلور پر میں کہتا ہوں۔ ہم دست و گرباں ہوں گے آخرت میں۔ اس جہاں میں اگر آپ کی مجبوریاں ہیں، اُس جہاں میں نہ آپ کو کوئی چھڑا سکتا ہے نہ مجھے۔ اور جن لوگوں کے لیے آپ بے انصافی کریں گے وہی اس 5 سالوں کے اندر آپ کے ساتھ کر کے دیکھائیں گے۔ آپ خدارا! دوستوں کو بڑھائیں، ہمدردوں کو سمجھیں، مخلصوں کو سمجھیں، انصاف سے چلیں۔ ہم اس House کو ایک ساتھ لیکر چلنا چاہتے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہو گا تو پھر دکھ بھی ہو گا۔ میں نے جیسے کہا کہ رو محشر جواب بھی دینا ہو گا۔ تو ان الفاظ کے ساتھ جناب! اگر کوئی میری بات جام صاحب کو کہیں کسی اور کے ذہن پر بھی بوجھ ہوئی ہیں تو میں مذعرت خواہ بھی ہوں۔ لیکن یہ حقیقت ہے۔ بات سے پچھنے نہیں ہٹوں گا۔ لیکن آپ کو جو حق کی بتیں تلخ لگی ہوں تو مذعرت چاہتا ہوں۔ تو امید ہے کہ جام صاحب نے جو وعدہ مجھے سے کیا ہے اُس پر پورا اتریں گے۔ اس لیے وعدہ خلافی وہ عالم آدمی ہیں، مبلغ آدمی ہیں، ان کو سب پتہ ہے وعدہ خلافی کیا ہوتی ہے۔ قرآن میں اس بارے میں کیا لکھا ہوا ہے۔ ٹھہر و یار کھتیر ان! خدا کے لیے۔ تو آخر میں سب ساتھیوں کا انہوں نے بہت کافی اطمینان سنا مجھے۔ محمد خان بھائی نے بہت لمبا چڑی list کی۔ مگر گزارش کروں گا کہ پیش میں آپ نے ایک اسکول بھی upgrade نہیں کیا ہے۔ نہ پرانی اور مدل کا۔۔۔ (مداخلت)۔ تشریف رکھیں، تشریف رکھیں، ایک بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: اور محمد خان بھائی سے گزارش کروں گا کہ دو چار میری's SNE ہیں، جو مدل اسکول پہچلے گورنمنٹ میں بن چکے ہیں، ان کے بلڈنگ سڑگل رہے ہیں، ان کے s' SNE منظور کریں تاکہ وہ functional ہوں۔ اور جام صاحب سے یہی گزارشات ہے کہ روڈ زبانا کر کے دیں۔ وہ غریب ہیں، آپ کو بھی دعائیں دیں گے، مجھے بھی دعائیں دیں گے۔ تو میں آپ کا بھی مشکور ہوں، پورے House کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے کم از کم comparatively مقابتاً مجھے بڑے غور سے سنائے۔ اور اللہ کرے یہ جو میں نے کہا ہے، اس پر میں اور آپ ہم سب عمل کریں۔ سبحان اللہ وَحْمَدٌ وَسَبَّحَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَحْمَدٌ وَسَبَّحَ اللَّهُ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ۔ بہت شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ آغا صاحب۔ جی اصغر خان صاحب۔

جناب اصغر خان ترین: point of order جناب اسپیکر۔ بلوچستان گورنمنٹ کے ترجمان لیاقت شاہوانی کی طرف سے ”کہ مولانا نفضل اللہ الرحمن صاحب کی MMA بالکل ناکام ہو چکی ہے۔ اور APC

بد بودار بھی ناکام ہو جھی ہے۔ میرا یہ سوال ہے کہ ان کی حیثیت ہی کیا ہے؟ کیا ان کا یہ قدر کا ٹھہر ہے کہ یہ مولانا کے بار میں بات کریں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: اصغر خان! یہ بحث کا سیشن ہے۔ یہ آپ غلط وہ کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت) دیکھیں! سو شل میڈیا twit، آپ بھی twit کر دیں یہ تو کوئی وہ نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت) آپ twit کا جواب twit سے دے دیں نا۔۔۔ (مداخلت) دیکھیں! یہ طریقہ نہیں ہوتا اصغر خان ترین صاحب! دیکھیں twit کا جواب twit سے دیں۔۔۔ (مداخلت-شور) آپ gallery میں اس طرح کسی کو target نہیں کر سکتے ہیں۔۔۔ (مداخلت-شور) آنا صاحب! طریقے سے آپ سمجھا دیں یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔ (مداخلت-شور) نہیں آپ بات تو سنیں اصغر خان!۔۔۔ (مداخلت-شور) اصغر خان! آپ بات تو سنیں۔ ان کا mic بند کر دیں۔۔۔ (مداخلت-مائیک بند-شور) یہ طریقہ نہیں ہوتا اصغر خان! آپ gallery میں اس طرح کسی کو target نہیں کر سکتے ہیں۔۔۔ (مداخلت-شور) میر صاحب! دیکھیں۔ میر صاحب دیکھیں! یہ طریقہ نہیں ہوتا۔۔۔ (مداخلت-شور) میر صاحب! آپ میری بات تو سنیں۔ آپ تشریف رکھیں!۔۔۔ (مداخلت-شور) order in the House اصغر خان! اگر آپ اس طریقے سے بات کریں گے۔ میں آپ کو out کر دوں گا اسے میں سے یہ طریقہ نہیں ہے۔ یہ طریقہ نہیں ہوتا۔۔۔ (مداخلت-شور) نہیں یہ طریقہ نہیں ہوگا اس کو out کر دیں۔ سیکرٹری اسے میں آپ کو out کر دیں، یہ اصغر خان کو t o u t کر دیں۔۔۔ (مداخلت-شور) میں آپ کو target نہیں کر سکتے۔ نہیں یہ طریقہ نہیں ہوتا۔۔۔ (مداخلت-شور) gallery میں آپ اس طرح کسی کو target نہیں کر سکتے۔ بیشک مجھے بتا دیں۔ جی شاء بلوج تا دیکھیں۔ مجھے بتا دیں بیشک آپ مجھے بتا دیں۔۔۔ (مداخلت-شور) آپ بیشک مجھے بتا دیں۔ آپ اس معاملے کو وہ کر دیں۔۔۔ (مداخلت-شور) دیکھیں! یہ طریقہ نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت-شور) اصغر ترین صاحب! آپ کا طریقہ غلط ہے۔۔۔ (مداخلت-شور) ثناء صاحب! یہ لوگ مجھے بتا دیں۔۔۔ (مداخلت-شور) میں اس طرح طریقہ نہیں ہوتا کسی کو target کرنا۔۔۔ (مداخلت-شور) آپ مجھے بتا دیں۔۔۔ (مداخلت-شور) مجھے بتا دیں میں اس پر action لون گا نا۔۔۔ (مداخلت-شور) نہیں، اختر حسین لانگو صاحب! دیکھیں زیرے صاحب! دیکھیں یہ طریقہ نہیں ہے آپ لوگوں کا۔۔۔ (مداخلت-شور) مائیک بند) 15 منٹ کے لیے نماز کا وقفہ ہے نماز کے وقفہ کے بعد جو ہے وہ ہم لوگ وہ کریں گے۔

(نماز کے لئے وقفہ دو پھر 01 بجکر 50 منٹ پر ہوا۔ اجلاس دوبارہ 02 بجکر 55 منٹ پر شروع ہوا) **جناب ڈپٹی اسپیکر:** السلام علیکم۔ جی کھیر ان صاحب! بجٹ کے متعلق اپنا اپتیچ کریں، پندرہ منٹ ہے آپ کے پاس۔

سردار عبدالرحمن کھیتران (وزیر خوراک و بہبود آبادی): پندرہ منٹ نہیں sir پنیتیس منٹ آپ نے خود کہا تھا۔ **جناب ڈپٹی اسپیکر:** نہیں پندرہ منٹ۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب آپ نے مجھے موقع دیا کہ موجودہ بجٹ پر میں اپنے خیالات اور جو حقیقت ہے بیان کر سکوں میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! میں شروع ایک بات سے کروں گا جب میں اپوزیشن میں تھامیرے پارلیمانی لیڈر بھی تھے میرے قائد بھی تھے مولانا واسع صاحب۔ پہلی کرسی اُن کی تھی سینئر کرسی میری تھی۔ آج الحمد لله، یہ شکر ہے آگئے ہیں مجھے بڑی خوشی ہوئی۔۔۔ (داخلت) ملک صاحب! مجھے بولنے دیں فور میرے پاس ہے آپ کو نہیں دیا ہے۔ پھر آپ اتنے پڑھے لکھے وکیل پھر آپ کہتے ہیں ابھی مجھے تھوڑا سا آگے بڑھنے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب! وہ اپتیچ کمپلیٹ کریں پھر میں آپ کو موقع دیدوں گا۔

وزیر خوراک: اس بات پر پر جو آپ کرنا چاہتے ہو اس پر بھی میں بات کرنے لگا ہوں اس پر میں عرض کروں جناب اسپیکر صاحب میں نے جا کے ابھی ٹو نیٹ چیک کیا ہے اس میں کوئی ایسی ایک بات اُس نے کہی ہے کہ ”بد بوداڑ“۔ اُس کیلئے میں معذرت کرتا ہوں کہ وہ۔۔۔ (داخلت) ایک منٹ۔ ملک صاحب! آپ لوگ بیٹھیں تو سہی سنوت سہی تم لوگ شور مچا رہے ہو۔ میری عرض سن لیں آپ ایک منٹ مجھے سن لیں اگر، اصغر ایک منٹ بیٹھو تو سہی مجھے تو سنو یار آگے تو چلو۔۔۔ (داخلت) دیکھیں ملک صاحب آپ ایک منٹ کیلئے بیٹھیں مجھے سن لیں پھر اگر آپ احتجاج کرتے مجھے خوشی ہوگی آپ مجھے تھوڑا سا سنبھالیں۔۔۔ (داخلت۔ شور۔ مائیک بند)

جناب ڈپٹی اسپیکر: کھیر ان صاحب! آپ دو منٹ ملک سکندر ایڈ و کیٹ کو دیدیں آپ سب بیٹھ جائیں تشریف رکھیں تاکہ ایک دوسرے کی بات کو ہم سمجھ سکیں۔

ملک سکندر خان ایڈ و کیٹ (قائد حزب اختلاف): یہاں پر ناخوشنگوار ماحول پیدا ہوا اُس کی تہہ تک نہ آپ گئے اور نہ آپ نے اس کو سوچا کہ یہ کیوں ہمارے ساتھی اس پر جذباتی کیوں ہو گئے۔ قائدین ہر کسی کیلئے محترم ہیں۔ ہر جماعت کا قائد اُس جماعت کیلئے بھی اور باقی لوگوں کیلئے بھی قابل قدر ہیں۔ اسی طرح جس انداز سے اُنہوں نے بات کی اُس پر یہاں سے ہی ایکشن ہوا۔ آپ نے تو صرف یہ دیکھنا تھا کہ یہ آپ نے سارے جنٹ

ایٹ آرمز کو کہہ دیا کہ جی ان کو نکال لو۔ انہوں نے احتجاج کیا۔ بات یہ ہے کہ جو کچھ کہا گیا ہے ہمیں یہ گورنمنٹ آف بلوچستان نے کہا ہے۔ ایک فرد تھا اس نے اگر ٹوبیٹ کیا ہے تو یہ گورنمنٹ آف بلوچستان کیونکہ گورنمنٹ آف بلوچستان کی نمائندگی کر رہا تھا۔ اب اگر گورنمنٹ آف بلوچستان کی طرف سے ہمیں گالیاں دی جاتی ہیں، ہمارے قائدین کو گالیاں دی جاتی ہیں تو یہ تو قابل برداشت کسی بھی صورت میں نہیں ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ آپ دیکھ لیں، ٹوبیٹ آپ دیکھ لیں۔ اور اُس کے بعد پھر آپ ان کو سلیم ٹھوس صاحب وہاں تشریف لائے تھے انہوں نے بھی اس کو realize کیا ضایعہ لانگو صاحب نے جب دیکھا انہوں نے بھی اس بات کو realize کیا کہ ایسا نہیں ہوا چاہیے، نصیب اللہ مری صاحب نے بھی۔ اب اس طرح آپ ہمیں یعنی تو ہم ایک فرد کی بات نہیں سمجھتے ہیں چونکہ آپ کا ترجمان ہے ٹریزری پیپر کا ترجمان ہے گورنمنٹ آف بلوچستان کا ترجمان ہے وہ اگر ہمارے قائدین کی شان میں گستاخی کرتا ہے یہ تو میرا خیال کسی بھی معاشرے میں نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کی بات پوری ہو گئی ملک صاحب۔ ٹھیک ہے۔ جی قائد ایوان صاحب۔

جامعِ کمال خان عالیانی (قائد ایوان): تھوڑی سی وضاحت میں بھی اس پر کرتا چلوں جیسے پہلے جس طربیان آیا۔ بہت سارے ہمارے دوست بھی اس پر کہ یا رہم خود اس پر بڑے قائل ہیں کہ ہم کسی کے انفرادی طور پر الحمد اللہ انفرادی طور نہ کسی پر ہم کبھی hit کیا ہے نہ کوئی ایسی باتیں کی ہیں۔ جب اس ٹوبیٹ کو اندرجا کے میں نے بھی پہلے میں نے بھی خود کھولا کہ اس کو پڑھوں کہ اس میں ہے کیا۔ ابھی بھی آپ کے پاس بھی ہو گا میرے پاس بھی ہو گا۔ اور اگر اسپیکر صاحب! آپ کی اجازت ہو تو میں اُس کو اس طریقے سے پڑھ بھی دیتا ہوں جس طرح وہ آیا بھی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی آپ پڑھیں۔

جناب قائد ایوان: اور ایک چیز ہے میں صرف ہو کہ دیکھیں! ہم اے پی سی کا حصہ نہیں ہیں۔ جناب اختر مینگل صاحب کی جو پارٹی ہے وہ بھی کسی حوالے سے اے پی سی کا حصہ نہیں ہیں۔ اے پی سی میں لیتنی طور پر اے پی سی کے اندر جتنی بھی پارٹیاں ہیں ان کا ایک موقف ہے، ایک stance ہے، حکومت کے خلاف، جس میں پی ایم (N) کے لوگ ہیں جس میں پی پی پی کے لوگ ہیں جس میں بہت سارے ہیں ایک موقف ہے۔ جی جی بالکل اے این پی بھی ہے۔ لیکن ایک فیڈرل یوں پر ایک party کی stance ہے کا ہے federating party اور ہمارے ساتھ yes اس حکومت میں ادھر ہیں۔ اور وہی ststance بی این پی (مینگل) کا ہمارے ساتھ یہاں حکومت میں نہیں ہے لیکن وہاں اے پی سی کا بھی حصہ نہیں ہیں۔ تو یہ ہمیں دونوں چیزوں کو تھوڑا الگ دیکھنا

ہوگا اس لحاظ سے کہ ہم جو بلوچستان میں جو سیاست کر رہے ہیں، ہماری ایک طریقہ کار ہے ہماری نوعیت چیزوں کی بہت مختلف ہے، وفاقد میں ہے، وہ بہت مختلف طریقے سے ہے۔ اگر آپ اس میں دیکھیں گے ”کہ حکومت کا مضبوط بیانیہ“ اور آگے لکھتا ہے ”کہ کر پڑ ما فیا کو نہیں چھوڑا جائیگا“ تو اس پر میرے خیال میں ہم اور آپ بھی یہاں بیٹھ کر daily بات کرتے ہیں۔ ”جبکہ اپوزیشن کا متفقہ بیانیہ وجود نہیں رکھتا“ اپوزیشن کا متفقہ بیانیہ وجود نہیں رکھتا۔ مولانا فضل الرحمن صاحب کے ایم ایم اے کی شاندارنا کامی کی بات کی گئی ہے، ”کے بعد اب اے پی سی کی“ مولانا صاحب کی بات نہیں کی ہے ایک اے پی سی کی بات کی ہے۔ اور پھر۔ اب ایک پورے اے پی سی کے موقف کو۔۔۔ (مداخلت) نہیں میں اسکو پورا پڑھ لیتا ہوں۔ دیکھیں جی۔ آپ یہ سنیں۔ ”مولانا فضل الرحمن صاحب کے ایم ایم اے کی شاندارنا کامی کے بعد اب اے پی سی کی بد بودارنا کامی“ اے پی سی کی۔۔۔ (مداخلت۔ شور) ”اے پی سی کی نوشتنہ دیوار ہے۔“

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگ تو سن لیں ایک بار۔ پوری بات سنیں پھر آپ لوگ بیٹھ اس پر بولیں۔

جناب قائد الیوان: اس میں آپ دیکھیں، اے پی سی as a whole پر بات ہو رہی ہے۔ Yes اس میں کل کو میرے خیال ابھی آپ دیکھنے گا کہ جیسے جیسے دن بڑھیں گے ہو سکتا ہے بی این پی (مینگل) کے حوالے سے لوگ سوالات اٹھائیں۔ اور شاید آپ لوگوں کو پھر ایک دوسرے کو defend کرنا پڑ جائے۔ کل کو کسی اور پارٹی کو بھی اٹھانا پڑے۔ انفرادی طور پر کسی کی ذاتیات کو وہ الفاظ نہیں دیے گئے ہیں۔ ایک stance کو کہا گیا ہے۔ ایک stance جس کو اپوزیشن نے وفاقی سطح پر لیا تھا۔ اُس اپوزیشن کا حصہ نہ بی این پی (مینگل) ہے، نہ بی اے پی ہے، نہ پی ٹی آئی ہے۔ تو ہندزادیکھیں ہم تو وہاں پر حکومت کا حصہ ہیں۔ اور یہاں ہم حکومت خود ہیں لیکن یہاں پر ایک پارٹی ہمارے ساتھ مخالفت میں بیٹھی ہے۔ لیکن آپ وہاں بھی اپوزیشن میں ہیں اور یہاں بھی ہمارے ساتھ اپوزیشن میں ہیں۔ تو میرا جو کہنے کا مقصد ہے کہ کچھ چیزیں ہمیں اس ہاؤس میں یقینی طور پر، اگر ہم اس چیز میں اگر اسکی گہرائی میں جائیں گے بہت جائیں گے، یہاں daily basis پر کچھ نہ کچھ ایسی چیزیں آتی رہتی ہیں۔ پارٹیوں کے ترجمان بھی بولتے ہیں۔ بہت سارے لوگ بھی بولتے ہیں۔ اب وہ اے پی سی کی صورت میں اسکو کہا گیا۔ اے پی سی کی صورت میں شاید اگر اس کو ہم وہ ایک لفظ ایسا ہے جو شاید اے پی سی کے حوالے سے رہا، لیکن مولانا فضل الرحمن صاحب کے حوالے سے ہر گز نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت) نہیں نہیں، دیکھیں! اس میں دیکھیں ایک بیان کے اندر تین چار statements ہیں۔ سرکار کا بھی ایک statement ہے۔ اپوزیشن کا بھی اس میں ایک statement ہے، ایک پارٹی

کے حوالے سے جو ایک پیش فتی کی گئی تھی اُس کی statement ہے اور overall اے پی سی کی statement ہے وہ ایک statement ہے وہ چار statements ہیں۔ اگر آپ اس کو بھی بھی غور سے پڑھ لیں۔ تو میرا ایک ہو گا کہ میرا خیال جی ہم ایک بجٹ کے حوالے سے یہاں پر جو ایک پیش فتی چلی ہے اُسکو کسی نتیجہ پر لا کے میرے خیال ہے ہم پہنچائیں۔ سیاسی اختلافات میرے اور آپ کے daily basis پر چلتے رہیں گے۔ آپ کے پارٹی کے لوگ ہمارے خلاف بولیں گے۔ ہم آپ کے خلاف بولتے ہیں اسی اسمبلی کے اندر ہم لوگ بہت سارے ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ جب ہمیں اُن کو اگر sensitivity میں لینا پڑیا تو پھر ہم تو میرے خیال دوسرا بات کر، ہی نہیں سکیں گے۔ تو اسی لئے یقینی طور پر، انفرادی طور پر کسی پر بھی کوئی بات پر، میں بھی اس کا قائل نہیں ہوں۔ اور میں ہمیشہ سے نہیں رہا ہوں۔ حالانکہ مااضی میں تقریباً پچھلے ایک مہینے میں اس طرح مثالیں دی گئی تھیں میں quote بھی کرو دیتا ہوں کہ میں نے اپنا ایک انٹرویو میں برائلر مُوقف دیا تھا اختر جان مینگل صاحب کے حوالے سے دیا تھا کہ اُنکو ایک stance لینا چاہیے political stance یا گورنمنٹ کا حصے کا یا اپوزیشن کا۔ یعنی کہ اس پر کوئی ذاتیات نہیں تھا۔ لیکن آپ کی پارٹی کاموٰ قف اور آپ کی پارٹی کال لیڈر شپ کا جموٰ قف میرے خاندان پر آیا۔ میں نے ناؤنکے خاندان کا ادھر نام لیا۔ نہ میں نے جھنڈوں کی بات کی۔ نہ میں نے کوئی اور بات کی۔ لیکن اُن کا ایک آیا۔ لیکن میں نے اس کا جواب نہیں دیا اُس لحاظ سے۔ کیونکہ جذبات میں انسان کبھی کبھی reaction میں بہت ساری چیزیں بول جاتے ہیں بعد میں شاید realize کرتا ہے کہ پتہ نہیں اسکی ضرورت تھی بھی یا نہیں تھی۔ تو میرے خیال میں ہم یہ چیزیں، آج آپ کے سینٹ میں ہم ڈاکو، چور، آگے پیچھے، ساری چیزیں بولتے ہیں۔ میرے خیال میں اسیں بی این پی (مینگل) اگر آج ایک مُوقف لے لیں کہ جی ہم اتحادی اپوزیشن کے ساتھ بھی ہماری بات چیت ہے۔ تو آپ کے سینئرز یا آپ کے MNA's آکے اسمبلی میں ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ان کو اسمبلی سے باہر نکال کے آپ باہر کریں۔ اسمبلیوں میں آپ نے دیکھیں ہر قسم کی چیزیں جاتی ہیں۔ ہمیں اسکو پولیٹیکل حوالے سے چیزوں کو لینا چاہیے۔ اور پولیٹیکل حوالے سے کبھی کبھی ہم ان کو absorb کرتے ہیں۔ کبھی اپنی جذبات کا خیال بھی کرتے ہیں۔ کبھی احتجاج بھی کرتے ہیں۔ اور بہت پہلو پر ہوتا ہے۔ پیٹی آئی پر شور ہوتا ہے۔ عمران خان صاحب کی پارٹی ہے۔ اُن پر بڑا شور آتا ہے۔ اسمبلی کے اندر آتا ہے۔ یہاں بھی آیا ہو گا۔ کسی اور پر بھی آتا ہے۔ yes ذاتیاتی level پر خاندانوں پر ہمیں نہیں جانا چاہیے۔ کسی کے personal character پر ہمیں کبھی بات نہیں کرنی چاہیے۔ کس قسم کا انسان ہے، اس پر ہمیں بات نہیں کرنا چاہیے۔ سیاسی stance پر ہم بات کر سکتے ہیں۔ اے

پی سی کے stance پر ہم بات کر سکتے ہیں۔ گورنمنٹ کے stance پر ہم بات کر سکتے ہیں۔ yes انفرادیت پر ہمیں ہرگز نہیں جانا چاہیے۔ کسی نہ کسی حوالے سے آپ کو وہ بات، اُس حوالے سے، مولانا فضل الرحمن کا حالانکہ اس میں ذکر ایک پارٹی کے اس حوالے سے تھا کہ ایک اے پی سی کے پلیٹ فارم میں کوئی چیزیں کامیابی کی طرف نہیں گئے، اُس پر تھا۔ لیکن جونا کامی تھی وہ اے پی سی کی ظاہر کی گئی تھی۔ اُس میں بہت ساری پارٹیاں ہیں۔ تو میری اپوزیشن سے بھی request ہو گی کہ ہمیں آئندہ کے لئے بھی ان ساری چیزوں کو تھوڑا سا ذہن میں رکھنا چاہیے۔ کیونکہ ہمارا اور آپ کا اوابستگی جو ہے نا صرف اس فلور پر نہیں ہے۔ اور ہمیں الفاظ کا عیسے چناؤ کی بات ہے نا، جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے حالانکہ ثناء صاحب نے کوئی ایسی بات کر دی تھی جو کہ شاید ذہن وہ گمنان میں نہیں تھی لیکن انہوں نے کہا ”کہ جی نمبر بڑھانے کی بات“۔ تو یہ بھی کبھی باقی جذبات میں نکل آتی ہیں۔ شاید انکا موقوفہ کچھ اور ہو گا۔ لیکن زبان کی، لفاظی کبھی کبھی انسان کا ساتھ نہیں دیتی۔ پھر جو بھی ذہن میں آتا ہے آگے بول جاتا ہے۔ تو یہ بہت سارے چیزیں ہیں۔ ہمیں اس کو ایک بڑے کھلے ذہن کے ساتھ دیکھنا چاہیے۔ اس حوالے سے کہ yes کل کو اگر کوئی ایسی بات آتی ہے۔ ہم اس پر stance بھی لیتے ہیں۔ اس کے ساتھ بات بھی کرتے ہیں۔ لیکن سیاسی امور پر، اگر اے پی سی پر کوئی بات ہو رہی ہو۔ تو بڑی مشکل پڑ جائیگی۔ کیونکہ ہمارے پاس ایک اتحادی بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو اُس پر، اگر میں کوئی مزید اس پر بات کروں گا تو ہو سکتا ہے کہ زمرک خان اور اصغر خان بات کرنا شروع کر دیں گے۔ آپ میں سے شاید کوئی اے پی سی بات کرنا شروع ہو جائیگا۔ تو ہو سکتا ہے کہ ثناء اور اختر حسین صاحب بھی مجبور ہو جائیں گے کہ وہ ایک stance پر بات کریں۔ تو ہلہذا یعنی کہ آج اگر کوئی یہ بول دے ”کہ اے پی سی کے اندر جو نہیں آیا، وہ پاکستان کا غدار ہے“۔ تو یقین طور پر ثناء صاحب کھڑے ہو جائیں گے۔ اور ہم بھی اُس پر یہ بات کریں گے کہ جی! ہمارے ساتھ یہ ہے۔ تو ہلہذا ہمیں تھوڑا سا اسکو سمیٹنا چاہیے۔ چیزوں کو تھوڑا بہتر انداز میں۔ آج بلوچستان پورا آپ کی طرف دیکھ رہا ہے۔ آج ہم بلوچستان کا مستقبل کا بجٹ پیش کرنے جا رہے ہیں۔ اب مبڑا day ہے۔ وہ واقعی آج بڑا عجیب لگ رہا تھا کہ مبڑا پنے سارے مطالبات، اپنی چیزیں، اپنے حلقات، اپنے مسائل، ہماری غلط پالیسیاں، ہمارا اچھا بجٹ نہیں۔ اچھا بجٹ۔ اس پر ہم اگر پورا دن گزارتے تو وہ زیادہ بہتر ہوتا۔ لیکن اسی دوران میں نے دیکھا ہم بھی ایک فرم پر جا رہے تھے۔ پھر کبھی کسی اور فرم پر جا رہے ہیں۔ تو میری ابھی بھی request ہو گی کہ نے cut-motions بھی پیش کرنے جا رہے ہیں۔ پھر ہمارا ایک closing statements بھی آئیں گی۔ اور بہت سارے مبڑے نے اپنی باقی بھی کرنی ہیں۔ جن میں خواتین بھی ہیں، دوسرے بھی ہیں۔ تو

اس کو تھوڑا wind-up کی طرف اگر لے جایا جائے۔۔۔ (ڈیک مجائے گئے)
جناب ڈپٹی اسپیکر: کارروائی کی طرف آجاتے ہیں میرے خیال سے۔

انجینر سید محمد فضل آغا: جام صاحب نے بڑے خوبصورت طریقے سے اس زہروالی گولی کو شہد لگانے کی کوشش کی۔ اُس کا مطلب یہ ہے کہ جو انہوں نے کیا ہے وہ صحیح ہوا ہے۔ اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ اور یہ جو بد بودار چیز ہے یہ اسمبلی میں آج تک ہم نے نہیں کی۔ آپ کو پتہ کہ آپ کے لیڈر کو بار با selected کہا گیا لیکن اسپیکر صاحب نے selected کا لفظ ہی اسمبلی میں بند کیا۔ اب وہ پورے اے پی سی کو بد بودار کہہ رہے ہیں۔ اب تو مسئلہ اور بھی بڑھ گیا صرف فضل الرحمن نہیں۔ بلکہ اُس اے پی سی کے جتنے بھی لیڈرز بیٹھے ہوئے ہیں وہ سارے بد بودار ہیں۔ تو اس سے بُری بات اور کچھ نہیں ہے۔ بجائے اسکے کہ اُسکو justify کیا جاتا۔ جس طرح باقی ساتھیوں نے، ٹریشری پیپلز سے اسکے متعلق کہا کہ یہ غلط ہوا ہے صحیح نہیں ہوا ہے ناجائز ہوا۔ اور پھر کس کے He is no-body, sitting in the officers through gallery اور اسکے بعد وہیں سے twit کر رہا ہے۔ ایک ہوتی ہے بات فلور پر ممبرز کرتے ہیں۔ ایک ہوتی ہے ایک انجان شخصیت، ایک black-sheep جنہوں نے، انہوں نے انکو پارٹی میں ڈالا ہوا ہے۔ وہ اگر ہمیں گالیاں دیں۔ اور وہ capacity میں گالیاں دیتے ہیں۔ وہ اسمبلی کا ممبر ہے؟ اس پارلیمنٹ کا ممبر ہے؟ ہمارے ساتھیوں کا حصہ ہے؟ وہ کس capacity میں بول رہا ہے؟ اُس نے جو کی ہے وہ ایک ترجمان کی خلیت سے کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ صرف انہوں نے نہیں کی ہے جام صاحب نے own کیا ہے ”کہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔“ تو اس کا مطلب تو یہ ہے کہ پورے پارلیمنٹ نے ہمیں گالی دی ہے۔ پورے پارٹی نے ہمیں گالی دی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آغا صاحب! بات کو بڑھانے کی بجائے اگر ہم لوگ ختم کر دیں۔

انجینر سید محمد فضل آغا: مجھے بولنے دیں اسپیکر صاحب! مجھے بولنے دیں بھائی! آپ نہیں بولیں، خدا کے لئے ہمیں اپنا موقف۔۔۔ (مدخلت۔ ماٹیک بند) جام صاحب بہت اچھا speaker ہے۔ بہت اچھا بولتے ہیں۔ لیکن اس معاملے کو جس طرح انہوں نے۔ ہم ان کا سخت توں لیتے ہیں جب تک اُس شاہوائی کے خلاف۔ یہ ان کی BAP پارٹی جو ہے، وہ proper-action نہیں لیتی ہے، ہم اس سے مطمئن نہیں ہیں جام صاحب نے جو کہا ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

جناب شناء اللہ بلوج: thank you، شکر یہ جناب اسپیکر! کل جب میں یہاں پر تقریر کر رہا تھا پی ایس ڈی پی سے متعلق۔ اُس وقت بھی یہ جو نوجوان جس کا نام لیا جا رہا ہے، بیٹھا ہے۔ میں تو اُس کا نام بھی لینا اس وقت مناسب نہیں سمجھتا۔ He is no-one. He is no-body. He does not deserve to be discussed. He does not deserve to mention on this august Forum یہ بلوچستان کا فورم ہے۔ جب آپ میری بات سنیں دیکھیں! میں نے کل نظر انداز کیا۔۔۔ (مداخلت) میری بات سنیں، آغا صاحب! آغا صاحب! ایک منٹ میں نے کل نظر انداز کیا کل یہاں بیٹھے، میری speech کے انہوں جو twit کی تھی۔ بلوچستان اسمبلی میں اپوزیشن کے اراکین نے آج ایک ہی راگ الالا پا کہ ہم پی ایس ڈی پی کی پوسٹ مارٹم کر رہے ہیں۔ اور حکومت کو اس کی خامیاں بتائیں گے۔ جناب سینٹر بلوج، یہ میرے twit کا اکاؤنٹ کا ہوا ہے handle ہے۔ ”جناب سینٹر بلوج“۔ مجھے بالکل لکھتا ہے کہ ”جناب سینٹر بلوج! آپ نے تو پہلے ہی دن پی ایس ڈی پی کی کتاب کی دھیان بکھیر کر علم و احترام کا پوسٹ مارٹم کر دیا۔ اب آپ اپنے کئے پر شرمندہ ہو کر ماتم کریں“۔ یہ کل اُس نے مجھے کہا اس گیلری میں بیٹھ کر۔ یہ ٹائم ہے اُس کی۔ یہ اُس کی timing ہے۔ اور میں نے اس لئے ڈرگزر کیا کہ اس طرح کے بھونکنے والے، listen اس طرح لوگ بہت ہیں۔ میں twiter پر بلوچستان کے سب سے زیادہ ایک لاکھ سے زیادہ میرے دنیا جہاں میں followers ہیں۔ ادو ہزار، ڈریٹھ ہزار اسکے followers ہیں۔ گوکہ بلوچستان حکومت نے اسکو ایک نمائندہ بنادیا ہے۔ اُس نے میرے خلاف کیا。 did'nt mention it at-all。 اوہ شرمندگی سے، کیونکہ بدستی یہ ہے کہ بلوچستان میں مالیات کی صورتحال تو ویسے ہی خراب تھی۔ اب حکومت بلوچستان، بلوچستان میں اخلاقیات کی صورتحال بھی خراب کرنا چاہتی ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اب فواد چودھری ٹائپ کے لوگ پال کر۔۔۔ (مداخلت) سردار صاحب! ایک منٹ۔ سردار صاحب! آپ ایک منٹ۔

وزیر ملکہ خوراک: بس کریں ناں ابھی کیا ہے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شناء بلوج صاحب۔

جناب شناء اللہ بلوج: جناب میں خود ابھی ختم کر رہا ہوں۔ اس میں صرف جام صاحب سے کہ، یہ دیکھیں بلوچستان میں بالکل، ہم جب یہاں بیٹھے ہیں ہم ایک دوسرے کے ساتھ بات کرتے ہیں۔ ہماری اور آپ کی

حیثیت برابر ہے۔ اور اسیں یہ جو درمیان کا ادارہ ہے ناں ادھر۔ کیونکہ وہ ادھرنیں آسکتے ہیں۔ یہاں پر جو ہونیوالی بات ہے۔ چاہے اسیں کبھی بھار بالکل تختی ہوتی ہے۔ تُرشی ہوتی ہے۔ کبھی بات جو ہے بالکل زبان پھسل جاتے ہیں۔ وہ matter نہیں کرتا۔ لیکن آپ ایک آدمی کو تختواہ دے کے بٹھاتے ہیں اور پھر وہ کہتا ہے ”بد بودار“۔ اور جس میں ایم ایم اے، اے پی سی کی لیڈر شپ مولانا نفضل الرحمن صاحب کے ساتھ ہیں۔ اے پی سی میں اے این پی بھی بیٹھی ہوئی ہے۔ بات یہ ہے کہ آیا یہ سلسلہ آپ اسکو encourage کرتے ہیں کہ آپ لفظوں کو تزوڑ مرؤڑ کر کے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اسکو encourage کر رہے ہیں۔ جام صاحب کی باقاعدے سے لگ رہا ہے ”کہ جی! اُس نے کیا ہے“۔ وہ بڑا encourage کر رہا ہے۔۔۔ (مداخلت) ایک منٹ۔

وزیر خوراک: آپ کیا جاننا چاہتے ہو بھائی! ابھی دو گھنٹے ہو گئے یا! بھئی کوئی حل بتاؤ؟ آپ کیا چاہتے ہیں؟

جناب شناع اللہ بلوج: یہ آپ کی مرضی ہے، فارغ کرتے ہیں، نہیں کرتے ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ہمارے لئے کوئی اس کی ایسی چیز کی کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتا۔ ہمارے لئے کوئی اہمیت رکھتا۔ لیکن جناب اسپیکر! جب وہ گلری میں بیٹھ کے یہاں ہماری تقریریں سن کے اور ہمیں سے جب وہ twit کرتے ہیں، وہ timings بھی ہیں۔ میں کمرے سے ابھی بھی نکال کر کے دکھادوں گا آپ کو۔ میں نے کل نظر انداز کیا۔ لیکن ایک آدمی یہاں آ کر، چور دروازے سے یہاں بیٹھ کر، پھر اسکے بعد باخلاق اور معزز محترم ارائکین کے بارے میں اس طرح کی بات کرتا ہے۔ یہ آپ کو نوٹس لینا چاہیے۔ یہ ہمیں نہیں، یہ گلریوں کے Custodian آپ ہیں بھیت اسپیکر۔ آپ اپنی گلری کے Custodian ہونے کے باوجود۔ اگر اس طرح کی اجازت دیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی authority loose ہوئی ہے۔ ہمیں کچھ نہیں ہونے والا۔ آپ کی timing کا میں کب twit کیا تھا؟ کس کے خلاف کیا تھا؟ کس وقت بیٹھا ہوا تھا؟ کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ اگر ایسی بات ہوئی ہے، آئندہ اسکی entry بلوچستان اسمبلی کے احاطے میں بندر کر دیں۔ یہ ہمارا مطالبہ ہے۔ باقی حکومت بلوچستان کو ہم یہ اجازت دیتے ہیں کہ پی ایس ڈی پی میں ایک سونے کا تاج رکھیں، اسکے سر پر ڈال دیں۔ آپ لوگ اخلاقیات کے حوالے سے، ہمیں کوئی اُس سے اعتراض نہیں۔ آپ لوگوں کی مرضی۔ آپ لوگوں کا دوست ہے۔ ایک سونے کا تاج پہنا کیں اُس کو جناب والا!

اچھی سی اور گاڑی دے دیں۔ ہمیں اس سے سروکار نہیں ہے۔ thank you جناب والا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ شناع صاحب۔۔۔ (مداخلت) دیکھیں! بات سنیں زہری صاحب۔

میر یوسف عزیز ہری: اگر شاہو انی آئے گا، ہم اُس سے لڑیں گے۔ اور اگر وہ اس قسم کی باتیں کر کے پھر آجائیں گا اور ہمارے سامنے لا کے اُس کو بٹھاتے ہو۔ اور آپ کے سامنے دیکھ لو اُس کا شعر۔ پڑھو، اس کے بعد --- (مداخلت)

جناب ڈپٹی اسپیکر: زہری صاحب! آپ دو منٹ تشریف رکھیں۔ ترین صاحب! میں آپ کو اسی سے متعلق بات ہے۔

جناب اصغر علی ترین: ایک منٹ، ایک منٹ، جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر صاحب! بہت شکریہ، مہربانی آپ کی۔ آپ کسی باہر بیٹھ کر کسی بھی علاقے پر بیٹھ کر کے twit کرنا ہے، کریں، ہمیں اعتراض نہیں ہے۔ لیکن دیکھیں! بات یہ ہے یہاں گیلری میں بیٹھ کے، ہمیں دیکھ کے، ہنس کے twit کرنا، دیکھیں! آفیسرز گیلری میں وہاں سے twit کرنا۔

وزیر خوارک: کچھ نہیں ہوگا، آپ بیٹھ جائیں بس۔

جناب اصغر علی ترین: ایک منٹ سردار صاحب! بات کروں گا۔
وزیر خوارک: بس بس کرو یار!

جناب اصغر علی ترین: دیکھیں! یہ اخلاقیات کے دائرے میں نہیں آتا۔ آپ کو بجائے کہ ہمیں وہ کرنے کے، ان کو تنبیہ آپ کرتے۔ دوسرا یہ ہے کہ یہ بلوچستان گورنمنٹ کی ترجمانی کر رہا ہے۔ یعنی کیا یہ اخلاقیات اُسکو نہیں سکھاتے ہیں یہاں ہمارے مشران کو۔ کوئی بھی ہو، چاہے وہ جمیعت علمائے اسلام کا ہو، چاہے وہ اے این پی کا ہو، چاہے وہ پی ٹی آئی کا ہو، کسی کا بھی ہو، اُس کی خلاف ایسی باتیں کریں؟ دیکھیں! یہ تو گورنمنٹ کو represent کر رہا ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ ہمارے طرف سے بھی اس قسم کے توقعات رکھتا ہے جو کہ ہم نہیں کریں گے۔ جو کہ ہمیں نہ کبھی سیکھایا گیا ہے، نہ کبھی گالی گلوچ ہم نے کبھی کی ہے۔ ہم عزت دینا جانتے ہیں اور ہم نے respect کیا ہے۔ ہمیں بتائیں کہ اپوزیشن میں سے کوئی بھی جام صاحب بتائیں، سردار صاحب بتائیں، کوئی بتائیں کوئی اخلاقیاتی سے گری ہوئی کوئی twit ہم نے کیے ہوں۔ یا ہم نے کوئی ایسی بات کی ہو۔ ایک منٹ اسپیکر صاحب! ایک منٹ اس طرح جلدی گول مول نہیں کریں، ایک منٹ۔ کم از کم آپ کو یہ کرنا چاہیے کہ اُسکا اس ہاؤس میں اُس کا entry بند ہونی چاہیے۔ اور جام صاحب سے میرا یہ مطالبه ہے پُر زور۔ جام صاحب سے میرا مطالبه ہے پُر زور۔ کہ اسکو تھوڑا سا اخلاقیات کا درس سیکھائیں۔ تھوڑا سا اخلاقیات کا درس سیکھائیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ترین صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب دیکھیں! یہم سمجھتے ہیں کہ ایسی غیر شائستہ باتیں گورنمنٹ نے کہی ہیں۔ اور اگر گورنمنٹ اس بات پر خوش ہے ”کہ ہم نے یہ کہا ہے“ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ہمارے ساتھ اس اجلاس سے پہلے یہاں کے معزز اراکین۔ سب نے یہ کہا کہ یہ زیادتی ہوئی ہے۔ ہماری روایات ہیں۔ ہم نے اب بھی آپ کے توسط سے میں ان کو کہتا ہوں کہ اگر یہ آپ۔۔۔ (مداخلت)

جناب مٹھاخان کا کڑ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ حیوانات و ڈیری ڈولپمنٹ): سردار! ایک منٹ مجھے دینا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مٹھاخان کا کڑ صاحب۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ حیوانات و ڈیری ڈولپمنٹ: میں اپوزیشن بھائیوں سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ۔۔۔ (مداخلت) سردار اُس رہے ہو۔۔۔ (مداخلت) بات سُو۔ بات یہ ہے کہ یہ بھی جو بات کر رہا ہے جو ٹیوٹر کا جو جواب دینا ہے twiter پر دینا ہے، facebook کا جواب کام ہے؟ یہ بہانہ بنائے، اٹھنے کے لیے ایک بہانہ ہوا ہے۔ بس بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں، تالی بجاتے ہیں اس کا کوئی مقصد ہے؟ twiter تو سارا دن رات چلتا رہتا ہے۔ تو twiter ہوتا ہے آپ کو پتہ ہے۔ ابھی اس کو آگ لگ گیا۔ کیا آگ لگ گیا ہے۔ مہربانی کرو ڈیھو، جو اصل اسمبلی کا جو مسئلہ ہے اُسکو سُو۔ اُس کو حل کرو۔ یہ کیا بات ہے ”کہ twiter پر ہمارے پارٹی کے خلاف بات ہوا ہے“۔ اگر بات ہوا ہے تو جام صاحب نے ثابت کروایا ہے وہ تو اے پی سی کے خلاف ہوا ہے۔ مولانا صاحب کے خلاف تو نہیں ہوا ہے۔ یہ بات ہے۔ نہیں ہونی چاہیے، مہربانی۔

وزیر خواراک: میرا مائیک on کریں جی۔ گزارش ہے کہ۔۔۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی اسپیکر: کیھتر ان صاحب! آج کے اس، جو یہ situation ہے اسکے متعلق میں اتنا ہی کہوں گا کہ گیلری میں جو حضرات یہاں تشریف رکھتے ہیں، تو وہ مہربانی کر کے موبائل استعمال نہیں کریں۔ اور جو یہاں ممبرز، ارکین اسیبلی بھی ہیں وہ during the session جو ہے موبائل استعمال نہیں کریں تو بہتر رہے گا۔

وزیر خواراک: جناب اسپیکر صاحب! میں گزارش کروں کہ jamers آپ کے لگے ہوئے ہیں۔ ہم تو دیسے بھی پابند ہیں۔ باقی چاہے آفیشل گیلری ہے یا اوپر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کے روانہ کہتے ہیں کہ وہ کوئی

نہیں کر سکتا کوئی بھی، any body - یہاں پر آپ ہم تقریر کرتے ہیں۔ اور جس پارٹی کا بیٹھا ہوتا ہے، تالیاں شروع کر دیتے ہیں، یہ غلط ہے۔ اس کا، اس august-House کی وہ اُس میں آ جاتا ہے۔ تو اس بات تو کوئی دوسرا رائے ہماری بھی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بجٹ کے متعلق آپ 10 منٹ بات کریں۔ پانچ منٹ آپ نے بات کر لی ہے سردار صاحب۔

وزیر خوارک: جی نہیں، میرے تو 25 منٹ رہتے ہیں، نہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بن منحصر کریں آپ۔

وزیر خوارک: ابھی آپ وہ 15 گھنٹے لے جاتے ہیں میں ابھی۔۔۔ (مدخلت)

جناب ڈپٹی اسپیکر: منحصر، منحصر۔

وزیر خوارک: اسپیکر صاحب! میں شروع میں ایک بات کی وضاحت سے کرتا ہوں جو میں نے اپنی بات شروع کی تھی کہ وہ میری کرسی تھی اور میرا قائد تھا مولانا عبدالواسع۔ یہاں پر قوم پرستوں میں بی این پی (عوامی) بھی ہے بی این پی (مینگل) بھی ہے پختونخوا میپ بھی ہے، نیشنل پارٹی بھی ہے۔ میں دو پارٹیوں کی بات کروں گا، جو پہلے 2013ء سے 2018ء تک یہاں پر اقتدار کے مزے اٹھا رہے تھے۔ بار بار انہوں نے اس صوبے کو کوشش کی کیا ہے ”کہ بلوچ، پشتون، بلوچ، پشتون“ جناب اسپیکر صاحب! یہ بلوچستان ہے، آئینی طور پر اس کا نام بلوچستان ہے۔ اس میں پشتون، بلوچ، سندھی، پنجابی، سرائیکی، کیھتر ان، ہزارہ مختلف اقوام کا ایک گلداستہ ہے، جس کا نام ہے بلوچستان۔ اسی طریقے سے پنجاب میں بلوچ آباد ہیں، پشتون آباد ہیں، پنجابی آباد ہیں، سرائیکی آباد ہیں۔ اس کا نام ہے پنجاب۔ پنجابی نہیں ہے، پنجاب ہے۔ اسی طریقے سے KP ہے جو صوبہ سرحد تھا پہلے اس کا نام کے پی کے رکھا گیا ہے وہاں پر ڈریہ اسماعیل خان میں بلوچ آباد ہے وہاں پر کوہستان آباد ہے۔ اسی طریقے سے سندھ میں بلوچ آباد ہے بر اہوئی آباد ہیں۔ سندھی آباد ہیں۔ مہاجر آباد ہیں۔ اسکو سندھ کا نام تو۔ مہربانی کر کے میں نے پہلے بھی بار بار گز ارش کہ آپ کی روونگ آجائے کہ یہ بلوچستان ہے اس کا نام بلوچستان ہے۔ جیسے میرا نام ہے جیسے آپ کا نام ہے جیسے آپ کے عہدے کا نام ہے جیسے اس کرسی کا نام ہے اسی طریقے سے یہ ہے۔ دوسرے لیوں پر میں آتا ہوں کہ ہمارے دوست نے کہا کہ جی پشتونوں کے ساتھ تھتوں کے ساتھ زیادتی ہیں۔ میں تھوڑا اس صاحب کو ماضی میں لے جانا چاہتا ہوں۔ میں تو کیھتر ان تھا۔ مولانا عبدالواسع پشتون ہے۔

گل محمد در (مرحوم) اُس کا بیٹا غلیل وہ پشتون۔ اور مفتی گلاب پشتون۔ مولوی معاذ اللہ

پشتوں۔ کل یہ پشتوں بیٹھے تھے اور یہ یہاں پر تھے۔ جیسا کہ میرے دوست نے کہا کہ پہلے سال 2013ء میں ایک single-penny stance ہمیں نہیں دی۔ اور stance کیا تھا ”کہ جی! یہ کام حکومت کا ہے بجٹ بنانا۔ اپوزیشن کا کام نہیں ہے“، ہمارا پہلا بجٹ ہے۔ ہم نے ہر طریقے سے اپوزیشن کا خیال رکھا ہے۔ اُنکے حقوق کے خیال رکھا ہے ان کے غریب عوام کا خیال رکھا ہے۔ تو یہ بلوج، پشتوں یہ division جو ہے ناں، میں، میری پارٹی، یہ benches condemn کرتے ہیں اس چیز کو۔ یہ سرز مین ہم سب کی ہے۔ اس سرز میں کا اکیلا کوئی وارث نہیں ہے۔ اس مٹی سے جو بھی بنا ہے، چاہے وہ سنڈھی ہے، سرائیکی ہے، عیسائی ہے، ہندو ہے، کوئی بھی مذہب سے ہے کوئی بھی قوم ہے وہ اُسکا اتنا ہی حق ہے جتنا کہ کسی اور کا ہے۔ تو میر بانی کر کے یہ division نہیں پیدا کریں۔ یہاں پر آپ کو پشتوں نظر آئیں گے وہاں پر آپ کو بلوج نظر آئیں گے۔ یہ ایک مغلستہ ہے آپ کے 56 کا ایوان ہے۔ ایک بات۔ دوسرا اُس نے خود کہا ”کہ جی! میں ایک سیاسی ورکر تھا، مجھ پر کیس بنایا گیا“۔ یہ ہے بیٹھا ہے۔ میرے گھر کی چادر اور چہار دیواری کی دھجیاں انہوں نے روندھا پاؤں سے۔ یہاں پر یہ بلوج، پشتوں کا قومیت کا جو دعویٰ کرتے ہیں۔ ہر وہ اقدام انہوں نے کیا ہم لوگوں کے ساتھ جو انکو اخلاقاً نہیں کرنا چاہیے تھا قابلی طور پر نہیں کرنا چاہیے تھا۔ پولیس کو استعمال نہیں کرنا چاہیے تھا۔ انہوں نے فون بند دیئے، 24 گھنٹے کے اندر ڈاکٹر عبدالمالک نے فون او ردو اڑے بند کر دیئے۔ سرفراز بگٹی کو قرآن پر پوچھیں۔ ان کا جو بس چلا اور یہ direct 302 میں یہ جو پشتو خوا میپ کا ہے، direct قتل میں تھا۔ اور یہ ترکی، آسٹریلیا کا وہ کون سا beach ہے کیا کہتے ہیں اس کو۔ جہاں پر ہاں Sydney Beach پر۔ یہ وہاں پر مزے اڑا رہا تھا، 302 کا قیدی۔ اور پانچ سال تک اے پی سی، جلی ہوئی اے پی سی میں، میرے گھر میرا۔ یہ بھی مہربانی کسی کی وجہ سے تھی کہ مجھے میرے گھر کو sub-jail کیا۔ میرے ساتھ یہ ہوا۔ زمرک خان اور اُس کا بھائی sitting ہیں۔ یہ گواہ ہے۔ سلاخوں کے پیچھے بند کرایا ان کو۔ تو آج یہ دعوے کرتے ہیں کہ جی ہم بڑے عوامی تھے اور یہ تھے اور آپ لوگ۔ مجھے فخر ہے یہ ثابت کریں۔ میرا قائد بیٹھا ہوا ہے کہ ایک ناخن جتنا سیاسی طور پر کسی کو بھی victimize نہیں کیا گیا ہے۔ آج ایک سال ہمیں ہو رہا ہے کہ کیا کیا گیا ہے؟۔ نہیں۔ دیکھیں۔ آج میں رونا بھی چاہتا ہوں، ہنسنا بھی چاہتا ہوں خوش بھی مناتا ہوں غم بھی کرتا ہوں۔ غم مجھے کس بات کا ہے کہ آج میرا کیھتر ان، اس بلوچستان کے سرز مین کا فرزند جام شہادت لورالائی میں نوش کیا ہے۔ مجھے فخر ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ایس پی کے خلاف۔ یہ کہتے ہیں کہ ڈی آئی جی کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ ایف سی کے خلاف یہ کہتے ہیں آرمی کے خلاف۔ میں تو ان کو سرخ سلام پیش کرتا ہوں

- وہ اپنے جانوں کے نذر انے پیش کر رہے ہیں۔ اسی سرزی میں کی حفاظت کے لیے۔ آج وہاں پر شہید ہوئے کون شہید ہوا ہے؟ پولیس والے شہید ہوئے ہیں وہ کون ہیں؟ اسی دھرتی کے باشندے ہیں۔ انہوں نے کس کے لیے قربانی دی کہ امتحان ہورتا تھا لوگ بیٹھے ہوئے تھے اپنی جانوں کا نذر انہوں نے پیش کیا اُن کو بچایا۔ تو آپ کیا بات کرتے ہیں کہ آپ فور سز کے بارے میں۔ میری عرض ہے اپیکر صاحب کہ ان کے قول فعل میں تضاد ہیں ہم نے دیکھا ہے ہم نے دیکھا ہے ہم eye-witness ہیں کہ کہاں پر ہم بیٹھے ہوتے تھے، یونچ تھے خانے میں کون ہوتا تھا۔ safe houses کے۔ ان کو چھوڑ دیں۔ ہم one day سے اس حکومت نے کہا کہ ہم بلوج تان کے ترقی کے بارے میں ہر مشورہ، ہر اقدام جو یہ ہمیں، ہماری راہنمائی کریں گے ہم قبول کریں گے۔ آج بھی ہم نے کیا ہے۔ کالجز دیکھیں اسکوں دیکھیں BHU بنیں گے، ڈیمز بنیں گے سپورٹ کمپلیکس بن رہے ہیں۔ کوئی اس میں وہ نہیں ہے منافقت نہیں ہیں کہ جی یہ پیشون کا ہے یا یہ اپوزیشن کا ہے یہ ٹریزیری پنzer۔ ہر صلع میں ہر حلقة میں۔ مجھے 65 کا ایوان ہیں، اپیشل سیٹوں سے لے کر۔ آپ مجھے ایک حلقة بتا دیں کہ اُس میں برابری نہیں ہوتی ہے۔ کسی حلقة میں زیادہ کسی حلقة میں کم یہ ہوتا ہے۔ لیکن جیسے میرے اور زمرک خان اور ہماری بے یو آئی (F) میں ہم تھے، ہمارے ساتھ انہوں نے کیا۔ یہ آج ثابت کریں میں اس جگہ پر۔ منشی کا میں پروادہ ہی نہیں کرتا ہوں۔ میں اپنی ممبر شپ سے استغفاری دوں کا اگر یہ ثابت کریں کہ ایک حلقة میں 100% اس کو نظر انداز کر دیا گیا ہے کہ یہ اپوزیشن کا حلقة تھا کہ اس کا ایک روپیہ بھی مت دو۔ انہوں نے کیا میں ثابت کر سکتا ہوں کہ غیر منتخب، جس نے 900 ووٹ لیے تھے۔ میں نے 18500 ووٹ لیے تھے۔ اُس کو 85 کروڑ روپے دیے انہوں نے۔ تو جناب اپیکر صاحب! یہاں پر تقریر کرنا آسان ہیں عملی طور پر ثابت کریں۔ آج بھی میں اپنے قائد کی طرف سے میں اپنی پوری cabinet کی طرف سے اپنے گورنمنٹ کی طرف سے۔ میں ان کو چلتی خیز کرتا ہوں کہ یہ ثابت کریں۔ دوسرا شانہ بلوج نے کہا کہ 10 سال کا۔ ہم نے appreciate کیا۔ 10 سالوں میں۔ پچھلے 10 سالوں میں کیا ہوا تھا؟ یہ انہوں نے خود سليم کیا کہ 2014ء سے یہ جو یہ deficit ہے، آج یہ jet کی طرح اوپر اٹھا ہے۔ کس کی حکومت تھی؟ ان کی حکومت تھی۔ ہماری حکومت نہیں تھی۔ ہم وہاں پر تھے۔ آج ہم وہ عذاب بھگت کے، ایک اچھا بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ ایک اچھی پی ایس ڈی پی پیش کر رہے ہیں۔ پھر بھی یہ اس پر اعتراضات کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اپیکر: شکریہ سردار صاحب! آپ نے بہت اچھی باتیں کی ہیں۔

وزیر خوارک: آپ دیکھتے جائیں، میں اور بھی اچھی باتیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اچھا آگے بھی آپ نے اپنی کرنی ہیں؟ میں سمجھا کہ میں کسی اور کانام لے لیتا ہوں۔

وزیر خوارک: یہ کہتے ہیں ”فلاناں حلقة، فلاناں حلقة“۔ جناب اسپیکر صاحب! میں مناظرہ کرتا ہوں ان کے ساتھ۔ پاسپ لائن دی گئی قلعہ عبداللہ کو۔ یہ بیٹھا ہوا ہے زمرک خان۔ اتنی پاسپ لائن دی گئی کہ آپ کوئی سے نکلیں واپس خضدار، کراچی جائیں۔ کراچی سے واپس کسھر گھو متھے گھامتے واپس کوئی پہنچی تو پھر بھی وہ جڑی پاپ لائن ایک پھر بھی پاسپ لائن نج رہی تھی اتنی لاکھوں اسکو ازفٹ انہوں نے دی ہیں۔ پانی کی نیلی ٹینکیاں آج بھی فٹ پاٹھوں پر پڑی ہوئی ہیں۔ اور ہمیں کیا ملا وہ مجھے بھی پتہ ہے زمرک خان کو پتہ ہے اور میرے پرانے جو بے یو آئی کے ساتھی تھے ان کو بھی پتہ ہے۔ تو آج، ایک تخلیق دیوبندی کوتین سوڈیمزردے دیے اسی مرکز نے۔ یہاں پر نواز شریف بیٹھتا تھا، یہاں پر خان محمود خان صاحب بیٹھتے تھے، یہاں پر جو ہے ناں حاصل بزنخو صاحب بیٹھتے تھے، پورا پاکستان ہل رہا تھا۔ پورا بلوچستان کی تقدیر کے فیصلے میں آدمی کر رہے تھے آج شکر الحمد للہ میں انکو چیلنج کرتا ہوں کہ ان سے بھی مشورے لیئے گئے۔ کل بجٹ پیش ہوا قدوس بزنخو میرا دوست ہے۔ چھٹا بجٹ، ہی ایم صاحب سن لیں، اسی سی ایم ہاؤس میں میں قیدی تھا۔ اس نے اتنی مہربانی کی مجھے اجازت دی، مجھ سے پہلے نیشنل پارٹی کا ساتھی تھا وہ آتا، جاتا تھا۔ مجھے، میں گیا، میں اس بیورو کریٹ کا نام نہیں لینا چاہتا ہوں۔ میں ایکسی میں گیا ایکسی سے مجھے ریفر کیا گیا کہ چلے جائیں آپ آفس میں جو بلاک ہے ایڈمن بلاک ہے۔ میں نے کہا کہ کیمرے مجھے پکڑیں گے۔ تو میں گاڑی میں بیٹھ گیا میں نے اپنا میرا کزن بھی ہے میرا، میرا پی ایس ہے، اس کو میں نے بھیجا کہ فلاں آدمی کو بولو میں نے کہا کہ فلاں آدمی کو بولو کہ مہربانی کر کے تو۔ literally اس نے کہا کہ ”میں نے آتا ہوں میں شکل نہیں دیکھنا چاہتا ہوں“۔ چھوٹا سا بیورو کریٹ تھا وہ بڑا بیورو کریٹ نہیں تھا کہ وہ اس caliber کا ہوتا کہ وہ جو ہے ناں ملاقات اُس کو ظاہم لے کے۔ تین دفعہ میں اُترنے لگا اُنہوں نے کہا چھوڑ دو یار۔ نہیں ملننا چاہتا ہے تو ادھر بھی بے عزتی والی بات ہے۔ میں اس بیورو کریٹ، شاید ادھر موجود بھی ہو، اس سے ملے بغیر میں آ گیا۔ آج سی ایم ہاؤس کے دروازے چپڑا سیوں کے لئے بھی کھلے ہیں۔ کون سا اپوزیشن کا بندہ ہے کہ وہاں پر، یوں کر کے جو ہے ناں سی ایم صاحب کے دروازے کے اندر نہیں جاتا ہے۔ سی ایم ایک بد دعا ہے۔ اگر سی ایم چاہے ناں سر کو لکرائے کالے دروازے سے اندر نہیں جاسکتا ہے۔ چاہے وہ ٹریزٹری پیپر کا ہے چاہے اپوزیشن پیپر کا ہے۔ لیکن آج اُس کے کمرے میں آپ جا کے دیکھیں کون سا اپوزیشن کا ساتھی، سینٹر، ایم این اے، نوٹ ایتمل کون وہاں پر موجود نہیں ہوتا ہے۔ اُس کو کیا respect نہیں مل رہی ہے پھر بھی کہتے ہیں کہ جی یہ ہے۔ نہ کریں ناں جی۔ یہ چیزیں تاریخ بتائے گی۔ اب میں بجٹ کی طرف

آتا ہوں جناب اپسیکر صاحب۔ یہ تو میرا ابتدائی تھا، شروعات تھی۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: تھوڑا مختصر کر دیں سردار صاحب کافی ارائیں رہتے ہیں تاکہ وہ بھی بات کریں۔

وزیر خوارک: وہ سب مجھے اپنا ٹائم دے رہے ہیں۔ میر یٹھان خان سلیمان خیل نے بھی اپنا ٹائم مجھے دے دیا ہے۔ جناب اپسیکر صاحب! چار سو انیس ارب کا بجٹ، 47 بلین کا deficit۔ اب میں 13 تک نہیں جاتا ہوں اب میں 18 تک جاتا ہوں۔ چھٹا بجٹ 18 میں دیا گیا 88 بلین ڈولپمنٹ۔ شکر الحمد للہ، ہم نے دیا ہے 108 بلین ڈولپمنٹ۔ اُس وقت deficit تھا 63%۔ 88 میں۔ ہم 108 دے رہے ہیں 47 وہ بھی ہم cover کریں گے انشاء اللہ ہم ثبوت کریں گے۔ اب آپ سیکر وائز آ جائیں ہیلٹھ، billions of rupees ہیلٹھ میں رکھے گئے ہیں۔ BHUs سے لے کر ڈاکٹروں سے لے کر بچوں تک، میں نے چار دن پہلے جناب اپسیکر صاحب آپ کے حلقة کا حوالہ دیا، موئی خیل، بارکھان، کوہلو جو ہمارے علاقے ہیں، ہم ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر کا تصویر نہیں کر سکتے ہیں آج شکر الحمد للہ میرے backward فائدے وہ MoU sign کیا ہے کہ پاکستان کے ٹاپ کے ڈاکٹرز آپ کے doorsteps پر ہوں گے۔

اس سے زیادہ آپ کیا مانگتے ہیں۔ بارکھان کے دُورافتادہ ضلع میں، کراچی کے جو اسپیشلیٹ ہیں، وہ online ہوں گے ایک نس دیکھ رہی ہوگی اور میڈیسین وہاں سے ریکومنڈ ہو کے انجکشن وہاں سے فرست ایڈ وہاں سے آ رہی ہوگی۔ یہ تو ہم نے کبھی تصویر نہیں کیا ہے یہ کریڈٹ میرے قائد کو جاتا ہے اس حکومت کو یہ کریڈٹ جاتا ہے۔ اسی طریقے سے ٹرامسینٹر ہے۔ اسی طریقے سے جو آپ کے hub ہیں، میں ہائی ویز ہیں اُن پر ایکسٹرن ہوتے تھے۔ خون بہتا تھا لوگ مر جاتے تھے۔ اس حکومت کو کریڈٹ جاتا ہے کہ پندرہ کلو میٹر پر فی سینٹر بنائے جا رہے ہیں جہاں پر آپ کے والریس سسٹم آپ کے ڈاکٹرز آپ کی ایم بی لینس آپ کا بلڈ بینک ہر چیز موجود ہوگی فوری طور پر اُس کو فرست ایڈ دی جائے گی بغیر کسی کاست کے نزدیک ترین جو ہسپتال ہو گا وہاں پہنچ جائے گا۔ اس سے زیادہ کیا آپ مانگتے ہیں۔ ہیلٹھ اور ایجوکیشن کی ایم جنسی نیشل پارٹی میں قوم پرست نہیں کہتا ہوں بہت سارے قوم پرست ہیں میں بھی قوم پرست ہوں۔ نیشل پارٹی، پشتوخواہی عوامی پارٹی۔ یہ ہم ہیلٹھ اور ایجوکیشن میں ایم جنسی پر اور ہم نے جو ہے ناں اور 26% سے 13%۔ اچھا جناب! میں آپ کو ایک مزے دار مثال دوں میرا جو پرانا ڈسٹرکٹ تھا لورالائی کا، ایک ڈاکٹر صاحب لگا۔ fake-documents اُسکے افغانستان کے تھے۔ اچھا! بد قسمی دیکھیں کہ اُس ڈاکٹر کا جو ایڈر لیس تھا میزان چوک پر وہ اخباروں لے کوئے نہیں ہیں جو ابھی گرا دیئے مارکیٹ گرا دی گئی ابھی گوشت مارکیٹ۔ کھوکھے کا ایڈر لیس تھا اُس کا گھر نہیں تھا اُدھر۔

اُنیں گریڈ میں اُس کو۔ میں نے یہاں پڑھایا اس گیلری میں مجھے اُس نے کپڑ لیا کہتا ہے یار! میرے آدمی کا میرے فلاںے بھائی کو، مامے کو، چاپے کو۔ ان کی ایمی ٹھنڈی یہ تھی۔ آج الحمد للہ اور الائی جس جگہ پر سر جری ہو رہی ہے۔ آپ کے موٹا خیل میں سر جری ہو رہی ہے سبی میں سر جری۔ اور انکے جو آپ یعنی تھیڑ ہیں وہ فعال ہو گئے ہیں۔ قلات، خالق آباد، والبندین، بارکھان کہاں پر نہیں ہیں۔ یہ ہوتی ہے تبدیلی جناب۔ اس کو کہتے ہیں تبدیلی۔ زبانی نہیں۔ خالی باتوں سے جو ہے نا۔ وہ باتوں کی باتیں اور وہ پیسوں کے موٹ ہوتے ہیں۔ ہم پیسوں والے موٹ لارہے ہیں ان کی باتیں تھیں۔ یہ ہیلتھ کا ہے۔ ایجوکیشن میں آئیں۔ کون سا ایجوکیشن کا گلکشہ سے لے کر کا جز تک یونیورسٹیوں تک۔ اب میں آپ کو چھوٹا سا مثال دوں میرا ایک چھوٹا سا ضلع ہے میں شکر گزار ہوں میرے قائد کا میں شکر گزار ہوں میرا ہیلتھ کا ایجوکیشن کا اوپر والا حصہ ہے ہائے ایجوکیشن کا، صبور صاحب کا۔ رکھنی جیسی جگہ پر یونیورسٹی کا سب کیمپس۔ پولیٹک میرے دوست بیٹھے ہیں محمد خان اہٹری صاحب۔ ہائے ایجوکیشن، ہائے اسکول کا رکھنی میں جو سینٹر پوائنٹ ہے، BHU کو RHC کو، یہ میرے ایک پسمندہ ترین ضلع کے ساتھ ہے۔ آپ کو بئٹہ کو دیکھیں۔ جو جدید، کل میں بات کر رہا تھا میرا ایک مریض کیس کا آیا تھا میں نے اُس کو سینارہ بیتال میں بھیجا تھا اُس نے کہا کہ جی آپ کو مبارکباد کہ آپ کے قائد نے ایک مشین لی ہے اُس کا نام لے رہا تھا میں ٹیکنیکل بندہ نہیں ہوں کروڑوں روپے میں میرے خیال میں ایک ارب کی ہے یا اسی کروڑ کی مشین ہے سینارہ میں وہ آرہی ہے جو آپ مریض جو بھی کیس کا ہو گا اُس کی جس رگ میں وہ spread کیا ہو گا وہ بتائے گی۔ یہ سینارہ میں لوگ جو ہے نا۔ آپ کا بھی واسطہ پڑا ہو گا میرا بھی کہ وہاں پر پانی کا گلاس نہیں ملتا تھا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار صاحب! تھوڑا سا مختصر کرو دیں۔ کیونکہ کافی اراکین رہتے ہیں وہ بولیں گے۔
وزیر خوارک: شکر یہ تو ہیلتھ میں یہ ہے۔ آج سپورٹس اسٹیڈیم اسپورٹس کمپلیکس، ہر ضلع میں بن رہا ہے۔ ہر گھر میں دیں گے انشاء اللہ آپ پچپ کر کے بیٹھ جائیں پانچ سال ہمیں گزارنے دو آپ لوگوں کو تو کوئی اپنے دروازے پر نہیں چھوڑے گا انشاء اللہ۔۔۔ (مداخلت) تھوڑا سا ہمیں کام کرنے دو آپ ہمارے کام سے ڈر رہے ہیں۔ تو یہ جو تبدیلیاں آ رہی ہیں۔ میں ایماناً، میری زندگی ان ایوانوں میں گزر گئی۔ میرے تایا۔ سچ بولوں گا سچ کے سو نہیں بولوں گا۔ میں سچ بولوں گا پچپ کر سنتے جائیں۔۔۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی اسپیکر: اختر حسین لانگو صاحب! اس کے بعد پھر آپ کی اپتیج آ رہی ہے پھر وہ کریں گے۔
وزیر خوارک: جناب اسپیکر صاحب! اختر لانگو صاحب نے کہا کہ سچ بولوں میں سچ بولتا ہوں پھر یہ سچ میں

نہیں بولے گا۔ مائیڈ تو نہیں کرو گے بولوں؟۔ کل سردار اختر میرے ساتھ اپوزیشن کا ساتھی تھا۔ جمل، سردار اختر دو وہ تھمیں، فضل آغا نے میری آب قبضہ کی ہے۔ اس سیٹ پر میں تھا۔ وہ ابھی مبارکباد بھی دینے لگا ہوں نا۔ یہاں پر ہم اپوزیشن میں تھے سردار اختر کا ایک مقام ہے۔ وہ ایک قد آور شخصیت ہیں۔ کل، یہ ٹوئیٹ پر آج آپ سب بول رہے تھے نا۔ اختر حسین! آپ مجھ سے تج بُلوار ہے ہو آپ اللہ کو حاضر و ناظر کر کے کہو اُس نے سرفراز کے ساتھ جو یہ ٹوئیٹ پر ایک دوسرے کے ساتھ بات کی کیا اسکو زیب دیتی تھی۔ آپ پر میں انصاف چھوڑتا ہوں آپ پر تج چھوڑتا ہوں۔ جوماں بہن تک پہنچے، اُس ٹوئیٹ پر۔۔۔ (مداخلت) ہاں اسی نے شروع کیا سردار اختر اور سرفراز میں زمین آسمان کا فرق ہے۔۔۔ (مداخلت) اختر سُوناں تج سُو۔ سُو، سُو، اب سُو تج سُوناں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار۔ وزیر خوراک: بحث پر، اُس نے بھی کہا بحث پر یار۔ میں اس میں کوئی غیر پارلیمانی نہیں۔ انہوں نے قومی اسمبلی کہا تقریر میں، کہتا ہے کہ ایک بندہ گیا کسی لوہار کے پاس۔ اُس نے کہا کہ میرے گھوڑے کو نال لگا دو وہ نہیں ہے اُس کے جوتے ہیں لو ہے والے۔ تو وہ اُس کو لگا رہا تھا ایک مینڈ ک گیا اُس نے کہا مجھے بھی جو ہے نال نال لگا دو۔ تو وہ لوہار نے جب دیانا وہ، وہ مینڈ کی اوقات ہو گئی نال۔ یہ سردار آخر نے کہا میں نے نہیں کہا۔ تو میں اُس کو endorese کر رہا ہوں اور سمجھنے والے سمجھ رہے ہیں نال۔ نہیں میں، دیکھیں میں نے اُس کے، ان کے قائد ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار صاحب! آپ کا ٹائم پورا ہو گیا ہے سردار صاحب۔ اور ارکین کو موقع دیں تاکہ وہ بھی بات کر سکیں۔

وزیر خوراک: sir دو چیزوں پر اس بلوچستان کی پسماندگی کس چیز پر ہے۔ انفاراسٹر کچھ دیں اُن کو روزگار کے موقع دیں۔ ترقی دیں۔ باقی روزی رسان رازق وہ ہے اُپر والا ہے۔ وہ ہر انسان کو اُس نے خود بیڑہ اٹھایا

ہے وہ رزق دیتا ہے۔ جناب اپسیکر صاحب! یہ بجٹ ایک خواب ہے خواب۔ اور وہ تعبیر میں جا رہا ہے۔ پچیس، چھیس ہزار روزگار کے موقع ہم اس سال میں لوگوں کو روزگار دیں گے۔ اسی سال میں، انشاء اللہ چند مہینوں میں۔ پچیس ہزار کا مطلب ہے کہ لاکھوں میں، جناب اپسیکر صاحب! ایک کے پاس نوکری ہوتی ہے آپ بھی پسمندہ علاقے سے ہو، تو اس کا پورا مہینہ چلتا ہے اُس کے اگر بیس بھی گھر کے ہیں ناں وہ دو کاندار اسکو ادھار دے دیتا ہے کہ پہلی تاریخ کو اسکو تختواہ ملے گی۔ تو پچیس ہزار گھر انوں کو ہم انشاء اللہ یہ حکومت، یہ میرا قائد، یہ کابینہ، یہ دوست، یہ روزگار دیں گے۔ تو انقلاب ہے یا نہیں ہے؟۔ ڈولپمنٹ کے حوالے سے major-roads، ہبتال، کالج، اسکول، کمپلیکس کہاں پہنچ بیٹھ رہے ہیں۔ اب ڈیمز۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: سردار صاحب! مختصر کر دیں مہربانی کر کے۔

وزیر خوراک: ڈیمز، ہر ہر حلقت میں انشاء اللہ ڈیمز کے لیئے پیسے رکھے گئے ہیں سینکڑوں میں ڈیم ہیں، ہر حلقت کو ڈیم ملے گا انشاء اللہ۔ اگر آپ لوگوں کے حقوقوں نوہیں ملامیں اپنے حلقات کا آپ لوگوں کو دوں گا۔ چاہئے ناں آپ کو؟۔ دیں گے ہم۔ یہ فلور آف دی ہاؤس میں ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم دیں گے آپ کو۔ دیکھیں negative event بنو احمد نواز بات سن لو۔ میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ اگر آپ کو چاہئے ہوں گے آپ کو دیں گے آپ کے حلقات کو دیں گے۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: سردار کھیڑ ان صاحب! لب آپ کا نام ختم ہو گیا order in the House۔ ہے مہربانی کریں۔

وزیر خوراک: جناب پلیز پائچ منٹ دیں ناں؟۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: آپ کا ختم ہو گیا ہے ٹائم۔

وزیر خوراک: میرا وہ نیچے میں کاٹ دیتے ہیں وہ ختم ہو جاتا ہے میں پھر نئے سرے سے شروع ہوتا ہوں۔ اچھا یا a fair وارٹسپلایاں عذاب بنی ہوئی تھیں لوگوں کے لئے اس حکومت کو کریڈٹ جاتا ہے کہ ہم انشاء اللہ انشاء اللہ پائچ سال تو بہت ہیں، تین سال میں بلوچستان کے ہر ہیڈ کوارٹر کو سپلائی سول سسٹم میں شفت کر دیں گے انشاء اللہ۔ یہ کیسکو کا کوئی محتاج نہیں رہے گا انشاء اللہ کوئی محتاج نہیں رہیگا، یہ واپڈا کا کوئی محتاج نہیں رہے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم گھروں کو روشن کریں گے۔ اس سال سے ہم شروع کر رہے ہیں سول سسٹم، فیبلی کیلئے گھروں کیلئے بھی روشن ہونگے انشاء اللہ۔ ہم بلوچستان کا سوچ رہے ہیں جناب ہماری سوچ اتنی نہیں ہے ہمارا اتنا بڑا دل

ہے۔۔۔ (مدخلت)۔ آپ وادا کرتے جاؤ میں آپ کو بتاتا جاتا ہوں نا۔ قانون سازی۔ قانون سازی ہم نے وہ کر کے دکھائی جو آپ کو بچھلے سو سال میں بھی نہیں ملا تھا۔ ہمارے پرداوا کے قانون تھے۔ آپ تھوڑا سنو۔۔۔ (مدخلت)۔ دیکھیں بی آرے BRA بلوچستان روینو اخراجی بنی۔ ہم نے بنائی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: لاگو صاحب! آپ خراب نہیں کریں نا۔

وزیر خوارک: ہم نے بلوچستان فودا اخراجی بنائی۔ زہر نیچ رہے تھے دو کانوں میں۔ کارخانے زہر پیدا کر رہے تھے۔ آج بلوچستان فودا اخراجی بنی ہے۔ انشاء اللہ آگے اُس کے نتائج دیکھیں۔ آج سے نتائج آپ کے سامنے ہیں۔ ماں زاید منزرا کوئی قانون نہیں تھا۔ یہ کریڈٹ دیکھیں۔ ہے تو اس گورنمنٹ کی طرف سے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ ہم کو جو ہے نا، ہی ایم کی شکل میں ایک جدید ترین کمپیوٹر ملا ہے۔ حقیقت ہے، جہاں پر ہماری سوچ ہوتی ہے، اُسکے بُن پہلے on ہو چکے ہوتے ہیں۔ میں ایمانا کہہ رہا ہوں۔ میں منہ خوری کروں مجھے خدا بھی نہیں بخشے۔ آغا صاحب! سنو! نا، میری جان، میری جگہ۔ ہم جو سوچتے ہیں وہ اُس کے کمپیوٹر میں لیپ ٹاپ میں تین تین جگہ، یہ موبائل پر ٹک ٹک لیپ ٹاپ پر ٹک ٹک اور کاپینہ۔ وہ اُس کے لیپ ٹاپ میں already ہو چکا ہوتا ہے۔ ماں زاید منزل کے قانون بن گئے۔ اچھا! مزے کی بات بتاؤں، سرینا ہو ٹول جو آپ کے پورے بلوچستان کا واحد star 4 یا star 5 یا star 10 ہو ٹل ہے۔ وہ ٹکل دے رہا تھا per bed 4 روپے۔ آج ہم قانون سازی کر کے = میرے جو اس وقت h طاف آگیا۔ اُس کا بھی قبلہ درست ہو گیا ہے یہ جو آفیشل گلری بیٹھی ہوئی ہیں نا۔ یہ بھی full کام کر رہے ہیں ابھی۔ دل خوش ہوتا ہے۔ زاہد سعیم، صبور کا کڑا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کیھڑاں صاحب! آپ اس طرح نام نہیں لے سکتے ہیں بس آپ تھوڑا اختصر کر دیں۔

وزیر خوارک: sorry۔ سیکرٹری ایجوکیشن، سیکرٹری فناں، سیکرٹری ماں ز۔ بُن ادھر سے چل رہے تھے۔ انہوں نے کتابوں کی شکل میں۔ وہ قانون جو سو سال پہلے تھے وہ تبدیل ہو گئے۔ آج آپ کی اسی بلوچستان کی۔ انشاء اللہ دو یا تین سال کے بعد ہم خود فیل ہو کے دکھائیں گے آپ کو۔ کہ صوبے میں اتنا کچھ ہے۔ اچھا مزے کی بات تھی۔ کہ چیف منسٹر صاحب وہاں annexy میں سویا ہوتا تھا۔ ابھی میں نام کسی کا نہیں لوں گا۔ ”کہ جی وہ فلاں بجٹ بنادو۔“ بجٹ بن جاتا تھا۔ آج اللہ کی مہربانی ہے کہ annexy دالے نے یہ بجٹ بنایا ہے، بلا تفریق بنایا ہے، بلا کسی رنگ نسل بنایا ہے ہر صوبے کی ہر جگہ کی ضرورت کے مطابق یہ بجٹ بنایا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار صاحب! نائم آپ کا ختم ہو گیا۔

وزیر خوراک: بس جی بس تقریباً ختم۔ تواب تھوڑی سی گزارش۔ آغا صاحب! ہم آپ کے تو خدمت گار ہیں۔ آج اس بلوچستان کی زمین کو تحفظ کیا جا رہا ہے ہم نے قانون سازی کی میرے قائد نے کیا ہے۔ ہم لائے ہیں۔ ایک ایک انج کو تحفظ دیا ہے۔ میرا ایک دوست بیٹھا ہوا ہے باقی تو اللہ کا شکر ہے کوئی بھی نہیں ہے۔ نہ نیشنل پارٹی کی نمائندگی ہے نہ پشتو خوا میپ کی نمائندگی ہے ایک ہے پتہ نہیں کہاں ہے، شکر ہے آگیا۔ کوئی نہیں کی میں مثال دیتا ہوں جناب اپیکر! رندوں کیلئے ایک شراب خانہ تھا جو شفت ہو گیا یہاں سے حب۔۔۔ (مداخلت) صبر کریں۔ ”سب رند ہیں یہاں پر۔ اور سب کا ساتھ امام ہے۔“ جام بھی ہے یہ جام۔ تو وہ اُس کی مشینی وہاں پر شفت ہو گئی۔ ایک قوم پرست۔ میں کسی کا نام نہیں لیتا ہوں وہ قبضہ ہے۔ سرکار کی زمین۔ (مداخلت) میں نے کسی کا نام نہیں لیا ہے۔ کیوں آپ پریشان ہو رہے ہو۔ آپ لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے کیا؟

جناب ڈپٹی اپیکر: زیرے صاحب! آپ ان کو بات کرنے دو۔

وزیر خوراک: میں نے کسی کا نام لیا ہے، چور کے داڑھی میں تکہ۔۔۔ (مداخلت)۔ آپ مفت میں چیخ رہے ہو۔ میں نے کسی کا نام لیا ہے؟۔ فلور میرے پاس ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ بھائی میں نے کسی کا نام لیا ہے؟۔ آپ کیوں پریشان ہو رہے ہو۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ جناب اپیکر صاحب! اگر میں نے کسی کا نام لیا ہے تو آپ حذف کر دو۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب ڈپٹی اپیکر: زیرے صاحب! ان کو پہلے بات کرنے دیں پھر آپ بات کریں۔ نہیں آپ نے کسی کا نام نہیں لیا سردار صاحب۔۔۔ (مداخلت) سردار صاحب! آپ کی اپسیچ بجٹ سے ہٹ کر ہے۔۔۔ (مداخلت)

وزیر خوراک: اس زمین کی تحفظ کی بات کر رہے ہیں۔ ذخیر خانہ گیا۔ چوکی گئی۔ مسجد توبہ کا پلاٹ گیا۔ (مداخلت) آپ صبر تو کریں۔۔۔ (مداخلت) جناب اپیکر صاحب! ہم روپیں رہے ہیں۔ ہمارے احترام ہیں۔ ہم خالی کرائیں گے۔ ہم ذمہ داری سے کہ رہے ہیں۔ جب تم نے گوادر کا تحفظ کیا ہے۔ جب ہم نے کوٹل ایریا کا تحفظ کیا ہے۔ ہم کوئی نہیں گے۔ ہم کوئی زمین کے بھی تحفظ کریں گے۔ ہم اس کے ایک ایک انج کا تحفظ کریں گے۔ میں نے ایک مثال دی ہے۔ اپیکر صاحب میں نے کسی کا نام لیا ہے۔ میں مذکور کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اپیکر: سردار صاحب! بہت لمبا ہو گیا ہے آپ کا اپسیچ۔ آپ لوگوں کو بھی موقع دیں گے پھر آپ اپنی بات کریں اختر حسین لانگو صاحب!

وزیر خوراک: گوادر کی زمینوں کا کیا ہم نے انکو ائمہ کرائیں؟۔ چیف منٹر صاحب سن رہے ہو، وہ کہہ

رہے ہیں ”کر کرائیں“۔

سید احسان شاہ: جناب اپیکر! سردار صاحب نے جو کہا۔ مجھے باقی چیزوں کا نہیں پتہ۔ لیکن جو تو بہروڑ کا بتایا۔ اُس کو میں اُس کیس کو جانتا ہوں کہ سردار کی بات صحیح ہے۔ وہاں میرے رشنہ دار رہتے تھے اُس پلات کے اندر۔ اُن کورات کو دھمکی دی گئی۔ انکو وہاں سے نکلا گیا۔ آج کل وہ شہباز ٹاؤن میں ہے۔ میں اسلئے۔ اچھا راتوں رات وہاں پر جناب! دوسرا دن پلازہ بننا شروع ہو گیا۔ میں باقی چیزوں کو نہیں جانتا۔

جناب ڈپٹی اپیکر: اگر آپ لوگوں میں کسی کے لگلے خراب ہیں، اجازت ہے، پانی پی لیں۔۔۔ جی۔

وزیر خوراک: جناب اپیکر! ابھی کی تازہ خبر۔ ابھی ابھی WhatsApp کی تازہ خبر۔ میں پھر کسی کا نام نہیں لیتا ہوں، آپ WhatsApp کھولے۔ غیر قانونی قبضے میں ایک پارٹی کا ایم این اے یا سیٹر ہے، اُسکا بھائی اور اُس کا جو سہولت کارتھے۔ ابھی ابھی گرفتار ہوئے ہیں، NAB نے اُنھا لیئے۔ ابھی نام لوں نصر اللہ؟ قہار و دان کا بھائی پکڑا گیا۔ اُس کے سہولت کا رکپڑے گئے۔ ابھی NAB اُنھا کے لے گئی ہے۔

جناب ڈپٹی اپیکر: سردار صاحب! ابھی ختم کریں۔

وزیر خوراک: میں نے گزارش کی کہ ایک ایک انج کا۔ دیکھیں۔ میں بتا رہا ہوں۔ جناب اپیکر! یہ تو آج NAB کی تازہ خبر ہے۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب ڈپٹی اپیکر: لانگو صاحب! مہربانی کر کے۔ سردار صاحب!

وزیر خوراک: جناب اپیکر صاحب! مبارکباد کس چیز کی؟ دیکھیں! بجٹ جب پیش ہوتا ہے۔ مثال ہے اس حکومت نے بجٹ پیش کیا ہے میں اگر اس حکومت کو ووٹ دوں گا تو میں فلور کراسنگ نہیں کرتا ہوں ناں؟۔ اگر اس بجٹ کو میں ووٹ نہیں دوں گا تو فلور کراسنگ میں میری مجرش پخت ہو جاتی ہے۔ تو آج میں سردار اختر کی پارٹی کو خوش آمدید کہتا ہوں کہ مرکز میں ہماری حکومت ہے۔ پیٹی آئی اور ہم ساتھ ساتھ ہیں۔ ہم ایک ہیں آج وہ ہماری کشتی میں سوار ہو کے ہمیں ووٹ دے رہے ہیں۔ ہم خوش آمدید کہتے ہیں مبارکباد ان کو پیش کرتے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ ہم سردار اختر سے دست بستہ گزارش کرتے ہیں کہ وہی حکومت یہاں بھی ہے، ہم انکو خوش آمدید کہتے ہیں کہ وہاڑے پاس آ جائیں۔ اچھا دوسرا۔۔۔ (مداخلت) کھلے دل سے حکومت آپ بنائیں آپ چیف منسٹر بنیں ہم آپ کے پیچھے ہیں۔ ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ دوسرا مبارکباد جس سیٹ پر آغا صاحب بیٹھا ہے۔ اور ملک صاحب بیٹھا ہے۔ وہ میری پارٹی تھی۔ میں وہاں پر پانچ سال خدا کے عذاب گزار کے میں ادھر پہنچ گیا۔ یہ تیسری سیٹ پر ثناء کے ساتھ ہمارا یہ دوست بیٹھا تھا تو میں اُس وقت ایم اے

تحتی۔ اب جے یو آئی (ف)۔ ہے میں مبارکباد دیتا ہوں ایال کو کہ انکامرکن میں اتحاد ٹوٹ گیا۔ پانچ سال ایم ایم اے تھی، جے یو آئی کا اتحاد ٹوٹ گیا خوش آمدید۔۔۔ (داخلت)۔ آپ قبول کریں۔ آپ مبارکباد قول کر رہے ہیں دونوں پارٹیاں؟۔۔۔ (داخلت) تو خوش آمدید، خوش آمدید آپ وہاں پر بھی دو حصے بن گئے۔ اب باقی تو شکر الحمد للہ، قوم پرستی وغیرہ وغیرہ تو ختم ہو گئے۔ یہ نیشنل پارٹی zero ہو گئی اب ان کا واحد ایک لاشریک ایک بیٹھا ہوا وہ پی کے میپ تھا تو وہ اب آ گیا اسم اللہ وہ ہمارا ساتھی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سردار صاحب۔۔۔ (داخلت) حاجی طور اتنا خیل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ سردار صاحب! آپ کی اپیچخ ختم ہو گئی۔ زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں۔۔۔ (داخلت۔شور) آپ بیٹھو تو صحیح۔ آپ مجھے سُن لو۔ آپ بیٹھو تو صحیح مجھے سُن لو۔ اسپیکر صاحب زبان ہے کہ میں طور کی جگہ پر بھی ایک گھنٹہ میں چوٹگی کا کمرہ خالی کر دوں گا اگر یہ میرے گھر کے ساتھ وہ شراب خانہ خالی کر دیں اربوں کی زمین ہے پانچ روپے فٹ، ابھی اُس نے خود چھیڑا ہے۔ پانچ روپے فٹ کے حساب سے انہوں نے لی ہوئی ہے۔ میں اُس پر بیس بیس ہزار روپے فٹ دینے کے لئے تیار ہوں done ابھی میری زبان ہے۔ میں استعفی لکھ کر کے دیتا ہوں۔ میں ہزار روپے میں میں لینے کے لئے تیار ہوں جو انہوں نے پانچ روپے میں لیا ہوا ہے۔ ڈیڑھ سو روپے میں طوبی والا لیا ہوا ہے میں اُس پر پچاس ہزار روپے میں لینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سردار صاحب۔

وزیر خوارک: مہربانی بہت بہت شکریہ۔ ایک منٹ۔ میں ساتھیوں کا مشکور ہوں۔ اور بولوں کیا؟۔۔۔ ارے بھائی میں نے تو چھ سال میں مجھے اگر ساتھ کروڑیا ایک ارب کی اسکیمیں ملی ہیں آپ بھی میری طرح محروم تھے۔ آپ کی پارٹی، یہاں پر یہ سردار اختر تھا، ہم نے کس طریقے سے ان کا مقابلہ کیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سردار صاحب۔

وزیر خوارک: بہت بہت شکریہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ آغا صاحب ختم ایک منٹ۔ میں اتنا عوام دوست میرا ایمان ہے میں ایماناً کہتا ہوں میں باوضو کھڑا ہو۔ کہ ایسا بجٹ میرا کتنے tenure گزرے گیا رہ دفعہ یہاں بلوچستان میں آسمبلی بنی ہیں اس میں تین نکال کے آٹھ دفعہ ہم بننے ہیں۔ میں، میرا ولد، میرا تایا باقی۔ مجھے ناہل کیا گیا میری wife آئی، میں حلفاً کہتا ہوں کہ ایسا بجٹ میں نے خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ میں اس پر اپنے قائد جام صاحب سے دل سے مبارکباد، بارکھان کی عوام کی طرف سے مبارکباد۔ میں انکا شکریہ آدا کرتا ہوں رکنی میرا ایک چھوٹا سا جگہ ہے جو آپ بھی گزرتے ہیں cross education ہے۔

city میں ان سے گزارش کروزگا کہ اُس کو میں پسیے نہیں لیتا ہوں آپ جب بھی دیں گے اُس کو اُس میں موی خیل، دُکی، لورالائی، بارکھان، کولو، فورٹ منرو اور ڈیرہ گنٹی، بیکٹو یہ تمام کا junction ہے۔ education city declare کر دیں۔ اُس میں انہوں نے مہربانی کی ہے تین چار چیزیں مجھے دے دئے ہیں، باقی جیسے جیسے کر کے ان کا آتا جائے۔ وہ پورے چھ، آٹھ و سٹرکٹ کا ہر لحاظ سے گڑھ ہے۔ مبارکباد پیش کرتا ہوں اپنے قائد کو، میں یہ تو میرا یہ میرے ہاتھ میں پلا برٹھا ہے اتنا تھا ہم اس کو گاڑی میں بہاولپور پہنچاتے تھے، یہ جو بیٹھا ہوا ہے۔ Finance Minister اس کا جو بڑے تھے ایوب، میرا بھائی، اسلام تو میری جان۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سردار صاحب۔

وزیر خوارک: بس ختم کر رہا ہو Sir۔ میں اس کو اس چھوٹو کو مبارکباد دیتا ہوں میں نورالحق جس سے دنیا بیزار ہوتی ہے اتنا خوبصورت بجٹ بنایا ہے اُس کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میرے علاقے کا عبدالرحمن ACS بیٹھا ہوا ہے اُس کی اور اُس کی ٹیم کو، خصوصاً M.C کی جو ٹیم کی بیٹھی ہوتی ہے نورالامین سے لے کر میں اس کو Tom-Cruise کہتا ہوں اُس سے لے کر بگٹی تک، عادل بگٹی تک، جتنی محنت، پھر P&D اُس کا staff جو بھی بیٹھا ہوا ہے فناں۔ میں سب کو دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سردار صاحب۔

وزیر خوارک: اور انکو appreciate کرتا ہوں Thank you very much۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ میدم زینت شاہوں۔

محترمہ زینت شاہوں: ہمارے صوبے کے پچھلے بجٹ گزرے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک منٹ۔ میدم ایک منٹ۔

محترمہ زینت شاہوں: آغا صاحب! ایک منٹ۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: میں بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: انہوں نے جو suggestions دی ہیں پندرہ بیس سال سے بلوچستان کے جتنے بھی اراضی پر جہاں قبضے ہوئے، چاہے گوارد ہو چاہیے پشین ہو چاہیے بارکھان ہو چاہیے کوئٹہ ہو۔ جہاں جہاں بھی قبضے ہوئے ہیں extensions ہوئی ہیں اُن سب کو چھڑایا جائے۔ خصوصاً گوارد کے ساتھ، اور ہم کو امید ہے یہ کر کے دکھائیں گے یہ صرف زبانی بتیں ادھرا سمبلی میں نہیں ہوں گی۔ بلوچستان کے عوام کے جو

حقوق ہیں جہاں جہاں پر غصب ہوئی ہیں ان کی تلافی کی جائے۔ بہت شکر یہ۔
جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ۔ حی محترمہ۔

محترمہ زینت شاہوی: جناب اسپیکر! جتنے بھی پہلے کے بجٹ گزرے ہیں، ابھی کے جو اس سال کا جو بجٹ ہے اُس میں ایک اچھی خاصی رقم امن و امان کے لیے رکھی گئی ہے۔ مجھے اس بات پر اعتراض نہیں ہے کہ امن و امان کیلئے اتنی بڑی رقم رکھی جاتی ہے کیونکہ ہمارے صوبے کا Law and Order کی situation صحیح نہیں ہے۔ اور لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب اتنی بڑی رقم رکھی جاتی ہے تو خواتین کی زندگی کا تحفظ کیوں نہیں ہے؟۔ رواں سال میں پہلے کی زیادہ بہت نسبت خواتین کا قتل ہوا ہے۔ Honor Killing کے نام پر 32 خواتین قتل ہوئے ہیں 23 خواتین ایسے قتل ہوئے ہیں۔ 10 خواتین کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اور 12 خواتین زخمی ہوئے ہیں۔ یہ جو واقعات ہوئے ہیں وہ بہت افسوسناک ہیں۔ یہ تو کم figure ہے جو report ہوئے ہیں، بعض ایسے cases ہیں جو report ہی نہیں ہوتے ہیں۔ توزیری داخلہ صاحب پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس قسم کے معاملات کو دیکھیں اور اُنکے لئے سخت اقدامات کریں تاکہ اس قسم کے واقعات رومنانہ ہوں۔ کیونکہ نو شکی میں ایک 16 سال کی بچی جس میں شادی پرانکار کیا تو وہ ماموں اور اس کے بیٹوں کے ہاتھوں قتل ہو گئی۔ لیکن ابھی تک اس کے قاتل گرفتار نہیں ہوئے ہیں۔ اسی طرح اس واقعے کے چند روز بعد کھڈگوچہ میں بی بی فرزانہ نامی لڑکی، 18 سال کی لڑکی جوانی ہی رشتہداروں کے ہاتھوں اغوا ہوئی، بہت حد سے زیادہ اُس لڑکی پر تشدد کیا گیا۔ اور 100 فٹ گہرے کنوئیں میں اُس کو پھینک دیا گیا۔ یہ واقعہ بہت ہی افسوسناک واقعہ ہے۔ اُس کے خاندان پر مصیبت کے پھاڑٹوٹے۔ اور ابھی تک اُس کے قاتل گرفتار نہیں ہیں۔ سنئے میں آرہا ہے کہ وہ قاتل جو ہے قلات میں چھپے ہیں۔ تو میں CM صاحب سے، ضیاء بھائی سے گزارش کرتی ہوں کہ IG صاحب کو آپ order کریں کہ اُنکے قاتلوں کو گرفتار کریں اور قانون کے کٹھبرے میں لائے تاکہ خواتین کی حق تلفی نہ ہو اسی طرح Honor Killing کے نام پر خواتین کو قتل کیا جاتا ہے اصل میں یہ بات نہیں ہے بات ہے وراثت کی۔ وراثت میں خواتین کا حق ہوتا ہے اسی وجہ سے بعض علاقوں میں خواتین کو Honor Killing کے نام پر قتل کیا جاتا ہے۔ تو یہ ایک تو خواتین کو معافی کے میں بھی بے عزت کیا جاتا ہے، یہ ہمارے لیے شرم کا مقام ہے۔ دوسرا انکو جان سے بھی ہاتھ دونا پڑتا ہے۔ تو میں چاہتی ہوں کہ جو نام نہاد جرگوں میں order کیا جاتا ہے خواتین کو قتل کرنے پر، اُس پر پابندی عائد کی جائے۔ تو اس کے لیے ہم نہیں بولتے کہ ہم اپوزیشن ہیں یا گورنمنٹ کے لوگ ہیں اس قسم کی چیزیں صوبے

کی بہتری کے لیے اور خواتین کی حقوق کے لئے ہم سب کو مل کر بیٹھنا ہوگا۔ اور اس کے لیے قانون سازی کرنی ہوگی۔ قانون سازی لانا ہوگا اور قانون کو پاس کرنا اور اس کی implement کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ ہمارے پاکستان کے آئین میں Article-8 سے لے کے 28 تک ہمارے بنیادی حقوق ہیں۔ جیسے کوایک مرد کو حاصل ہیں اُسی طرح ایک خواتین کو بھی حاصل ہیں۔ تو اس کے لئے بہتر قانون سازی کرنے کی ضرورت ہے تا کہ جس طرح ایک مرد کو اُس کے حقوق مل رہے ہیں خواتین کو بھی اُنکے حقوق ملیں اور اُنکی حق تلفی نہ ہو۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ میڈم۔ اصغر خان ترین صاحب۔ جی سیم صاحب۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر مال): Thank you۔ جناب اسپیکر صاحب! سردار صاحب نے بہت اچھی باتیں کی ہیں۔ اصل میں گفتگو تو بجٹ کا تھا لیکن سردار سب کچھ باہر بھی نکل گئے۔ کچھ میرے Department کے حوالے سے انہوں نے بات کی ہے۔ اور یہاں پر ہمارے جو معزز اپوزیشن کے دوست بیٹھے ہوئے ہیں، BNP میں نگل کے۔ یہاں کوئی شہر اور پورے بلوچستان میں خاص خاص جگہ پر زمینوں کو کے حوالے سے بہت بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ ہم مانتے ہیں یہ پچھلے ادوار میں ہوئی۔ اس مرتبہ ہم کافی چیزوں کو ٹھیک کرنے جا رہے ہیں۔ پسندی میں بہت بڑی زمینوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ غلط ان کا settlement ہوا، وہ ہم نے cancel کیا۔ اسی طرح انہوں نے بات کی ہے گواردر کا تو ہم گواردر کا بھی تحقیقات کرنے جا رہے ہیں۔ پھر کل یہ میں سے کم شور نہ مچائے یہ میں آج کیونکہ on the floor انہوں نے یہ کہا کہ گواردر کی زمینوں کی تحقیقات ہوئی چاہیے۔ ہمیں پتہ ہے کہ وہاں پر بہت ساری بے قاعدگیاں ہوئی ہیں وہ بھی ہم ٹھیک کرنے جا رہے ہیں۔ اور کوئی شہر کی جہاں تک بات کی گئی ہے یہاں پر بھی جو سرکار کی زمین ہے وہ قبضہ کی گئی ہے کچھ لوگوں کے پاس، وہ ہم باقاعدہ سلسلہ چل رہا ہے۔ اُس کی تحقیقات ہو رہی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ چاہے جتنے بھی طاقتوں لوگ ہوں میں سمجھتا ہوں سرکار سے کوئی بھی زیادہ طاقت نہیں رکھتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ قبضے بھی ہم بہت جلد ختم کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سیم کھوسہ صاحب۔

وزیر مال: سرکار اپنا کام کر رہی ہے۔ یہ اس طرح نہیں ہے کہ ہم لوگ خاموش بیٹھے ہوئیں ہیں ہم اپنا کام اپنی ذمہ داری کے ساتھ کر رہے ہیں۔ (مدخلت)

میر انضر حسین لانگو: نیشنل پارٹی کی اُن سے request ہے۔ اختر صاحب کی حکومتی تاکہ کل یہ نہ کہیں کہ

جی BNP کا دور اس سے minus تھا اور اس میں گواردر کے ساتھ ساتھ لسیلہ اور پورے بلوجستان کی تحقیقات ہونی چاہیے کہ کن کن محکموں کو، دیکھیں جناب والا! تحقیقات یا inquiry جو ہوگی اگر وہ غیر جانبدار نہیں ہوں گی۔۔۔ (مداخلت)۔ جی چاچا؟ سن لیں میں آپ سے اور کیا مانگ رہا ہوں۔ دیکھیں جناب والا!

جناب ڈپٹی اسپیکر: کھیتراں صاحب! آپ درمیان میں interrupt کرنے کریں۔

میر اختر حسین لاغنو: احتساب کا عمل اگر غیر جانبدار ہوگا تو اس میں سوالات نہیں اٹھیں گے۔ جتنے سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کو گوارد سمت پورے بلوجستان میں جہاں جہاں زمینیں allot ہوئی ہیں اگر ان کو کسی بھی حکومت نے نواز نے کیلئے 50 روپے یا 150 روپے میں ایکڑ الٹ کئے ہیں ان کی بھی تحقیقات ہونی چاہیے۔ جہاں جہاں settlement میں گڑ بڑ ہوئی ہے، انکی بھی تحقیقات ہونی چاہیے اور خصوصاً کوئی شہر کی جو میرے بھائی بات کر رہے ہیں اُس میں بہت سارے تحفظات ہمارے بھی ہیں اُن تمام کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ لیکن۔۔۔ لیکن۔۔۔ لیکن چاچا! اس احتساب کے عمل کو انتقام کا عمل نہیں بنایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ شکریہ۔ دُ مر صاحب آپ موبائل استعمال کر رہے ہیں اسمبلی میں۔ اگلی دفعہ اسکا نوٹس لیا جائیگا۔ اختر حسین لاغنو صاحب! مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ آپ کو میں نے فلور دیا ہے آپ بات کریں۔ کھوسہ صاحب! بس آپ کی بات کمل ہو گئی۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! کھوسہ صاحب بیٹھ جائیں۔

وزیر مال: حکومت کسی کا نہ لے گی نہ حکومت اپنا ایک inch کسی کو دے گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر! بسم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِيم۔ نحمدہ، وصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔ فَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنِ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ میں سب سے پہلے ایک بڑی خاص بات کرنا چاہتا ہوں سردار صاحب نے اسکا ذکر کیا۔ سردار صاحب نے زمینوں کے قبضہ کے حوالے سے بات کی۔ ہمیں 100 فیصد سردار صاحب کی بات سے اتفاق ہے۔ مگر اگر اس پر عمل ہو۔ across the board میں ہمارے علم میں بھی ہے، سرکاری زمینیں قبضہ ہوئی ہیں۔ سرکاری مکانات ابھی تک قبضہ ہوئی ہیں۔ سرکاری کوارٹرز قبضہ ہوئے ہیں اور اس میں بالخصوص ڈسٹرکٹ لپشین کے حوالے سے میں گورنمنٹ کے ساتھ ہوں۔ اور مجھے یہ امید رہے گی انتظار رہے سردار صاحب سے کہ یہ کب شروع کرتے ہیں یہ عمل۔ کس وقت شروع کرتے ہیں یہ قبضہ کا عمل اور دنیا میں بھی یہ سرخ رو ہوں گے انشاء اللہ آخرت میں بھی سرخ رو ہوں گے اگر یہ عمل یہ جوبات کی

اس پر اس عمل پیرا ہوں تو۔ دوسری بات جناب اسپیکر صاحب! بجٹ پر آتے ہیں سب سے پہلے نئے پاکستان کی اگر ہم بات کریں جو آج سے 9 مہینے 10 مہینے پہلے نئے پاکستان کی بات ہو رہی تھی۔ کہ اس ملک کو ہم نیا پاکستان بنائیں گے۔ پاکستان تو ہے لیکن نیا پاکستان بنائیں گے۔ اُس نئے پاکستان میں۔ سردار صاحب بات کرنے دیں سردار صاحب۔ بات کرنے دیں۔ نئے پاکستان کے نام پر عوام سے مینڈیٹ لینا، نئے پاکستان کے نام پر عوام سے ووٹ لینا، اور پاکستان کو نیا پاکستان بنانا اس کا ذرا چھپہ میں ذرا عوام کو دکھادوں ذرا اس House کو بنادوں۔ کہ وفاقی بجٹ ہمارے سامنے پیش کیا گیا یا ایوان میں پیش کیا گیا ہے اُس میں جو بنیادی ضروریات ہیں جس سے ہر شخص کا روزہ باستغیر ہے۔ جس میں پیڑوں، ڈیزیل ہے، چینی ہے، گلی ہے، تمام تر جو اشیاء ہے اُس کے ریٹ میں آج سے ایک سال پہلے اور اب 50% سے 60% تک اضافہ ہوا ہے۔ یہ ہے ہمارا نیا پاکستان۔ دوسرا بھلی تو ہمارے یہاں ہے نہیں بلوچستان میں بالخصوص دیہاتوں میں، بھلی اور گیس کے نزد اتنے ہو گئے ہیں کہ یہ جو وفاقی بجٹ میں 10% یا 15% یا 8% یا 10% کا اضافہ کیا ہے اُس سے دُگنا ان سے نکالا بھی گیا ہے۔ اُس سے دُگنا ان سے چھینا بھی گیا ہے۔ اور دوسرا یہ بجٹ جو عوام کے سامنے پیش کیا گیا ہے یہ نیا پاکستان کے لوگوں نے پیش کیا ہے جو کہتے تھے کہ ہم نیا پاکستان بنائیں گے۔ یہ IMF کا بجٹ ہے جو عوام پر مسلط کیا گیا ہے۔ اور اس میں ہمیں جو فیڈرل سے وفاق سے جو صوبوں کو share ملا ہے مجھے وفاق سے یہ سوال ہے کہ اُس نے بلوچستان کے لیے کیا دیا ہے۔ محض دوسرے لوگوں کے علاوہ کیا دیا ہے۔ آیا کیا وفاقی حکومت نے بجٹ میں بلوچستان کا جو بھلی کا سلسلہ مسئلہ کا جو نوعیت اختیار کر گیا ہے کیا اس کے لیے انہوں نے بلوچستان کے لیے کیا دیا ہے۔ گودار پر بڑے چپکے ہوئے ہیں، ریکوڈر پر تو بڑے چپکے ہوئے ہیں ہماری جو صوبائی گورنمنٹ ہے اُس کو قریب بھی نہیں آنے دیتے ہیں۔ ان چیزوں پر گیس پر چپکے ہوئے ہیں ان پر اُن کا focus ہے بلوچستان سے جتنے بھی income ہے وہ وفاق کو ملے ہیں لیکن وفاق نے ہمیں کیا دیا ہے، ہماری عوام کو کیا دیا ہے۔ اس صوبے کو کیا دیا ہے، ٹھیک ہے گورنمنٹ گئی ہو گی اپنے سطح پر بات کی ہے کچھ نہ کچھ لے کر آئے ہیں۔ لیکن آپ اگر چاروں صوبوں کو دیکھئے یا اُس بجٹ کا آپ مناظرہ کرے تو بلوچستان میں اتنا انہوں نے دیا ہے جتنا آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔ ہماری بھلی کی صورت حال پر وفاق نے کیا کیا ہے، ہماری گیس کے صورتحال پر وفاق نے کیا کیا ہے، کچھ بھی نہیں دیا اور یہ بجٹ IMF کی طرف سے بنایا گیا تھا۔ مزدوروں کے لیے ساڑھے 17 ہزار روپے تجوہ مقرر کی ہے، آج کل آٹا کتنے کا ہے، چینی کتنے کی کتنا رکھی ہے آپ نے اور جو آپ نے رکھے ہیں کیا آپ یہ taxes اتنے وصول ہے، کتنا رکھی ہے آپ نے رکھے ہیں کیا آپ یہ taxes اتنے وصول ہے،

کر پائیں گے۔ اُس کے facts and figures وہ جو ہے ثناء صاحب نے اور نصر اللہ زیرے صاحب نے آپ کو بتا دیے ہیں۔ مطالبہ یہ ہے کہ 10% یا 15% کے تنخواوں میں اضافے سے کچھ بھی نہیں ہونے والا ہے۔ تو وفاتی بجٹ پر میرایہ ہے کہ انہوں نے بلوچستان کو نظر انداز کیا ہے۔ انہوں نے بلوچستان کو آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں حصہ نہیں دیا ہے۔ دیکھئے انہوں نے ہمیں صوبہ سمجھا ہی نہیں ہے، جو ہمارے مشکلات تھے، جو ہماری پریشانی تھی وہ اس بجٹ میں کم سے کم حل نہیں ہوئی ہے۔ دوسرا جناب اسپیکر مختصر میں تین چار شعبوں کی بات کروں گا۔

وزیر خوارک: کھانا لگ گیا ہے اب بھٹھدا ہو رہا ہے یہ بعد میں آپ اپنی speech کریں۔

جناب اصغر خان ترین: نہیں بعد میں نہیں کروں گا، میں اپنی speech complete کروں گا۔ یہ اسپیکر کی مرضی ہے اسپیکر صاحب نے مجھے فلور دیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کھیتر ان صاحب آپ بیٹھ جائیں۔ آپ اپنی speech complete کریں۔

جناب اصغر خان ترین: میں اپنی تقریر مختصر تین، چار points پر بات کروں گا ہمارے سب بھائیوں نے تفصیلی بات کی ہے facts and figures کے ساتھ۔ بلوچستان میں جو ایک تعلق ہے زراعت سے ہمارے عوام کا، باقی صوبوں نے اُن پر اچھا خاص focus کیا ہے، چاہے پنجاب ہو، چاہے سندھ ہو، چاہے KPK ہو، لیکن بدقتی سے بلوچستان گورنمنٹ نے یہ جو بجٹ بنایا ہے اُس میں نہ اس کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ بجٹ میں زراعت کے لیے پیسے کم رکھے گئے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے یعنی اس میں زراعت سے تعلق رکھنے والے جو لوگ ہیں جن کے باغات سے تعلق ہے، زراعت سے تعلق ہے اُنکو سب سیدی دینی چاہیے تھی۔ اُن کے جو ٹیو دیل آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر کہ صرف ہمیں دیہات میں چھے گھنٹے بھلی مہیا ہوتی ہے صرف چھے گھنٹے۔ 24 گھنٹے سے 6 گھنٹے میں بندہ کیا کرے گا مجھے آپ بتائیں، زراعت والے کیا کریں گے مجھے آپ بتائیں، کیا یہ جو ٹیوب دیل کا نظام ہے اسکو solar convert کرنا چاہیے تھا گورنمنٹ کو۔ اگر شامل ہے تو ہم اسے خوش آئند کہتے ہیں اور یہ ہمارے جو ہے نہ اچھا اقدام ہے اُس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ بلوچستان۔ دوسرا جناب اسپیکر صاحب خشک سالی اور سیلا ب جو پچھلے سال سے ہوا ہے اس میں لوگوں کا کافی نقصان ہوا ہے۔ میرا گورنمنٹ سے یہ مطالبہ ہے کہ ان کو compensation دی جائے ان لوگوں کو۔۔۔ (مدخلت) سردار صاحب ادمنٹ ٹھہر جائیں۔ اسپیکر صاحب rules کے مطابق House چلا جائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار صاحب! بیٹھ جائیں۔

جناب اصغر خان ترین: جناب اسپیکر صاحب! جیسے ہم اس topic پر بات کر رہے ہیں جیسے آپ کو معلوم ہے کہ جو ہمارا اعلان تھا ہے ڈسٹرکٹ پیشیں، اگر اس کی میں بات کروں۔ ہمیں پچھلے پانچ، چھ سال سے 10 لاکھ سے زائد درخت سیب کے ہمارے زمینداروں نے کاٹے ہیں۔ ایک تو قحط سامی، خشک سامی، دوسرا یہ بچلی کی نہ ہونے کی صورتحال میں، میں اپنی ایک request اس گورنمنٹ کے سامنے رکھنا چاہوں گا جس کا تعلق عوام سے ہو گا۔ میرا جام صاحب سے اور ان کی گورنمنٹ سے یہ پورزور مطالبہ ہے کہ اپنے اس اسکیوں میں ایک ڈب ہے، ڈب گرد ڈائیٹشنس، اس کی upgradation کے لیے پیسے مختص کی جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے کم سے کم 60% لوگوں کے روزگار کا تعلق ہے۔ کیوں کہ وہاں کے باغات ہیں اگر وہ upgrade ہو جائے گا تو کم سے کم چھ کے بجائے 8 یا 10 گھنٹے بچلی ہو گی اور وہ دفیس کے بجائے تین فیس میں ملے گی۔ میرا جام صاحب سے پورزور مطالبہ ہے کہ ہمیں نہ کوئی یونیورسٹی چاہیے، نہ ہمیں کوئی میٹرو بس چاہیے، اور نہ ہمیں کچھ اور چاہیے۔ میں اپنے بطور ذمہ وار ڈسٹرکٹ پیشیں کے حوالے سے جام صاحب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ جو ڈب کا گرید ڈائیٹشنس ہے اُسکو آپ گرید کیا جائے۔ میں وفاق میں عمر ایواب کے پاس گیا انہوں نے مجھے سے promise کیا، مجھ سے وعدہ کیا کہ میں یہ رکھوں گا مگر بد قسمتی سے جب میں نے PSDP book اٹھا کے دیکھا تو اس میں کچھ بھی نہیں تھا۔ مجھے بڑا رونا آیا مجھے بڑا افسوس ہوا کہ commitment کے بعد اتنا مطلب ذمہ وار شخص میرا عزیز ہے لیکن اس کے باوجود اس نے PSDP میں، میں نے کم سے کم اس کے لیے ڈھائی گھنٹے میٹنگ کی۔ کہ بھائی اگر ہمارا upgradation ملے، پیسے آپ رکھیں گے تو کم سے کم اس میں یہ ہے کہ 60% زراعت سے وابطہ لوگ اس سے مستفید ہوں گے۔ اور کریڈیٹ حکومت کو ہی جایگا۔ اس فلور میں کہہ رہا ہوں کہ گورنمنٹ جام صاحب کی گورنمنٹ ہی دے گی۔ تو میرا یہ request ہے جام صاحب سے کہ اس کو زرادیکھا جائے۔ اور پندرہ تاریخی کی جائے اس کا report طلب کی جائے۔ دوسرا جناب اسپیکر ہسپتاں پر ہم آتے ہیں میرا یہ جام صاحب اور اس کے گورنمنٹ سے کہ PSDP میں انہوں نے جو پیسے رکھے ہیں ٹھیک ہے۔ میرا یہ مطالبہ ہے ایک مشورہ ہے suggestion ہے، کہ جو پرانے hospitals ہے سب سے پہلے ان کی بحالی پر زور دیا جائے۔ نہ کہ ہم یہ نئے ٹریما سینٹر کھولیں یا نئی بلڈنگ تعمیر کریں۔ جو پرانی بلڈنگ تعمیر شدہ ہے اس کو مزید upgrade کیا جائے۔ اس میں medicine مہیا ہو، اس میں ڈاکٹر مہیا ہو۔ اس میں جو مریض ہے ان کو کم سے کم کچھ ملے۔ مریض جائے ہسپتال میں تو وہاں پر کم سے کم اس علاج ہو۔ آپریشن سب کچھ بنا ہوا ہے، اس میں operation theatre بھی بنا ہوا ہے، گائی سینٹر بھی بنا ہوا ہے۔ kidney centre بنا ہوا

ہے سب کچھ بنا ہوا ہے لیکن فعال نہیں ہے اُس کی فعالیت پر زور دیا جائے۔ سب سے پہلے جو پرانے hospitals ہے یا جو پرانے schools ہے، یا جو پرانے collages ہے اُن کے فعالیت پر گورنمنٹ کو چاہیے زور دے۔ اور اُس کے بعد نئی تعمیرات کریں۔ جب پرانے فعال نہیں ہو گا تو نیا پھر کس کام کا ہے۔ پیچھے کام رہ جائے آگے ہم چلیں گے۔ تو یہ میرا اُن سے ایک request ہے۔ جناب اسپیکر صاحب اگر education کی ہم بات کریں تو بد قسمتی سے کہنا پڑتا ہے شاید اُس میں ہماری بھی غلطی ہو باقی سب کی غلطی ہو مطلب یہ ہے کہ جناب اسپیکر صاحب ایک class room ہے جناب اسپیکر صاحب حلفت میں کہہ رہا ہو، کہ ایک class room ہے اُس میں پچاس پچاس، سو سو بچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ایک teacher 100 طلباء کو کیا پڑھائے گا مجھے آپ بتائیں۔ سیکریٹری صاحب بھی تشریف فرمائے میں اکثر ان کے پاس جاتا رہتا ہوں یہ cooperate کرتے ہیں لیکن کیا ہے کہ جو پوستیں ابھی تک create ہوئی ہے جو ابھی اخبار میں آئے ہیں اُن کو فی الفور fill کیا جائے تاکہ بچوں کا جو مستقبل ہے وہ بچایا جائے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ یہ جو private schools کا ایک culture چل پڑا ہے، ہر گلی محلہ میں یہ ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کے اسکولوں کو توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ تو میرا گورنمنٹ سے مطالبہ ہے کہ یہ جو بجٹ پیش کر رہے ہیں اس میں جو پرانے schools ہیں اُن کی upgradation کے لیے پیسے مختص کیے جائیں، سروئے کرایا جائے ہر district کا، چاہے وہ سبیلہ ہو، چاہے وہ پشین ہو، چاہے وہ چمن ہو، چاہے وہ ثروب ہو، کوئی بھی ڈسٹرکٹ ہو۔ اس کا بالکل سروئے کرایا جائے جس اسکول میں جتنے بھی کمروں کی ضرورت ہے کلاسوں کی اُن کی پھر تعمیر پر زور دیا جائے۔ اور teachers کی حاضری پر زور دیا جائے اور جو سیٹیں خالی ہے اُن کو فی الفور fill کیا جائے یہ میرا ایک مشورہ ہے۔ آخری میرا ایک mines and minerals کے حوالے سے ہے۔ جناب اسپیکر صاحب بیرون گاری بہت ہے آپ کو پتہ ہے کہ معدنیات سے بلوجستان مالا مال ہے۔ دوسرا یہ ہے جناب اسپیکر یہاں سے لوگ کر دماغیٹ نکالتے ہیں۔ یہاں سے لوٹ ہوتا ہے اور جاتا ہے کراچی، کراچی سے جاتا ہے چاٹانا، China میں جا کے وہی chromite filter ہو کے دوبارہ اسی export کے بعد دوبارہ import ہوتا ہے۔ تو گورنمنٹ کو چاہیے کہ اس طرح کے پلانٹ لگایا جائیں۔ تاکہ یا کسی اور ملک میں جانے کے بجائے ادھر ہی filter ہو یہی استعمال ہو، پیسے بھی ڈگنا ملے گا۔ جو مخت کش اُس کو نکل کی کان میں یا اُس chromite کی کان میں کام کر رہا ہے اُس کو بجائے دس ہزار کے بیش ہزار ملیں گے، جس کو بیس ہزار مل رہے ہیں اُس کو چالیس ہزار روپے ملیں گے۔ اور اگر گورنمنٹ ایک پلانٹ لگاتی ہے

اُس میں لوگوں کو روزگار ملے گا۔ تو بلوچستان معدنیات سے مالامال ہے ان کو دیکھا جائے اس پر کام کیا جائے اس پر work کیا جائے۔ دیکھے جناب اپیکر بے روزگاری بہت ہے لوگ ڈگریاں ہاتھ میں لے کر گھوم رہے ہیں۔ لوگوں کو روزگار مہینہ نہیں ہے۔ پڑھے لکھے لوگ چوری، ڈیکٹی میں ملوث ہیں۔ جناب اپیکر گورنمنٹ کو چاہیے کہ اس پر focus کریں تاکہ ہم نوجوانوں کو روزگار دے سکیں۔ بہتر تو یہ ہوتا کہ اگر بجٹ بن رہا ہوتا تو ہم سے بھی مشاورت کی جاتی ایک دوچار باتیں ہم بھی اپنے districts کے حوالے سے کرتے۔ کیوں کہ ناتو نا سے مسئلہ نہیں وہ اُن کا اپنا وہ ہے۔ تو آخر میں میں جام کمال صاحب کی توجہ چاہتا ہوں اور request کرنا چاہتا ہوں کہ ڈب کا جو گرڈ اسٹیشن ہے اُس کو upgrade کیا جائے ہم آپ کے مشکلور ہونگے۔ پیشین کی عوام آپ کی مشکلور ہو گی، 60% لوگوں کا روزگار اُس سے جناب اپیکر صاحب وابستہ ہے۔ اگر یہ کام sitting government کر لیتی ہے تو میں اپنی طرف سے ان کو یہ کریڈٹ دیتا ہوں کہ یہ کام انہوں نے کیا ہے میں نے نہیں کیا ہے کم سے کم۔ میری ایک آواز ہے جو میں اس House میں بلند کر سکتا ہوں، چیخ سکتا ہوں، چلا سکتا ہوں، رو سکتا ہے، منت سماجت کر سکتا ہوں۔ اور میرے بس میں کچھ نہیں ہے۔ تو میری یہ request ہے گورنمنٹ سے اور جام کمال صاحب سے کہ اس PSDP میں اس کا ذکر کیا جائے اُس کے پورے پیئے مختص کیے جائیں تاکہ لوگوں کو relief ملے۔ اور چین و سکھ کا سانس ملے۔ بہت شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اپیکر: شکر یہ۔

وزیر خزانہ: اور اسمبلی نے ممبران کے لیے ایک lunch کا بندوبست کیا ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آدھے گھنٹے کا وقہنہ دے تاکہ ممبران lunch کر کے آئیں اور پھر دوبارہ سے شروع کریں۔

جناب ڈپٹی اپیکر: نہیں آدھے گھنٹے کے بعد آتے ہیں پھر اُس کے بعد آپ کا speech ہو گا انشاء اللہ۔ آدھا گھنٹہ جو ہے lunch break ہے اُس کے بعد آتے ہیں پھر حاجی صاحب! آپ کا speech ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوی: جناب اپیکر! میں پانچ منٹ مختصر ابولوں گا۔

جناب ڈپٹی اپیکر: پھر دس منٹ بات کر لینا۔

(وقہ کے بعد 05:15 منٹ پر اجلاس دوبارہ زیر صدارت جناب ڈپٹی اپیکر شروع ہوا)

سردار بابر خان موسیٰ خیل (جناب ڈپٹی اپیکر): السلام علیکم۔ جی میں خان خلیجی! آپ بجٹ پر اپنا تقریر کریں۔

جناب محمد بنی بن خلیجی: آعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ جناب اپیکر! آپ کا

بہت شکریہ۔ جیسے کہ ہم first-time آئے ہیں ایکشن میں اور ہم کامیاب ہوئے۔ ہماری اس سے پہلے بھی PSDP بن چکی ہے۔ اور اس PSDP کو USB، پی ایس ڈی پی کا نام بھی دیا لوگوں نے۔ کیونکہ وہ کورٹ میں چلے گئے تھے۔ اور اُسمیں مسائل تھے۔ جس کی وجہ سے بلوجستان کے لوگوں کو بہت زیادہ دشواری اٹھانی پڑی۔ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور اس time میں کوئی کے خواں سے خاص طور پر میں کوئی کے خواں سے بات کروں گا۔ کیونکہ کوئی میں پچھلے tenure میں 6 سیٹیں تھیں صوبائی اسمبلی کی اور 6 کی 6 جو تھیں گورنمنٹ کے حصہ میں تھے۔ اور اُسکے باوجود آپ PSDP کو check کریں کہ کیا mega project کوئی میں رکھے گئے؟۔ کوئی project نہیں تھا۔ کوئی اُسمیں ایسے کام نہیں تھے کہ جو بنندہ کہہ سکتا ہے کہ کوئی بہتری کی طرف جا رہا ہو۔ کوئی ایسے اسکیمات نہیں تھیں۔ کوئی ایسے development نہیں تھا اور 6 کی 6 سیٹیں کوئی city کی گورنمنٹ کی تھیں۔ اور آج جو ہم first time آئے ہیں۔ اور ہم نے بھاگ دوڑ کی ہیں۔ اور شہر کے مسائل دیکھے ہیں۔ شہر کے مسائل میں مختلف sectors میں مسائل ہیں جیسے کہ کوئی کا سب سے بڑا مسئلہ سیورٹی کا ہے۔ اور آج شکر الحمد للہ سیورٹی کے اوپر باقاعدہ ہم concern companies کو ملا کے NESPAK ہو گئی، دوسری companies ہوئیں، جو پورے کوئی شہر کے جواب سے اُسکو check کیا جا رہا ہے۔ تاکہ کوئی شہر کا پانی ہے سیورٹی کا، اسکا ایک بہترین حل نکالا جائے۔ اور اسی طرح کوئی شہر میں مختلف نوعیت کے project ہمارے دوست بھائی بیٹھے ہیں، ہمارے جو کوئی کے projects ہیں اُسمیں ہم نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ یاریہ روڑاں کے area سے جا رہا ہے۔ یا اپنے area میں بن رہا ہے۔ یادو چار روڑیں اور کبھی انکے area میں آرہی ہیں، کبھی اس بنیاد کے اوپر ہم نے فرق نہیں رکھا۔ یہ ان کو بھی اچھی طرح پڑتے ہے۔ اور کوئی کی بہتری کے لیے کیا جو کوئی کی 22 لاکھ 75 ہزار جو جرڑ ووڑ زادی ہے، ان کو فائدہ ملے۔ اور میں حلفاء Floor پر کہنا چاہتا ہوں کہ بلوجستان عوامی پارٹی کی ایک بھی سیٹ نہیں کوئی city میں ایک سیٹ بھی نہیں ہے مگر یقین کریں کہ سب سے بڑا بجٹ کوئی کے لیے رکھا گیا ہے۔ 25 سے 30 ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔ اگر فرق ہوتا یا نفرت ہوتی یا ان کی تنگ نظری ہوتی تو یہ کوئی کو اتنا بڑا package نہیں دیا جاتا۔ میں خود کوئی سٹی کے areas کا visit کیا ہے، جہاں سیورٹی کا مسئلہ area ہے۔ یہ نہیں دیکھا گیا کہ یہاں اختر حسین لالگو صاحب area کا ہے میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ یہ نصر اللہ زیرے کا area ہے۔ ہمارے کوئی شہر کا area ہے ہمارا کوئی شہر بہتر ہونا چاہئے۔ اور سب چیزوں سے بلا تر ہو کے جام صاحب نے کوئی کو سب سے بڑی ترجیح دی۔ اور یہاں لوگ بات کر رہے ہیں ”کہ PSDP ٹھیک نہیں ہی“،

مگر میں fast time آیا ہو میں یقیناً حلفاً کہتا ہوں کہ اس سے اچھا package کوئی کے لیے آپ پر ان PSDP دیکھیں لیں اُس سے پرانا دیکھ لیں آج تک کسی نہیں دیا۔ آپ اپنی روڈ کو دیکھ لیں۔ ابھی سریاب روڈ سے ایک روڈ بن رہا ہے اسمنگی روڈ تک جا رہا ہے۔ شہباز ٹاؤن سے روڈ کو بڑا کیا جا رہا ہے آپ کا ایک گراونڈ سریاب کو دیا گیا ہے۔ اور بلکہ ایک لا بیری بھی دی گئی ہے۔ اور مزید اسکے علاوہ بھی نیٹ پریکٹس کے لئے کرکٹ گراونڈ کے لیے جگہیں دی گئی ہیں۔ کوئی اسیں یہ نہیں رکھا گیا کہ کس کا area ہے، ہم نے بحیثیت کوئی انکو یہ پیغام دیا کہ کوئی بہتر ہونا چاہئے۔ اور جام صاحب نے کسی چیز پر انکار نہیں کیا ہے۔ اور انہوں نے ہر چیز ہمارے ساتھ agree کیا اور جہاں تک کمشنر کی بات ہوئی۔ کمشنر ایک بہت محنت آدمی ہے۔ اور اُس نے بڑا لگن سے کوئی شہر کے لیے کام کر رہا ہے۔ کافی اُنکا تجربہ رہا ہے لاہور میں۔ وہ تجربے کی بنیاد پر کوئی کے مختلف روڈوں کے ساتھ ہمارے ساتھ مشورے ہماری کمیٹی ہے۔ جس میں خالق ہزارہ صاحب ہیں۔ نعم صاحب ہیں۔ ہم لوگوں نے ملے کے کوئی شہر کے بار میں ایک planning کی اور ایک بڑے اچھے انداز سے روڈوں کو ڈالا ہے۔ جس میں نواں کلی بائی پاس ہے آپ کا۔ میرے area میں ایک ڈیم ڈالا گیا ہے۔ یہ کوئی شہر کے جیسے پانی کا مسئلہ ہے، وہ ایک بہترین طریقے سے حل ہوگا۔ اور میں آپکو بتانا چاہوں گا کہ پچھلے tenure میں ایک گوشت مارکیٹ کو گردیا گیا۔ جس سے کافی لوگ پروزگار ہوتے۔ وہ آج تک وہیں کا وہیں کھڑا رہا۔ آج اس میں سے لوگ پروزگار ہونگے خوار ہو گئے۔ اور ان کوئی مطلب نہ پلازہ بنا، نہ کوئی اُسکے لیے planning تھی۔ تو وہ ایک بہت بڑا نقصان تھا کوئی شہر میں گوشت مارکیٹ کو توڑ دیا گیا جس کی وجہ سے لوگ خوار ہوتے۔ پھر میں آپ کو ایک اور بات بتاؤں کہ کوئی شہر کے اندر جو پچھلے tenure میں سبزی والے فروٹ والے انکوٹک کیا گیا تھا آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ کہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے لوگوں کا میاب کر کے اسمبلی بھیجا۔ مگر اس دفعہ آپ دیکھیں کہ رمضان بازار لگائے گئے۔ انکو با قاعدہ طور پر ایک صحیح rate رکھا گیا کہ اس rate کے اوپر آپ بچیں با قاعدہ DC کمشنر AC خوداں کو check کر رہے تھے۔ ایک لوگوں کو روزگار کا اور ایک آدمی کو گھر نکلتا ہے جو سامنے انکو سستے بازار میں یہ ایک بہتری کی طرف system گیا ہے۔ اور میں اپوزیشن کے بھائیوں سے یہ بھی کہوں گا کہ میں آپ کو challenge کرتا ہوں کیسی بھی Floor کے اوپر کہ اگر جام صاحب کی کوئی میں ایک سیٹ ہے ایک سیٹ بھی نہیں اُس کے باوجود انہوں نے 30 ارب روپے کا package دیا ہے۔ تو یا! میں کہتا ہوں کہ اس سے انصاف اوپر نہیں ہو سکتا۔ کسی بھی پارٹی ہو۔ کوئی بھی عام آدمی ہو اس سے اوپر انصاف نہیں ہو سکتا ہے، اور اس کے علاوہ میں جام صاحب کو کوئی شہر کے مختلف areas میں ہمارے جو سر کی روڈ ہے،

وہاں اسکول نہیں ہے اپنال نہیں ہے وہ جام صاحب کو میں نے کہا ہے میرے ساتھ visit کریں۔ کیونکہ پشتوں آباد کا پوری پشتوں آباد کا جو ہے وہاں area میں اسکول نہیں ہے۔ تو میں چاہ رہا ہوں کہ ایک بڑا اسکول وہاں بنے تاکہ وہاں کے لوگوں کو فائدہ ہو۔ اور میں نے جام صاحب کو یہ بھی request کی ہے کہ سرکی روڈ کو تھوڑا سا بڑا کریں اسکی widenning کریں۔ تو وہ بھی جام صاحب نے agree کیا ہے ہمارا اسی طرح پرس روڈ ہے۔ مشن روڈ ہے۔ وہ بھی PSDP میں شکر الحمد للہ آگیا ہے۔ ہمارا پیل روڈ ہے، وہ بھی آگیا ہے۔ آپ کے زیرے بھائی کے area میں ایک بادینی روڈ ڈالا ہے۔ جو کروڑوں روپے کی مالیت کا ہے۔ اس طرح مزید ہم سیورچ کے ادھر کام حوالے سے کام کرنا چاہتے ہیں۔ آپ سریاب کے area میں ہم نے جو project کیا ہے ابھی کہ جو روڈ کو بڑا کیا جائے گا اور free signal روڈ کو بنایا جائے گا۔ یہ ایک package دیا گیا ہے۔ مطلب اتنے اچھے package۔ میں تو first time آیا ہوں میں یقین کریں کہ اس سے پہلے بھی بلوچستان میں package بننے رہے ہیں۔ اور لوگ بڑے پریشان رہتے ہیں۔ کس کے حوالے سے؟۔ پارکنگ کے حوالے سے۔ جو پچھلے tenure میں نقشے پاس ہوئے کوئی شہر کے اندر آپ یقین کریں پرس روڈ جائیں آج بھی آپ تحقیقات کرائیں آج بھی تحقیقات کرائیں کہ پرس روڈ کے اوپر بندہ نہیں گزر سکتا ہے۔ تین تین چار چار منزلوں کی جو ہے پلازوں کی approval دی گئی ہیں۔ اور وہ پارکنگ نہیں ہیں۔ اُس میں اور وہاں اپنال بن رہے ہیں۔ تو یہ ہمارا آپ کا شہر ہے اگر ہم اور آپ اپنے شہروں میں اس طرح کی حرکتیں کریں گے۔ لوگ ہمیں ووٹ دے کر کامیاب کر کے اسمبلیوں میں صحیح ہیں۔ تو وہ ہمارا مقصد لوگ ہم سے کھو جائیں گے۔ ہم کھو دیں گے کہ بھی ہم نے مقصد کھو دیا ہے۔ ہم مقصد کے لیے آئے تھے۔ اگر اُسیں ہم کمیشنوں میں لگ جائیں پچھلے tenure بہت آتا اخباروں میں آیا تھے بڑے بڑے headlines میں آیا کہ اسمبلی ممبران demand کرتے ہیں اپنے ٹھیکیداروں کے لیے سفارش۔ اور 10% مانگتے ہیں۔ یہ پورے اخباروں میں آیا۔ مگر میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس ایوان میں پیٹھے ہوئے میں challenge کرتا ہوں کہ کسی بندے نے ایسی demand نہیں کی ہوگی اور ہمارے treasury benches نے کہ کوئی ایسی demand نہیں کی ہوگی۔ اگر کرتے بھی ہے تو جام صاحب کو میں یہ گزارش کروں کہ یہ نہیں ہونی چاہئے۔ یہ فرق لوگوں میں آیا ہے۔ اور دوسری بات کہ کوئی شہر میں پانی کا مسئلہ ہے ایک سگنیں مسئلہ ہے۔ میں جام صاحب سے یہ کہنا چاہوں گا کہ کوئی شہر میں واقعی کچھ ٹیوب ویز PHE کے handover کریں جو واسا کے پاس ہے handover کریں جس میں آدمی آدمی بورڈ کر کے، جکہ پورے کا پاس ہو

اہے۔ اور آدھا آدھا کام ہو کے جو ہے اُس کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ اُس کے اوپر ایک کمیٹی بھی بنے۔ تحقیقات بھی کریں کہ 70 لاکھ کا ٹیوب دیل لگ رہا ہے اُس کے باوجود جو ہے complete کیوں نہیں ہو رہا ہے؟۔ پچھلے tenure میں اُس کی بھی تحقیقات کرایں جائے۔ اور اگر تحقیقات کے بعد اُس کو کچھ پیسے دیئے جائیں تاکہ وہ on ہوں اور کوئی شہر کے لیے لوگوں کا پانی کا مسئلہ حل ہو سکے۔ اور میں وفاق کے حوالے سے میں آپ بات کروں گا اصغر خان صاحب نے کہا کہ پی۔ می۔ آئی۔ نے کیا وہ کیا ہے۔ آپ کا ٹزوہب سے کوئی تک ڈبل روڈ بنا رہے ہیں۔ جو اُسکی مالیت ہے 80 سے 90 ارب روپے کا۔ اور اس کے بعد میں آپ کو بتاؤں کہ کراچی سے چمن تک روڈ ڈبل ہو گا۔ جس میں جام صاحب کا بہت بڑا effort ہے کہ خان صاحب کے ساتھ مل کے یہ کام کر رہے ہیں۔ اور آپ کا 1 لاکھ 10 ہزار گھروں کا ابھی اعلان کیا ہے عمران خان نے آکے کہ گواہر میں اتنے گھر بنیں گے بلوچستان کے دوسرے شہروں میں اتنے گھر بنیں گے۔ یہ کام کیا ہے آپ کا اسپتال ابھی cradic hospital کا ابھی اعلان کیا ہے اور اس کے علاوہ جو ہے کینسر اسپتال بنانے جا رہے ہیں۔ تو انشاء اللہ نے چاہا تو یہ ہمارا ملک ہمارا صوبہ ہمارے لوگ جو ہیں ایک بہتری کی طرف جا رہے ہیں۔ اس سے ہٹ کے ہم کہ یا! یہ اس پارٹی یہ اُس پارٹی کا۔ مگر آج کوئی اگر اچھا ہو گا تو ہمیشہ میں یقین کریں کہ جام صاحب نام بلوچستان میں رہے گا۔ اور ہمیشہ لوگ دعا دیتے رہیں گے۔ کیونکہ ہمیشہ کوئی ignore نہ رہا ہے۔ اگر NFC award کے مد میں 11 سوارب روپے ملے ہوں یا آپ کا پچھلے سال کا tenure ہو کسی نے بھی کوئی کام نہیں ہوا۔ تو انشاء اللہ اس tenure میں جو بہترین کام ہو گا۔ اور بہترین قسم کا گورنمنٹ جو ہے لوگوں کو سہولیات دے گی۔ اور انشاء اللہ میں امید کرت ہوں کہ آئندہ جو ہے ہم سب مل کے treasury benches ایسا کام کریں کہ لوگ ہم سے خوش ہوں۔ تو میں آج جام صاحب کی team اور سارے پی۔ می۔ آئی کی طرف سے میں سب دوستوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کہ اتنا اچھا PSDP پیش کیا ہے۔ thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ مبین خان۔ جی نصر اللہ زیرے صاحب!

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میرے فاضل دوست نے میرے حلقے کے حوالے سے ایک بات کی کہ میرے حلقے میں روڈ کا نام لیا۔ اصل میں جو بڑا روڈ ہے، ایسٹرن بائی پاس، دور ویہ روڈ ہے۔ وہ پچھلے حکومت نے پی ایس ڈی پی میں reflect کیا تھا اور اس دفعہ میں نے کوشش کی جام صاحب کو بھی اور بارہا ہم نے کہا کہ اس کیلئے آپ پیسے رکھ دیں۔ وہ ایک کوئی تباہی راستہ ہے ایسٹرن بائی پاس جسے پچھلے حکومت نے شروع کیا لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ محض دو تین کروڑ روپے اس سال پی ایس ڈی پی میں رکھے گئے

بیں جو کہ افسوسناک ہے۔ دوسرا روڈ جس کا ذکر کیا وہ روڈ کا نام و نشان بھی نہیں ہے بلکہ میں نے محترمہ جو ہمارے بیڈی اے کی چیئر پر سن صاحبہ ہیں۔ وہ روڈ بنار ہے ہیں وہ تھڑے۔ وہ لوگوں کے قبضے کیلئے تھڑے آگے بنار ہے ہیں۔ پچھے سے لوگ قبضہ کر رہے ہیں۔ میں نے محترمہ سے کہا کہ یہ روڈ پر قبضہ ہو جائیگا اتنا بڑا روڈ ہے جو بھوسہ منڈی سے سریاب روڈ لنک روڈ ہے۔ وہ اس روڈ کی بات کر رہے ہیں۔ (مداخلت)۔ تو روڈ جو ہے نہ وہ تھڑے بنار ہے ہیں وہ محض ایک دو کروڑ روپے کا کام ہو گا لیکن وہ اس سے اُلٹا جو ہے نہ قابضین کو موقع مل رہا ہے۔ (مداخلت)۔ نہیں ڈبل روڈ نہیں بن رہا ہے حلقة میرا ہے جناب والا۔ (مداخلت)

جناب محمد بیمن خان خلجمی: وہ ڈبل روڈ بنے گا۔ میں نے خود visit کیا ہے وہ سریاب روڈ سے لنک ہو گا اس کا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ دونوں تشریف رکھیں۔ حاجی صاحب! آپ اپنی speech start کریں۔ جی حاجی محمد نواز خان کا کڑ صاحب۔

محمد نواز خان کا کڑ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر کہ اتنی بڑی طویل انتظار کے بعد آپ نے مجھے کچھ کہنے کا موقع دیا۔ لہذا بجٹ پر تقاریر تو ہو گئے۔ ہر زاویے سے ہو گئے۔ اپوزیشن کی طرف سے بھی ہو گئے۔ اگر الفاظ یا فقرے یا وہ جو باتیں تھیں، دوہرائے جائیں، وہ میرے خیال میں مناسب نہیں ہو گا۔ جتنے بھی ساتھیوں نے ثابت تجویز دیئے، ثناء صاحب نے، ملک صاحب نے یا زیرے صاحب نے۔ یا اس طرح ٹریزیری پیپر کی طرف سے جو ثابت خیالات آگئے ہیں۔ وہ تو آپ کے سامنے ہیں۔ لہذا میں چند الفاظ اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ یہاں پر پہلے ہی دن جب اسمبلی بنی، تقاریر شروع ہوئے، مبارکبادیاں شروع ہوئیں۔ تو ہمارے ایک فاضل دوست نے کہا کہ اسمبلی کو ہم role-model بنائیں گے۔ تو یہ role-model کے سامنے ہے کہ اس اسمبلی تو آج سب کے سامنے ہے کہ اس اسمبلی نے جو بجٹ پیش کیا ہے۔ لازمی بات ہے کہ جس کو حصہ زیادہ مل رہا ہے وہ تو کہیں گے ”کہ ماشاء اللہ بر دوست بجٹ ہے۔ فلاں کام ہوا ہے۔ ہم نے یہ پیش کیا ہے۔ ہم نے وہ کیا ہے۔ کوئی کیلئے اتنا پچھے ہے۔ گوار کیلئے اتنا پچھے ہے“۔ لہذا ان چیزوں سے ایک حلقة کی یا ایک دیہی علاقے کی نمائندگی نہیں ہوتی۔ لہذا مجموعی طور پر جو بجٹ پیش کیا گیا ہے، وہ بندربانٹ والی بجٹ میں سمجھتا ہوں۔ چونکہ میرے پاس پی ایس ڈی پی پڑی ہوئی ہے۔ پی ایس ڈی پی میں کچھ اس طرح اسکیمات ڈالے گئے جو پچھلے پی ایس ڈی پی کے ہیں۔ اور وہ اسکیمات اس طرح ڈالے گئے ہیں کہ نام جو ہے لسٹ میں قلعہ سیف اللہ کا آرہا ہے اور نام اپنے طور پر پرانے اسکیمات کا چینچ کر کے قلعہ عبداللہ کا ڈالا گیا ہے۔ لہذا بعد

میں کہیں گے کہ پرتنگ میں غلطی ہو گئی ہے۔ لہذا چونکہ اسمبلی سے تو یہ approved ہو کے آگیا ہے۔ یہ دو نمبری اس پی ایس ڈی پی میں ہو چکی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ ہمارے تب سے جب speech آ رہی ہیں، 2018-19 کے پی ایس ڈی پی پر جب ہم واپس اچار ہے تھے کہ بھائی خدارا! اس پر بیٹھ کے جو کورٹ کا فیصلہ ہے اس کے مطابق اُسکو چلا�ا جائے چونکہ یہ بلوچستان کے عوام کے پیسے ہیں۔ بلوچستان کے عوام پر ہی خرچ ہونے چاہیے۔ اور یہ اسکیمات جو پی ڈی ایس پی میں موجود ہیں انہیں ڈیپارٹمنٹوں نے کورٹ کو آ کر کے بتایا کہ یہ چیزیں ہیں یہ کردو۔ صحیح ہے اجتماعی ہے انفرادی نہیں ہے۔ کورٹ نے صرف یہ کہا کہ جو اسکیمات غیر ضروری ہیں، انفرادی ہیں، اُس کو نکالا جائے۔ جو اجتماعی نوعیت کے ہیں خصوصاً آنونشی، تعلیم اور صحت کے حوالے سے تو اسکیمات آپ ڈالیں اور اس پر عملدرآمد کریں۔ بدقتی سے پی ایس ڈی پی کو لپس کیا کچھ اعداد و شمار یہ بتائے جا رہے ہیں کہ 36 ارب روپے ہم نے ریلیز کر دیے ہیں 1918-19 کی۔ کچھ یہ بتائے جا رہے ہیں کہ 40 ارب روپے ریلیز کر دیے ہیں کوئی یہ نہیں بتا سکتا ہے کہ کہاں گئے یہ پیسے کدھر کام ہوا؟۔ اور ایک بات اور کہ یہاں پر ایک بات وثوق سے کہی جا رہی تھی کہ جو کام ستر پرسنٹ، اسی پرسنٹ، نوے پرسنٹ ہوا ہو گا جو آن گوئنگ اسکیمات میں سے ہیں اُن اسکیمات کو ہم زیر و پر لاٹیں گے۔ اس لئے کہ چونکہ اس پر کام ہوا ہے جو تھوڑا بہت کام رہتا ہے اس کو ہم ختم کر دیں گے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ جو کام اس طرح کے ہوئے ہیں، اُس کیلئے ایک ایک لاکھ روپے allocations رکھی گئی ہیں۔ ایک ایک لاکھ روپے allocations رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ مریض کو آپ نے آکیسین پر رکھا ہے کہ کسی بھی وقت اس کی سانس نکل جائیگی۔ چونکہ اس پر کام ستر اسی نوے پرسنٹ ہوا ہے۔ اب حال ہی میں ابھی جو ہمارے ایک ساتھ تقریر کر رہا تھا۔ کہہ رہا تھا ”کہ سول کے حوالے سے زمینداروں کو آپ ریلیف دے دیں“۔ بجلی ویسے نہیں ہے زمیندار تباہ ہو چکے ہیں۔ تو کہا گیا ”کہ اس کیلئے ہم نے خطیر قمر کھی ہے“۔ ایک آن گوئنگ اسکیم ہے جس پر تینیس پرسنٹ کام ہو چکا ہے اس کیلئے ایک لاکھ روپے رکھا گیا ہے۔ یہ تو آپ نے پیسے کہاں رکھے؟۔ کس کیلئے رکھے؟۔ جو آن گوئنگ اسکیم ہے، تینیس پرسنٹ کام اس پر already ہو چکا ہے۔ اور وہ کام آپ نے سول کیلئے پیسے رکھے کس کام کو دیے کہاں دیے بعد میں قسم کرو گے پی ایس ڈی پی کہاں گئی بندر بانٹ ہو گی فرضی ناموں پر رکھے گئے ہیں؟۔ اور تیسرا بات یہ ہے کہ آپ کے اس پی ایس ڈی پی میں جو کہ کورٹ کا فیصلہ ہے کہ بلاک ایلوکیشن نہیں ہو گی۔ اُس میں بھی پیسے چلے گئے، کیوں؟۔ اور جو جاری اسکیمات ہیں میں آپ کو پی ایس ڈی پی نمبر جو کام ہے وہ ستر پرسنٹ ایک کام مکمل ہو چکا ہے پی ایس ڈی پی نمبر 1505 ہے۔ اسکے لئے ایک کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ ہے چھاس

bedded ہسپتال اور نیا ہسپتال رکھا گیا ہے اس کیلئے پانچ سو میلین رکھے ہیں۔ ختم کرو اسکو تو ستر پر سفت اس کا کام ہو چکا ہے؟۔ بقیہ ہم نے جو ملاحظہ کیا پی ایس ڈی پی کو، سارے ہسپتالوں کیلئے ٹرام اسینٹر رکھے گئے ہیں۔ جو نہیں ہیں وہاں بھی رکھے ہیں جو ہے وہاں بھی رکھے ہیں۔ لیکن اس ہسپتال کیلئے جو ابھی فنکشنل بھی ہے اس میں کام بھی جاری ہے مریضوں کا علاج بھی ہو رہا ہے اس کیلئے ٹرام اسینٹر نہیں رکھا گیا ہے۔ چونکہ بہت بڑی وسیع و عریض ایریا، وسیع و عریض آبادی یہاں پر آ رہی ہے اور اس کا علاج ہو رہا ہے۔ اسی طرح یہاں پر محکمہ پی انج ای میں اسکیمات ہیں۔ 960 پی ایس ڈی پی نمبر ہے۔ ایک واٹر سپلائی اسکیم تھا۔ اور دوسرا اس کیلئے مختص کردہ رقم ہے تین کروڑ روپے ہیں۔ اسی پی ایس ڈی پی میں ایک اسکیم اسی علاقے میں آپ جتنا بھی رقم لگائیں، ادھر ادھر کے بھی کر دیں تو پچاس لاکھ سے زیادہ ایک روپیہ بھی نہیں لگے گا۔ وہ بھی آپ زیادتی کر کے پچاس لاکھ روپے لگائیں۔ یہاں تین کروڑ روپے رکھے گئے ہیں کس لئے؟ بقايا کے پیسے کہاں جائیں گے؟۔ ایک اور واٹر سپلائی رکھی گئی ہے۔ اس کا پی ایس ڈی پی نمبر 1961 ہے۔ اس کیلئے دو کروڑ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ وہ بھی اسی ایریا میں ہے۔ یہ تو میں نے ایک ایک جو ہے لے کے آئے ہیں۔ اسی طرح آپ کے پی ایس ڈی پی میں بہت سے ملے ہیں۔ یہ کر پشنا نہیں ہو گا تو اور کیا ہو گا؟ یہ غلطیاں نہیں تو اور کیا ہیں؟ یہ بندر بانٹ نہیں تو اور کیا ہیں؟ تیسرا بات روڈ کے حوالے سے ایک کام پر نوے ستانوے اٹھانوے پر سفت کام ہوا ہے۔ اور ایک 96-97-98 پی ایس ڈی پی نمبر ہیں اس کے۔ 82-87 اور 73-87 پر سفت اس پر کام مکمل ہو چکا ہے اس کیلئے ایک ایک لاکھ روپے رکھے ہیں۔ یہ ہے پی ایس ڈی پی۔ عوامی پی ایس ڈی پی عوام کی خدمت۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ جو محکمہ پی انج ای میں ہے، اسکیمات reflected تھے 19-2018ء کے یہ ہمارے پاس است موجود ہے پی انج ای محکمے کے جہاں کورٹ نے اس کو OK کر دیا کہ اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ چونکہ یہاں پر ہم نے قرارداد بھی پاس کی تھی کہ لوگوں کو پینے کی پانی کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے لوگوں کو پانی دیا جائے۔ اسی کو سخ کر کے ٹینڈر کر کے، پی اینڈ ڈی بھی نہیں مانتا ہے کہ ہم نے ریلیز کیا ہے۔ فناں بھی نہیں مانتا ہے کہ ہم نے ریلیز کیا ہے۔ تو ٹینڈر کیسے ہو گئے؟۔ چھتیں سینتیں کروڑ کا ٹینڈر کیسے ہو گیا؟۔ اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ کورٹ میں کیس گیا ہے۔ موجودہ پی ایس ڈی پی کے حوالے سے نہیں ہے۔ چونکہ اس پی ایس ڈی پی کے حوالے سے جو 19-2018ء کے حوالے سے تھا۔ اس کو stary کیا گیا۔ ذرا دیکھیں ایک طرف اسکیمات ہیں ایک ہی انجینئرنگ نے سروے کیا ہے، رپورٹ دیا ہے معزز ہائی کورٹ کو۔ وہی ہائی کورٹ فیصلہ ناتا ہے کہ یہ on ہے تو اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ اس کے بعد دوسرا ٹینڈر کے on ہو جاتے ہیں اور ایک dis-on ہو جاتا ہے۔ کیس

ایک ہی ہے اور اسی میں سے ابھی بھی کام ایک پر جاری ہے ایک ہو گیا ہے۔ ہے آہنگی کی اسکیمیں - وہ اگر لیکچرل میں لگادیے۔ اس کا جواب کون دیگا؟ جس نے کیا ہے اس کو بھی پتہ ہے لہذا اگر یہی صورتحال رہی تو میرے خیال میں یہ جو یہاں پر واولا مچایا جا رہا ہے کہ concept-papers ہم نے سب کے جمع کئے ہیں۔ یہ سارے فرضی concept-papers ہیں۔ کوئی ایسی concept-paper نہیں گئی ہے کہ وہ واقعی چونکہ concept-paper میں ایک واٹرپلائی کیلئے تین کروڑ روپے بھی رکھے گئے ہیں۔ میں جانتا ہی بھی ہوں کہ کہاں ہے۔ اور وہاں پر ٹیوب لگتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ آپ زور لگا دیں پچاس لاکھ ہو گا۔ یہ بھی concept-paper پر دیا ہو گا۔ ہمارے پاس سب کچھ موجود ہے۔ پی ایس ڈی پی کو ہم نے اچھی طرح ملاحظہ کیا ہے۔ صرف یہاں بتانے کیلئے میں نے کہا کہ جا کے کچھ نقطے بتا دوں کہ یہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ بجٹ ہے وہ کہتے ہیں کہ اندر ہے کو گوشت کا بڑا ٹکڑا ملا۔ تو اس کا سوچ یہ بن گیا کہ یا! سب کو بہت اچھی خیرات ہوئی، سب کو اچھے اچھے حصہ حصل گئے۔ چونکہ وہ انداختا دوسروں کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ اس کو اچھا ٹکڑا ملا تھا۔ جناب والا! گرین ٹریکٹر ہم نے کیا کرنا ہے۔ ایک ٹریکٹر یہاں پر سات لاکھ میں ملتی ہے، وہاں جا کر پھر بیس لاکھ کی ہو گی۔ یہ بھی کرپشن کے لئے رکھے ہیں۔ کیا ضرورت تھی؟۔ زمینداروں کو گرین ٹریکٹر نہیں چاہیے زمینداروں کی بجلی چاہیے۔ اس کو پانی چاہیے۔ اس کے باغات سوکھ گئے۔ وہ در بدر ہو گئے۔ وہ یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ ہمارے گھر میں آٹا موجود ہو، اس کے بچے آکے ایک بار تو مجھ سے request کر کے مانگے گا۔ دوسری بار بھی آکے request کر کے مانگے گا۔ تیسرا بار آکے مجھ سے زبردستی اٹھائے گا۔ یا جان چلی جائے یا ہمیں آٹا مل جائے۔ ہماری تمام اس آبادی جس کا گزارہ زراعت پر ہے اس کی حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ ہم تو ادھر بیٹھے ہیں کوئی کے لئے تمیں ارب کا پیکنچ دیدیا۔ بڑا کمال کر دیا کوئی سے ہمارا سروکار ہے۔ ہمارے دیہات میں لوگ بھوکے مر رہے ہیں اس کا خانہ خراب ہو چکا ہے اس کی معيشت تباہ ہو چکی ہے۔ اس کا سارا زراعت تباہ ہو چکا ہے۔ کوئی کے لئے پیکنچ رکھ دیا اور وہ بھی کرپشن کے لئے۔ (مدافت)۔ مبین صاحب! میں آپ سے بات نہیں کر رہا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں آپ کو سننا پڑیا آپ کو سننا پڑیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مبین صاحب! آپ تشریف رکھیں، مبین صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد نواز خان کا کثر: اور یہ بات یہ ہے ایک اور بات سینیں ابھی جو پیسے نکالے گئے ہیں ابھی جو روڈوں کے کام ہو رہے ہیں صحیح سیدھا روڈ ہے، بنائے جا رہے ہیں۔ وہی روڈ جو ہے صحیح روڈ تھے خراب روڈ نہیں تھے جو اس کو اکھاڑ کر کے پھیک رہے ہیں۔ (مدافت۔ شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: مبین آ! پ تشریف رکھیں، مبین، مبین!۔۔۔ (مداخلت۔شور) تھوڑا مختصر کر دیں۔

جناب محمد نواز خان کا کثر: جی۔ اور اس میں کرپشن کی وجہ سے ان ایکسوں میں ان چند نوں میں آپ پیسے نکال رہے، کرپشن کر رہے ہیں اور آپ یہ کہتے ہیں کہ کرپشن نہیں کرتے سارے کرپٹ لوگ ادھر بیٹھے ہیں۔ یہ پی ایس ڈی پی ساری کرپشن پر بانٹی گئی ہے اس پی ایس ڈی پی جو معیار ہے جو ساخت ہے جو میں دیکھ رہا ہوں یہ سارا کرپشن پر بانٹا گیا ہے۔۔۔ (مداخلت۔شور) آپ کی speech ہم نے سنی ہے۔ آپ ہمارے speech کو منہدم کرنے والے کون ہوتے ہیں؟۔۔۔ (مداخلت) آپ سینیں حوصلہ کریں آپ بیٹھ جائیں آپ کو میں جانتا ہوں آپ بیٹھ جائیں۔۔۔ (مداخلت) بات یہ ہے کہ جو لوگ کرپشن کر رہے ہیں۔ وہ اچھی انداز میں پھر میل بھی بجاتے ہیں کہ no-corruption۔ بات یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! آپ نے گورنمنٹ پنجھر میں سننے کا اداہ اس میں پیدا کر دو۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: مبین، مبین، مبین تشریف رکھیں۔۔۔ جمالي صاحب! یہ مبین کو بٹھائیں جمالی صاحب، عمر جمالی صاحب۔

جناب محمد نواز خان کا کثر: جناب اسپیکر صاحب! جس سننے کا۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تھوڑا مختصر کر لیں نواز صاحب۔

جناب محمد نواز خان کا کثر: سب تقریریں کر رہے تھے اور میں سن رہا تھا۔ کسی کی تقریر میں، میں نے مداخلت نہیں کی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں کیا آپ نے بیشک، بس ابھی پوری کریں اپنی تقریر۔

جناب محمد نواز خان کا کثر: یہاں تک بھی میں نے تعاون کیا کہ اگر کوئی ساختی زیادہ بولنا چاہتا ہے میرا وقت کاٹ کر کے اسکو دیا جائے۔ میں تقریر کرنا ہی نہیں چاہتا۔ چونکہ یہاں جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اس پر بات کرنا میرے خیال میں عبث اور فضول ہے، والسلام۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ حاجی صاحب۔

محترمہ بی بی لیلی ترین: جناب اسپیکر صاحب! بارہ بجے ہم آئے ہیں ابھی تک کارروائی آپ نے شروع نہیں کی۔ کارروائی شروع کریں چھوڑوان کو۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ کیا چل رہا ہے۔

وزیر خوراک: اسپیکر صاحب! کارروائی شروع کرو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کرینگے تھوڑی اور تقریریں رہتی ہیں، پھر کردینگے۔

ملک محمد نعیم خان بازی (وزیریا کیسا نزاں یونیورسٹیسیشن): شکریہ اسپیکر صاحب! آپ نے موقع دیا۔ ایک بہترین بجٹ پروزیرا علی بلوچستان جام کمال صاحب، آفیسران، اور پرنٹنگ پریس کے الہکار، ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ موجودہ بجٹ میں تعلیم، صحت اور عوامی مسائل پر توجہ دی گئی ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی اس کے بہتری نظر آئیگی۔ بجٹ میں عوام کے اجتماعی منصوبوں پر توجہ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب! پڑھ کر تقریریں کر سکتے آپ۔

وزیریا کیسا نزاں یونیورسٹیسیشن: موجودہ بجٹ میں تمام حقوقوں پر توجہ دی گئی ہے۔ سارے اضلاع کے عوام ہمارے ہیں۔ ان کے مسائل حل کرنا ہیں۔ موجودہ بجٹ بلوچستان میں انشاء اللہ بہتری کے لئے منائج سامنے آئیں گے۔ اور آخر میں میں سی ایم سے، اس کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں انگرگ سے پنجپاکی تک شارت کٹ روڈ ہے۔ جس پر آدھا کام کر کے چھوڑ دیا گیا۔ اس منصوبے کو پی ایس ڈی پی سے نکالا گیا ہے۔ شکریہ والسلام۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک نعیم صاحب، حاجی نور محمد درمڑ صاحب۔

جناب نور محمد درمڑ (وزیر محکمہ پی انج ای و اسا): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے۔ سب سے پہلے میں آج لورالائی میں جو دردناک سانحہ ہوا، میں ان کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی وہاں پر پولیس الہکاران جوانہوں نے اپنی جانوں کے نذر انے پیش کئے، جو شہید ہوئے، ان کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! جس طرح ہماری یہاں پر دوستوں نے ایک بات چھیڑی، دہشت گردی ہمارے پہلے ملک میں ہو رہی ہے۔ ہمارا پورا ملک دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے۔ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔ تقریباً اس پہلے بھی بلوچستان نہیں پاکستان کے ہر شہر میں اس طرح کے دردناک واقعے ہوئے۔ اور ہماری قیمتی جانیں ضائع ہو گئیں۔ یہ دہشت گردی ایک قوم کے خلاف نہیں یہ دہشت گردی ایک علاقے کے خلاف نہیں ان دہشتگردوں کی نظر میں ہماری پاک سر زمین ہے۔ اور پورا ملک ان کی نظر میں ہے۔ یہ جو دہشتگردی ہے ان کے عزم ہمارا ملک ہے۔ ان کی نظروں ہماری سر زمین ہے۔ اس دہشتگردی کے تقریباً ہر قوم نشانہ بنائے۔ ہر علاقے نشانہ بنائے۔ ان کے خلاف اگر ہم ایک نہیں ہوئے ان کا ایک ہی علاج ہے کہ ہم اپنے اداروں اور اپنے فورسز کے ساتھ ایک ہو کے ان کو ہم جواب دے سکتے ہیں۔ ان کو ایک قوم سے جوڑنا اور ایک علاقے سے جوڑنا۔ یہ میرے خیال میں دہشتگردوں کی حوصلہ افزائی ہے۔ میں تو کہتا ہوں یہ پورے ملک کے دشمن ہیں پوری پاکستانی سر زمین کے دشمن ہیں۔ ان کو ہر حالت میں اور ہر ایک قیمت پر condemn کرنا چاہیے۔ جناب اسپیکر! بجٹ پر آنا چاہ

رہا ہوں۔ یہ جو عوامی تاریخی بجٹ ہمارے قائد ایوان نے پیش کیا میں ان کو دل کی گھرائیوں سے اپنے علاقے کے عوام کی طرف سے، پورے پشوتوں اضلاع کی طرف سے، میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں۔ بلکہ صرف ان کو نہیں ان کے ساتھ جو ٹیم ہے، جس کیسا تھا اس نے ان کی ٹیم پورا ایک سال سے کام کیا۔ اس بجٹ پر محکمہ فناں نے، فناں ڈیپارٹمنٹ، منسٹر اور ان کے ڈیپارٹمنٹ نے سی ایم صاحب کے سی ایم سیکرٹریٹ نے، پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ نے ان سب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ جو عوامی اور تاریخی بجٹ پیش کرنے پر یہ عوامی اور تاریخی بجٹ میں اس لئے کہتا ہوں یقیناً ہم اس ایوان میں نئے لوگ ہیں۔ نئے ممبرز ہیں۔ پہلے ہم نے بجٹ یہاں پاس کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ لیکن اتنا مجھے پتہ ہے بجٹ پہلا نہیں، کافی بجٹ پیش ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آذان ہو رہی ہے۔

(آذان عصر۔ خاموشی)

وزیر محکمہ پی ایچ ای و واسا: جناب اسپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ بجٹ یہ پہلا نہیں ہے۔ پاکستان بننے کو اُختر سال ہو گئے ہیں کتنے بجٹ یہاں اس ایوان میں پاس ہو گئے ہیں۔ میں اس بجٹ کو اس لئے تاریخی اور عوامی بجٹ قرار دے رہا ہوں کہ اس بجٹ کو جہاں تک میں نے دیکھا ہے اور میں نے مطالعہ کیا ہے بلوچستان کے کونے کونے کے اسکیمات اسی میں شامل ہیں۔ اور بلوچستان کے تقریباً ہر اضلاع کے equal development funds اسی میں شامل ہیں۔ اور پھر بلوچستان کے مختلف سیکٹرز پر اس میں جو توجہ دی گئی ہے۔ یہ بجٹ کی کاپیاں ہمارے پاس ہیں۔ ہم نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ اور ساتھ ساتھ اس بجٹ کا ہم اس لئے دوسرا بجٹوں سے ہم compare کر سکتے ہیں۔ کہ پہلے جو بجٹ پاس ہوتے تھے وہ ایک kitchen-Cabinet pass کرتے تھے، کچھ لوگ مل کے راتوں رات بجٹ بنائے کیے اور ہر سیکٹر کی مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو شامل کیا گیا ہے۔ ہمارے سامنے وہ لوگ ہیں جنہوں نے کافی بجٹ پاس کی ہیں۔ بلوچستان جہاں تک آج کل مسائل میں گھر اہواہ ہے، ہم سارے ارکین اس اسمبلی کے Floor سے، اس فورم پر آ کر کے یہ گلے شکوئے کرتے ہیں کہ بلوچستان مسائل کا شکار ہے۔ یقیناً بلوچستان کے عوام ہر لحاظ سے مسائل میں گھرے ہوئے ہیں۔ آپ جہاں پر بھی ذکر کریں ہمارے بلوچستان کے عوام کو بنیادی شہولیات ابھی تک مہیا نہیں کی گئی ہیں۔ پینے کے لئے صاف پانی میسر نہیں ہیں۔ ہمارے بچوں کو تعلیمی نظام میسر نہیں ہے، بہت سارے ایسے علاقوں میں جہاں پر علاج معا لجے کے لئے ہسپتال نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر میں

مثال آپ کے علاوہ قہادے سکتا ہوں کہ آپ کے حلقات پر اور میرے حلقات پر ایک پارٹی نے تقریباً پنیتیس سال مسلسل حکومت کی۔ بجٹ کہاں خرچ ہوتے تھے؟ اور بجٹ کس لئے بنتا تھا؟ ابھی بھی ہم جب جاتے ہیں ہمارے پورے کے پورے یو نین کو نسل اس طرح ہے وہاں پر لوگوں کو پینے کے لئے پانی میسر نہیں ہیں۔ وہاں پر پر لوگوں کو علاج معالج کے لئے ہسپتال میسر نہیں ہیں وہاں پر بچلی جو کہ ایک نعمت ہے وہ میسر نہیں ہے۔ وہاں پر روڈ زندگی نہیں ہیں۔ یعنی ہمارے شہری آج کل بھی سو سالوں پہلے جوانسان زندگی بس رکرتے تھے آج کل بھی وہ اُسی طرح زندگی بس رکرتے ہیں۔ یہ کیا وجہ ہے؟ یہ بجٹ کہاں جاتے تھے؟ پہلے بھی تو بجٹ بنتا تھا یہ پیسے کہاں جاتے تھے؟ یہ پیسے بندربانٹ اُس کو ہم کہہ سکتے تھے کہ اُس وقت بندربانٹ ہوتی تھی۔ پیسے لوگوں کے جیلوں میں جاتے تھے پیسے لوگوں کے بیٹھک پر خرچ ہو جاتے تھے۔ عوام کے مسائل پر خرچ نہیں ہوتے تھے۔ میرے حلقات کے میں ابھی ذکر کر دوں۔ ایک یہاں پر ہمارے دوستوں نے انصاف کی بات کی ہے۔ یقیناً اسلام عدل و انصاف کی۔ مساوات کی سبق دیتا ہے۔ انہوں نے وہاں جا کر کے لوگوں سے جب لوگوں سے ووٹ لیا اسلام اور جنت اور دوزخ کے ناموں سے لوگوں سے ووٹ لیا۔ لیکن انکے مسائل کو بھی touch، ہی نہیں کیا اور ابھی تک ان کے مسائل جوں کے تو پڑے ہیں۔ وہاں کے مسائل یعنی پیسے کے پانی جب انسانوں کیوں میسر نہیں ہیں۔ جب انسانوں کو علاج و معالج کی حد تک ہسپتال نہیں ہیں جب اس جدید دور میں ہمارے پچھے نسل درسل ایسے ہی چھوٹے بڑے ہو گئے تعلیم انہوں نے حاصل نہیں کی یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہ کہاں کی بجٹ ہے؟ یہ بجٹ کہاں پر خرچ ہو چکے ہیں؟ اس بجٹ میں ہمارے نہیں بلکہ پورے بلوچستان کے کونے کونے کے ان مظلوم، ہن بھائیوں کی جو گھروں پر پانی لاتے تھے ان کی اسکیمات شامل نہیں ہیں۔ ابھی ہماری اس بجٹ میں ان بچوں کے لئے جن کی نسل درسل ایسے ہی چھوٹے بڑے ہو گئے جن کے پچھے اسکولوں سے محروم تھے، انکے دور میں محروم کیتے گئے تھے ان کے لئے ابھی ہر کل میں ہر اُس علاقے میں اسکول رکھے گئے ہیں۔ ہماری اس پی ایس ڈی پی میں BHU اور ڈسپنسریاں رکھی گئی ہیں۔ ہر اُس علاقے میں جہاں پہلے کچھ نہیں تھا۔ پہلے کیوں کچھ نہیں تھا؟ بلوچستان ابھی تو نہیں بنتا ہے نہ بجٹ، نہ پہلا بجٹ ہے بلوچستان کا۔ تو یہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ یہ ظلم کس نے کیا؟ یہ آج کل جو ہمارے سامنے بیٹھے ہوئے دوست، انہوں نے بلوچستان کی عوام کی خون چھوڑ لے۔ مختلف ناموں پر بلوچستان کے عوام کو درغایا گیا۔ بلوچستان کے عوام سے ووٹ اسلام کے نام پر، ہمارے مذہب پرستوں کی حکومت نام و نہاد مذہب پرستوں کی حکومت ہم نے دیکھی ہے۔۔۔ (مداخلت) بھائی! میں آرہا ہوں آپ سن لیں ذرا۔ تقدیم کے لئے تو میں کھڑا ہوا ہوں نا۔ میں بجٹ پر آرہا ہوں۔ میں بجٹ پر آرہا ہوں میرا

تعلق جس پارٹی سے ہے وہ آپ کو معلوم ہے۔۔۔ (مداخلت-شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! اور آپ ترین صاحب! تشریف رکھیں۔

وزیر ملکہ پی انج ای ووسا: آپ سن لیں ذرا بھی تنقید کو برداشت کریں آپ کے بجٹ بھی ہم نے دیکھے ہیں۔۔۔ (مداخلت-شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: اصغر خان، ترین صاحب۔۔۔

وزیر ملکہ پی انج ای ووسا: آپ سن لیں میں بجٹ پر آرہا ہوں۔ میں بجٹ پر آرہا ہوں میں نے سب کو دیکھا ہے میں نے سب کو آزمایا ہے۔ اسی لئے چھوڑا ہے۔۔۔ (مداخلت-شور) میں نے ان کے اندر کی کہانی مجھے پختہ ہے۔ میں ان نام و نہاد اسلام پرستوں میں۔۔۔ (مداخلت-شور) میں بھی رہا ہوں میں نے دیکھا ہے ان کے کرتوت۔ میں آرہا ہوں بجٹ پر بھی۔۔۔ (مداخلت-شور) میں کہتا ہوں کہ میں نے ان کی بجٹ بھی دیکھے ہیں۔ بجٹ سارا قلعہ سیف اللہ میں جاتے ہوئے۔ ابھی مولوی صاحب اٹھ کے کھڑا ہو جاتے ہیں۔۔۔ (مداخلت-شور) رسول اللہ، قرآن میں یہ لکھا ہے، آیت میں، فلا نے حدیث میں یہ لکھا ہے کہ جب آپ انصاف نہیں کرتے تو پھر بے انصافی کا یہی سزا ہوگا۔ کیا سزا صرف ہماری حکومت کے لئے ہے۔ کیا یہ حدیث ابھی آگئے۔ کیا یہ آیات ابھی آگئے آپ کو اس وقت کیوں یاد نہیں تھے جب سارا بجٹ اُدھر خرچ ہوتا تھا ایک ہی ڈسٹرکٹ پر۔ کیوں اس وقت آپ کو پورے پشتوں اضلاع نظر نہیں آرہے تھے؟ آپ کو پورا بلوچستان نظر کیوں آرہا تھا؟۔ میں آرہا ہوں۔۔۔ (مداخلت-شور) بھی! پھر ہم نے ان قوم پرستوں نام و نہاد قوم پرست۔۔۔ (مداخلت-شور) قوم پرست ہم بھی ہیں۔ سارے قوم پرست ہیں۔ قوم پرستی اس کو کہتے ہیں جو ابھی ہم نے اپنے علاقے کو بہت کچھ لے گئے۔ اس کو کہتے ہیں قوم پرستی نام و نہاد قوم پرستی نہیں۔ ہم نے قوم پرستوں کے بھی بجٹ دیکھی۔۔۔ (مداخلت) ٹھیک ہے سن لیں بھی ذرا۔ قوم پرستوں کے بجٹ بھی ہم نے دیکھی۔ جو تربت پر خرچ ہوتا تھا یا گلستان پر خرچ ہوتا تھا یا گلستان پر خرچ ہوتا تھا۔ یہ قوم پرستوں کی پیالیں ڈی پی تھی۔ ابھی ہمارے بھائی رو رہے ہیں کہ پشتوں کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ کہاں ظلم ہوئی ہے پشتوں کے ساتھ؟ آپ کے ظلم ہوئی ہے۔ کسی اور کے ساتھ ظلم نہیں ہوا ہے۔ پی اینڈ ڈی آپ کے ساتھ تھا پانچ سال۔ آپ ہمیں بتائیں کہ پشتوں کے لئے کیا کچھ کیا ہے؟ آپ لوگوں نے آپ کے انصاف کا تقاضہ یہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دُمڑ صاحب! موجودہ بجٹ پر آپ آئیں۔ اس بجٹ پر بات کریں۔ اگر ماضی میں جائینگے تو پھر۔۔۔

وزیر ملکہ پی ایچ ای و واسا: میں آرہا ہوں بجٹ پر۔ اس میں بجٹ میں equal ہر ایک کے لئے بہت ہی چیزیں رکھی گئی ہیں۔ میں ان کی ذرا وہ back history پر جا کے ان کو تھوڑا سا احساس تو دلا دوں۔ دوسو ڈیز آگئے۔ دوسو ڈیز میں سے ایک سوچالیں ڈیم ایک ہی شہر میں بن گئے، گلستان میں۔ گلستان میں یہ کیسے؟ یہ سارے بجٹ سے related ہیں۔۔۔ (مداخلت) میں بجٹ پر آرہا ہوں۔ باقی ہیں بھی! میں بجٹ کی ہی ذکر کر رہا ہوں۔۔۔ (مداخلت) ٹھیک بجٹ پر آرہا ہوں میں، میں بجٹ کی ہی ذکر رہا ہوں۔ میں کہتا ہوں یہ پچھلے بجٹ میں دوسو ڈیز رکھے گئے تھے۔ دوسو بجٹ تھے انہیں۔۔۔ (مداخلت) ذرا چپ ہو جائیں بھائی! بات سن لیں بات تو سن لیں میں آپ کی انصاف کی بات پتہ ہے نصر اللہ زیرے آپ کو پتہ ہے ”کہ میرے بارے میں کچھ بول رہا ہے“۔ تو آپ ذرا چپ ہو جائے۔۔۔ (مداخلت) میں آپ کو کہتا ہوں وہ ہمارے پتوں میں ایک شعر ہے کہتا ہے۔ ہمیں تو پتوں نے ہی کھایا ہے ہمیں تو کسی اور نہیں کھایا پتوں نے ہی ہمیں کھایا ہے۔ دوسو ڈیز آگئے دوسو ڈیز میں سے ایک سوچالیں ڈیم گلستان میں بن گئے۔ کہنے کا مقصد یہ میرا میں blame نہیں کرتا ہوں کسی کو اس بجٹ میں سب کے لئے برابر کی چیزیں برابر کی فذر کھے گئے ہیں۔ ہر ڈسٹرکٹ کے لئے ہر سیکٹر کے لئے ہر قوم کے لئے ہر ڈویژن کے لئے، کسی کے ساتھ بھی نا انصافی نہیں ہوئی ہے۔ ایک بہترین بجٹ بنا ہوا ہے۔ ایک عوامی بجٹ بنا ہوا ہے۔۔۔ (مداخلت) ہمارے پی ایچ ای کے سب کچھ ہیں آپ کے ضلع کے لئے۔ وہ تو آپ نے رکھنا ہے۔ پی ایچ ای کے لئے۔۔۔ (مداخلت) آپ بیٹھ جائیں بھائی! میں نے آپ کے speech میں۔ میرا speech یہی ہو گا آپ بیٹھ جائیں تھوڑا سا سن لیں۔ آپ میں سننے کی صلاحیت کیوں نہیں ہے؟ ذرا آپ سننے کی صلاحیت بھی تو پیدا کریں۔ کم از کم آپ سن لیں۔ ہم پتہ نہیں یہ سات آٹھ دنوں سے آپ کو سنتے چلے آرہے ہیں۔۔۔ (مداخلت) ابھی آپ ہمیں سن لیں ذرا بیٹھ جائیں میں نے کوئی گالی نہیں دی ہے آپ کو۔ یہی بجٹ پر میں ڈسکس کر رہا ہوں۔ کیا تکلیف ہے میں گالی دی دیا تو میں گالی دونگا میں گالی نہیں دیتا ہوں آپ کو۔ بات یہ ہے کہ بجٹ پر ہم آرہے ہیں بجٹ پر۔۔۔ (مداخلت) ہمارے دوستوں نے یہاں پر مفصل باقی کیے، تقریر کیے بجٹ پر۔۔۔ (مداخلت) کیا؟۔۔۔ (مداخلت) آپ بتاؤ ہمیں درپیش انہیں سے ہے۔ جمیعت والوں نے ہی ہمیں کھایا ہے۔ ہمیں در بدر کھا ہے۔ ہمارے اوپر تو جمیعت والوں نے ہی حکومت کی ہے۔ ہمارے اوپر تو پشوختوں والوں نے ہی حکومت کی ہے۔ تو جمیعت والوں، پشوختوں والوں نے ہی ہمیں بر باد کیا ہے۔۔۔ (مداخلت۔شور) ذرا بات سن لو بھائی ذرا مجھے بات کرنے دو۔ ذرا آپ مجھے بات کرنے دو۔ ذرا آپ مجھے کرنے دو۔ میں بجٹ پر آرہا ہوں۔ آپ لوگ بڑے تیز ہیں

آپ کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے متعلق جو بات ہو رہی ہے ذرالوغوں کو یہ بات نہیں پہنچا جائے۔۔۔ (مداخلت)
جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! آپ ان لوگوں کو بات کرنے دیں۔

وزیر ملکہ پی ایچ ای ووasa: جناب اسپیکر! میں بجٹ پر آنا چاہ رہا ہوں۔ بجٹ سے تقریباً بلوچستان کی ہر طبقہ فکر لوگ مطمئن ہے اور خوش ہیں۔ ہر ڈیپارٹمنٹ کیلئے بہت کچھ رکھے گئے ہیں۔ بلوچستان کے تعلیم کے لئے بہت کچھ رکھا گیا ہے۔ بلوچستان کے عوام کے لئے ہیلٹھ facilities ہیں۔ بلوچستان کے زمینداران کے لئے بہت کچھ رکھا گیا ہے۔ تو بلوچستان کے ہر مکتبہ فکر کے لوگ اس بجٹ سے اور ہر قوم کی لوگ کے اور ضلع اور حلقے کے لوگ اس بجٹ سے سوپر سٹ مطمئن ہیں۔ اور بلوچستان کے عوام کی اس بجٹ پر سوپر سٹ اعتماد ہے۔ تو یہ جو اپوزیشن والے ان کی عادت یہ ہے۔ یہ کتاب یہ لوگ پڑھتے نہیں ہیں۔ انہوں نے ہمارے سامنے آکے بلوچستان کے عوام کو دھوکہ دیا۔ ایک کتاب پھاڑا۔ ابھی یہ سچ بولیں کس نے واقعی یہ کتاب پھاڑا؟ کسی نے نہیں پھاڑا۔ کوئی اور کتاب آکے پھاڑا۔ صرف بلوچستان کے عوام کو دھوکہ دیا۔ اور یہ کتاب ایک مقدس کتاب سمجھ کے انہوں نے ساتھ رکھا ہوا ہے۔ تو یہ کتاب پڑھتے نہیں ہیں یہ لوگ تقریر کی موڈی میں ہیں۔ رات کو انڈیں فلمیں دیکھتے ہیں۔ تو ایک بہترین تقریر بنانے کے لئے آتے ہیں یہ۔۔۔ (مداخلت) ابھی میں نے نصراللہ زیرے کو میں نے کہا آپ کہاں سے پڑھ کے آئے ہو؟ مجھے بتا رہے تھے کہ ایک ہمارے ایک نادان دوست نے، ان کو پڑھ نہیں ہے۔ ایک مثال پشتون کی دی کہ۔ میں ان کو کہتا ہوں یہ پی ایس ڈی پی ہے۔ دوسرو دوپی ایس ڈی نمبر ہے۔ آپ کدھر کے پڑھ کے آئے ہو؟ میں نے آپ کو بتا دیا۔ پی ایس ڈی پی ہمارا ہے۔ اسکیم ہماری ہے۔ آپ لوگ پی ایس ڈی پی پڑھتے نہیں ہو۔ یا پتہ نہیں آپ کہاں سے پڑھ کے آئے ہو۔ آپ افغانستان سے پڑھ کے آئے ہو وہاں پر تو آج کل ہندی بھی سکھائی جاتی ہے۔۔۔ (مداخلت) ہر نائی، سبی روڑ کا آپ نے ذکر نہیں کیا۔ آپ نے کسی اور شعبان کا ذکر کیا ہے۔۔۔ (مداخلت) تو جناب اسپیکر! آپ نے اپوزیشن والوں کو سر پر چھڑا دیا سمجھ نہیں آتی ان کی جب بات ہوتی ہے۔ تو ہمیں بات کرنے نہیں دیتے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ مجھے address کریں، اپنی بات کریں۔ آپ ان کو address نہیں کریں مجھے address کریں اور اپنی بات کہیں۔

وزیر ملکہ پی ایچ ای ووasa: اس بجٹ کی انہوں نے اپنی اپنی اسکیمات تو دیکھ لی ہیں اس میں، اپنے آپ کو تو مطمئن کر دیا۔ ابھی صرف اور صرف بلوچستان کے عوام کو دھوکہ دینے اور ان کی آنکھوں پر پٹی ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خود بھی دل میں سوپر سٹ اس پی ایس ڈی پی سے مطمئن ہیں۔ سوپر سٹ اس پی ایس ڈی پی

مطمئن ہے لیکن یہ ہے کہ یہ صرف تقریروں کی ان کو عادت پڑی ہے، یہ تقریاً کے یہاں پر لوگوں کو کہ ہم نے یہ واک آؤٹ کیا۔ یہ اسکول میں جو ٹیبلوہم پیش کرتے تھے۔ بچوں کی جو ٹیبلو ہوتی تھی۔ ایک دروازے سے نکل جائے، دوسرا دروازے سے آجائے۔ تو یہ عادت ابھی چھوڑنا چاہیے۔ اخلاقیات کی بات ہمیں سکھاتے ہیں اسیبلی فورم کی اخلاقیات کی سبق ہمیں سکھاتے ہیں۔ خود ان کی اخلاقیات یہاں تک گرا ہوا ہے۔ ایک معزز رکن یہاں پر اٹھ کے کھڑا ہو، اہمارے پارٹی کے چیئرمین اور ہماری موجودہ سی ایم کے بارے میں اس نے کیا۔ کچھ نہیں بولا۔ کیا کچھ نہیں بولا کہ آپ لوگوں نے پھر ان کو کیا سزادے دی۔ آپ کے ایک ممبر اٹھ کے کھڑا ہوا۔ اُس نے کہا کہ ایک سی ایم جو ہمارا پچھلاتی ایم جام صاحب کی بات کی اُس نے۔ کائنک والد نے پورے صوبے کو قرضدار کر دیا۔ اور یہاں آ کر کے یہاں کھڑا ہو جاتا ہے ”کہ میں انقلاب لارہا ہوں“۔ (ماغلث) آپ کے حمل گھمٹی نے بولا تھا، on the ریکارڈ ہے۔ ذرائع خود بھی اپنے لوگوں کو تو کم از کم سمجھادو۔ اخلاقیات سکھا دو۔ خود بھی اخلاقیات سیکھو۔ تو یہ بجٹ جو ہے یہ تاریخی اور عوامی بجٹ ہے۔ اس پر ہم سارے بلوچستان کے عوام کو جام صاحب کو اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دیتے ہیں۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بس کر دی بات کردی؟۔ جی مسٹر دنیش کمار۔

جناب دنیش کمار: شکریہ جناب اسپیکر صاحب کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ سب سے پہلے میں اپنے قائد نواب جام کمال خان، انگلی cabinet اور تمام ساتھیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنا اچھا متوازن اور عوامی بجٹ پیش کیا۔ مجھے فخر ہے اپنے رہبر پر کہ انہوں نے سپریم کورٹ کی گائیڈ لائیں جو کہ راجہ پرویز اشرف کیس میں سپریم کورٹ نے ہمیں دی تھی، اُس پر عملدرآمد کیا اور ہائی کورٹ آف بلوچستان کے اس پر عملدرآمد کیا۔ ہمیں فخر ہے، میں آپ کو بتاتا ہوں جو بجٹ پیش ہوا ہے اس کی نظر تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہ سب سے متوازن بجٹ ہیں میں مجھے فخر ہے کہ اس جیسا بجٹ کبھی پیش نہیں ہوا مجھے فخر ہے اپنے نواب پر۔ کہ انہوں نے جب بھی گزشتہ سی ایم تھے انہوں نے ہر کسی نے مخصوص ضلعوں میں ترقیاتی کام کرائے۔ اور بلوچستان کے دوسرے ضلعوں کو نظر انداز کیا۔ مگر اس دفعہ آپ دیکھیں ضلع لسیلہ میں بھی وہی فنڈ مہیا کیا گیا ہے جو دوسرے اضلاع میں مہیا کیے گئے ہیں۔ اس لیے میں نواب جام کمال خان صاحب کو سلوٹ پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پورے بلوچستان کو ایک نظر سے دیکھا ہے۔ جام صاحب نے کرپشن کو جام کر دیا ہے۔ جام صاحب نے یہ بجٹ پیش کر کے اپنے نام کی طرح کمال کر دیا ہے۔ بہت بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ دنیش۔ جی اختر حسین لاگو صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: آَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ سَمِّ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ۔ بہت شکریہ جناب اپنے کر۔ وقت کی بھی تنگی ہے اور اس بجٹ پر آج دوسرا دن ہے بجٹ ہورہا ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ انتہائی محترم اس بجٹ کی جو خوبیاں اور خامیاں ہیں دونوں پہلوؤں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ جناب والا! سب سے پہلے تو میں جو ہمارے نان ڈولپمنٹ کا والیوم آٹھ تھا یہاں سے میں شروع کروں گا کہ جس دن بجٹ ٹیبل ہوا اصولاً تو یہ تھا کہ جس دن بجٹ اسمبلی میں پیش ہوتا ہے جس دن بجٹ اپسیچ ہوتی ہے اُس دن اُس کے تمام خدوخال تمام ڈاکو منٹس جو ہیں وہ اسمبلی میں ٹیبل ہونی چاہئے۔ اُس دن اجلاس تین گھنٹے تا خیر سے شروع ہوا کہ پی ایس ڈی پی بک کی بائیڈنگ اور پرنگ ابھی تک مکمل نہیں ہے اُس کے بعد جب بجٹ کو یہاں پر پیش کیا گیا جب منٹر فناں صاحب کی بجٹ اپسیچ شروع ہوئی اُس وقت اُس دن ہمیں جو بجٹ کی کاپیاں دی گئیں اُس میں والیوم آٹھ کا چپڑ A اور B ہمیں دیا گیا C نہیں تھا۔ میں نے ہمیں اپنے پی اے سی کے آفس سے فناں ڈیپارٹمنٹ کوفون کیا آپ کے اسمبلی سیکرٹریٹ میں میں نے فون کیا انہوں نے کہا کہ فناں والوں کے پاس ہیں وہ خود ٹیبل کریں گے فناں کو جب میں نے پیش کیا تو تیرے دن بھی بجٹ والیوم آٹھ کی چپڑ C پرنٹ نہیں ہوا تھا وہاں فناں ڈیپارٹمنٹ سے مجھے جواب دیا گیا کہ وہ ابھی تک مکمل نہیں ہے ہم تک آپ لوگوں کو دے دیں گے۔ اور جناب والا! اور آج جو بجٹ کا ایک وائٹ پیپر ہوتا ہے جو بجٹ اپسیچ کے دن ہمیں دیا جاتا ہے یہ آج ہمیں ٹیبل ہوا ہے اس اسمبلی میں آج آپ کا اسٹاف جو ہے اسے تقسیم کر رہا تھا۔ اب اس طرح کی بجٹ جو ہمیں قسطوں میں مل رہی ہیں میرے خیال سے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس پر ڈیبیٹ ان کی خدوخال کو سمجھنے کے لئے اس ایوان کو بھی قسطوں میں چلا جاتا کہ جیسے جیسے ہمیں ڈاکو منٹس ملتے جائیں ویسے ویسے ہم تیاری کر کے بجٹ پر ڈیبیٹ چلاتے رہیں۔ یہ اس طرح عجلت میں جو بجٹ پیش یا پاس کیا جاتا ہے اُس کی اثرات آنے والے ایک سال تک اس صوبے کے عوام کو بھگتی پڑتے ہیں۔ اُس سے آپ کے تمام سیٹم جو بغیر اُس کو سمجھے بغیر اُس پر بحث کیئے بغیر اُس کی اچھائیوں، اُس کی خامیوں کی نشاندہی کیتے ہم عجلت میں جو پاس کرتے ہیں پھر اس کا خیازہ ہمیں بھگتی پڑتا ہے اگلے جون تک۔ جناب والا یہاں پر اُن سیکٹر زویکسر نظر انداز کیا گیا ہے جن سے بلوچستان کی لوگوں کی معیشت جو ہے وہ وابستہ ہے۔ میں ہمارے محترم دوست میٹھا خان کی جولا یو اسٹاک مکمل ہے اُس کے حوالے سے جناب والا! یہاں پر کوئی کے لئے انہوں نے اینمل ہس بند ری میں رکھے ہیں اٹھائیں پوسٹ۔ باقی ضلعوں کی تفصیل میں اگر میں چلا جاؤں وہ ضلعے ہمارے جو dependent ہیں لا یو اسٹاک کے حوالے سے جن پر لا یو اسٹاک کے حوالے سے کام کر کے اس سیکٹر کو ڈولیپ کر کے ہم اپنے لوگوں کو جو ہیں ایک باعزت روزگار دے سکتے ہیں۔

جس میں آپ کی جو مومن سون کی ہمارے ڈسٹرکٹس میں جس میں آپ کا ڈسٹرکٹ موئی خلی بھی شامل ہے جس میں زیارت جس میں ڈیرہ بگٹی وغیرہ جس میں ہمارے نوشکی، چاغی، خاران، فلات، خضدار کے ڈسٹرکٹس وہ، جام صاحب کا اپنا علاقہ بیلہ کا علاقہ یہ تمام علاقے ہمارے جولا یوسٹاک کی پرموشن ہے اُس کے لئے ایک بہترین علاقے ہے۔ لیکن افسوس کہ یہاں پر کوئی بڑی کمی کے لئے ایک سواٹھائیں پوسٹ رکھے گئے ہیں تاکہ دفتروں میں بیٹھ کے یہ بابو لوگ اس سے پہلے لا یوسٹاک کی بجٹ کا حشر نشر کرتے رہے اسی طرح کریں اور فیلڈ پر جو لوگ اس شعبہ سے وابستہ ہیں ان کی جو ہے پرموشن کے لئے ان کو سہولیات دینے کے لئے اس میں کچھ نہیں رکھا گیا ہے۔ اسی طرح ایگر یکلچر اس میں بھی کوئی کمی کے لئے سماٹھ پوٹھیں رکھی گئی ہیں پشین ڈسٹرکٹ جس کی معیشت اکثر جو ہے وہ ایگر یکلچر سے وابستہ ہے وہاں پر کچھ نہیں ہے۔ نوشکی، چاغی، مستونگ میں کچھ نہیں ہیں۔ فلات میں صرف تین ہیں۔ خضدار میں کچھ نہیں ہیں۔ لسبیلہ میں تین پوٹھیں رکھی گئی ہیں۔ اسی طرح آواران کیچھ بھگور گوادر وغیرہ میں کچھ نہیں ہے سبی میں صرف ایک پوسٹ رکھا ہے کچھ ڈیرہ بگٹی کو ہلو زیارت ہر نانی یہ جو بارکھان، موئی خلی وغیرہ جہاں پر ایگر یکلچر کی اچھی اسکوپ ہے وہاں پر انہوں نے کچھ نہیں رکھا ہے اسی طرح باقی جو یہ پورا لسٹ میرے پاس پڑا ہوا ہے، ان تمام ڈیپارٹمنٹس کا انہوں نے حشر نشر بھی کیا ہوا ہے۔ اسکے علاوہ باقی تمام چیزیں اُس میں ہم آگے والا جو ایجاد ہے اُس پر بحث کریں گے میں اس پر اپنا وقت ضائع نہیں کروں گا۔ اب ڈیرہ بگٹی میں لیویز کے لئے چھ سو سات پوٹھیں رکھی گئی ہیں لا یوسٹاک اور ایگر یکلچر کے لئے وہاں ایک پوسٹ نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ لوگوں کو روزگار دینے کی بجائے آپ ان کو ڈنڈوں سے ہانکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ لوگوں کو باعزت روزگار ان کی معیشت ان کی جو ہے کلچر کو مضبوط کر کے ان کو ان جو غلط ہاتھوں میں اُن سے نکال کے ان کو باعزت زندگی کی طرف لے آئیں آپ ان کو ڈنڈوں سے ہانکنے کے لئے آپ نے چھ سو سات پوسٹ لیویز کے دیئے ہیں اور جو باقی شعبہ جات ہیں جن سے ان کی زندگی بدل سکتی ہے جن سے ان کی معیشت بدل سکتی ہے جس سے وہ باعزت روزگار کی طرف آکے ایک نارمل زندگی کی طرف وہ راغب ہونا تھا ان کو ان سیکٹر زکو آپ نے یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ نہ آپ نے ڈیرہ بگٹی کے لئے لا یوسٹاک اور ایگر یکلچر میں کچھ رکھا ہے نہ آپ نے ایجو کیشن سیکٹر میں ان کے لئے کچھ رکھا ہے نہ ما نز سیکٹر میں ان کے لئے کچھ رکھا ہے صرف ڈنڈوں سے ہانکنے کے لئے آپ نے چھ سو سات پوسٹ لیویز کے لئے دیئے ہیں پچھلا بجٹ آپ دیکھ لیں اُس میں بھی سینکڑوں پوٹھیں صرف لیویز کی دیئے ہیں۔ اُس سے پچھلا بجٹ بھی دیکھ لیں اُس میں بھی صرف لیویز کی پوٹھیں دی گئی ہیں۔ تو میری جام صاحب سے اور اس حکومت سے یہ ریکوئیسٹ ہے کہ یہ

چھ سو سات پوسٹ جو لیویز کی ہیں اس میں ڈیرہ بگٹی کے لوگوں کو ایکریکلچر سیکٹر میں ان کو سروہزدیں۔ ان کو لا یو اسٹاک میں سروہزدیں۔ ان کو ہمیلتھ کے شعبوں میں کھپائیں۔ ان کو ایجوکیشن کے شعبے میں کھپائیں۔ ان کو ایریکیشن کے شعبے میں کھپائیں۔ اب کچھی کینال ہمارا ڈیرہ بگٹی سے گزر رہا ہے ایریکیشن سیکٹر میں ان کو سروہزدیں۔ چہ جائیکہ کہ ہم یہاں پر۔ لاءِ اینڈ آرڈر پر پہلے سے اس وقت اگر آپ بجٹ نکال لیں ہم کروڑوں روپے صرف ڈیرہ بگٹی میں سالانہ خرچ کر رہے ہیں۔

نواہزادہ گہرام بگٹی: لا یو اسٹاک کے اندر اٹھارہ پوٹھیں آئی ہوئی ہیں، ایجوکیشن کے حوالے سے تقریباً دو سو کے قریب آئے ہوئے ہیں ایکریکلچر جو کچھی کینال جا رہا ہے وہاں تک تقریباً دو سو دس پوٹھیں آئی ہوئی ہیں اور وہاں ایکریکلچر پر بہت کام ہو رہا ہے جام صاحب کی سربراہی میں۔ چالیس کروڑ کمائڈا ایریا کے لئے منظور کیا گیا ہے۔ اور ڈیڑھ ارب روپے مزید کچھی کینال کے لئے منظور کیئے گئے ہیں۔

میرا خڑھیں لانگو: یہ جناب اسپیکر! لست میرے ہاتھ میں ہے جام صاحب کے بھی ہاتھ میں ہو گی۔ ایکریکلچر ڈیپارٹمنٹ میں ڈیرہ بگٹی کے لئے جو پوٹھیں رکھی گئی ہیں، وہ zero ہیں۔ یہ لست میرے ہاتھ میں ہے۔ یہ والیم B میں آپکا ایکریکلچر کا سارا والیم A میں ہے غالباً یا B میں ہے۔ اس میں پڑا ہوا ہے۔ آپ یہ لست میں میرے ہاتھ میں ہے، آپ بیشک چیک کر لیں کہ ایکریکلچر سیکٹر میں آپ کے ڈیرہ بگٹی کی کتنی پوٹھیں ہیں۔

--(مداخلت)

جناب ڈپٹی اسپیکر: گہرام بگٹی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ بیٹھ جائیں اس کے بعد پھر آپ کو موقع دے دیتے ہیں۔

میرا خڑھیں لانگو: تو جناب والا! یہاں پر ہمارا ایک دوست جذباتی ہو گئے تھے۔ اب میں پی ایس ڈی پی کی طرف آؤں گا۔ جناب اسپیکر! یہاں پر میں کوئی ڈسٹرکٹ کے حوالے سے بات کرتا ہوں۔ بہت ساری اسکیمیں یہاں پر ایسی رکھی گئی ہیں جو شاید جام صاحب کے علم بھی نہیں ہوں۔ notables کے نام سے کچھ اسکیمیں لوگوں سے مانگی گئی تھیں، لیکن افسوس ہے کہ اس میں بھی notables کے نام پر ٹھیکیدار صاحبان بیچ میں گھس گئے۔ اس میں میں اپنے حلقات کے کچھ اسکیموں کا آپ کو بتاتا ہوں جناب والا! ہمارے حلقات میں ایک علاقہ ہے۔ میرا حلقات ہے سیٹل اسٹ ٹاؤن جس کی ٹولی پانچ بلکس ہیں۔ ان پانچ بلکوں میں جو پیسے روڈ سیکٹر میں وہ رکھے گئے ہیں۔ وہ اس طرح کے تین سیٹل اسٹ ٹاؤن کی روڑوں کو بلیک ٹاپ کرنے کیلئے کافی ہے۔ اس کے دو تین پی ایس ڈی پی نمبر ہیں، جس میں ایک میں بلاک اے، بی اور سی رکھا ہے۔ اور دوسرے میں بلاک دو سے

پانچ تک رکھے ہیں۔ جو اسکیم، ایک تو amount ڈال ہو گئی ہیں اور وہ دوسرا اس ایریے کے work سے زیادہ ہے۔ اس کا اگر میری جام صاحب سے ریکویسٹ ہے کہ اس کو دیکھ لیں اس کو Re-measure کر لیں کہ یہ پیسے سیٹلائٹ ٹاؤن سے جو زیادہ ہیں، ان کو کہیں اور allocate کر دیں۔ ان روڈوں کو being engineer complete کرنے کے بعد جو پیسے بچتے ہیں۔ اس میں صاف ظاہر ہے میں خود capacity کیا ہے۔ اس مجھے پتہ ہے کہ کہ بلیک ٹاپ روڈ پر کتنا ہے اور اس کی work کیا ہے اور اسکی capacity وہ کیا ہے۔ اس میں جو پیسے زیادہ ہیں، جام صاحب میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ یہ پیسے سیٹلائٹ ٹاؤن سے نکال کر کہیں اور لگادیں۔ سیٹلائٹ ٹاؤن کے روڈوں کو complete کرنے کے بعد جو پیسے بچ جائیں گے، ان کی allocation مہربانی کر کے change کر دیں۔ دوسرا یہاں پر سڑیٹ لائٹس کیلئے سیٹلائٹ ٹاؤن کی رکھی گئی ہیں وہ کوئی تین کروڑ روپے رکھے ہیں۔ تین کروڑ روپے کے لائٹس آدھے کوئی کیلئے کافی ہیں۔ جو آج کل آرہے ہیں کوئی شہر کیلئے اور باقی جگہوں پر بھی گئی ہیں۔ جو گورنمنٹ کار میں ہیں، جو street-lights ہزار روپے per light ہے۔ اگر اس حساب سے ہم calculate کر لیں تو 3 کروڑ روپے کی 27 سو لاٹیں آتی ہیں۔ 27 سو لاٹ اگر ہم ہر دو فٹ کے بعد بھی ایک سڑیٹ لائٹ لگائیں تو میرے خیال سے پھر بھی سیٹلائٹ ٹاؤن کی ضروریات سے زیادہ ہیں۔ تو میری جام صاحب سے یہ بھی گزارش ہے کہ ان سڑیٹ لائٹ کو جو 3 کروڑ روپے ایک جگہ پر رکھی گئی ہیں، وہ مجھے پتہ ہے کہ سیٹلائٹ ٹاؤن کی ٹول جو ہے وہ 70 سے 100 کھبے ہوں گے، روڈوں کے۔ ان پر یہ لائٹ لگا کے باقی پیسے ٹھیکدار صاحبان کی اور XEN صاحبان کے جیبوں میں جائیں گے۔ تو یہ ہمارے لیکس کا پیسہ ہے یہ ہمارے عوام کا پیسہ ہے۔ اس پیسے کو بچانے کیلئے ان کو پورا تقسیم کر لیں پورے حلقات میں۔ ان کے allocation پر دوبارہ نظر ثانی کر لیں تاکہ یہ پیسے اس طرح صاف نہ ہوں۔ اور یہ اسکیم میں ظاہر ہے جنہوں نے ڈالی ہیں، انہوں نے ٹھیکداری والی mindset سے ڈالی ہیں۔ اس طرح کے اور بھی بہت سارے چیزیں ہیں جو آگے آپ کے مطالبات زر ہیں اُس پر بھی ظاہر ہے انہیں چیزوں پر ہم نے بحث کرنی ہیں۔ لہذا اسی لئے میں اپنی تقریر کو یہاں پر مختصر کرتا ہوں اور باقی جو چیزیں ہیں دوستوں کے جو جوابات ہیں وہ مطالبات زر ہیں جو ہمارے cut-motions ہیں اُس پر ہم بحث کریں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اختر حسین لاگو صاحب۔ ابھی توزیر خزانہ صاحب نے تقریر کرنی ہے۔ جی۔

نوابزادہ گہرام بگئی: آپ نے بولا تھا ”کہ آپ بات کریں گے۔“

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔ تو آپ اور قادر نائل صاحب کی طرف سے مجھے پرچیاں ملی ہیں ”کہ ہم لوگ تنکھے ہوئے ہیں کہیں سفر سے آئے ہوئے ہیں تو کل کریں گے“۔ پھر انشاء اللہ الگلے سیشن میں آپ دونوں کو موقع دوں گا۔ چلیں ابھی ان کا جواب بیٹک دے دیں۔

نواز ادہ گہرام گبڑی: آپ مجھے پانچ منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

نواز ادہ گہرام گبڑی: بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔ اور لانگو صاحب نے بہت اچھی بات کے اوپر highlight کیا ہے لیکن ان کے جو figures ہیں، وہ صحیح انکو معلومات نہیں ہیں یادو۔ تو ان کو میں تھوڑا بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس جو ایگلیشن ڈیپارٹمنٹ کے آپ کو پتہ ہے کچھی کینال کا جو کام ابھی چل رہا ہے اور بہت اچھے طریقے سے چل رہا ہے۔ اُسکے لئے دوسو پوٹسیں آئی ہیں۔ اور اُسکے علاوہ جو ہمارے ایگر بلکہ فنڈر ہے انہوں نے بھی آکر personally visit کیا ہے کچھی کینال کا اور یقین دہانی کروایا تھا کہ وہاں جس ٹائم کام مکمل ہو جائیگا۔ ہو سکتا ہے یہ سال کے اختتام میں یا اگلے سال تک جو command area ہے وہ بن جائیگا۔ تو اس کے بعد وہاں پوسٹ دینگے۔ کیونکہ پہلے ہم لوگوں کو پچھلے حکومتوں کی طرح کرپشن کے اندر نہیں جانا ہے۔ جہاں جو پوسٹ ضرورت ہیں وہاں وہ پوسٹ دیئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ آپ دیکھ لیں ہیلٹھ کے اندر ہمارے بہت ضرورت ہے وہاں حکومت کی طرف سے 80 پوٹسیں ہیں وہ الٹ ہوئے ہیں۔ اور لائیو اسٹاک کے طرف سے 15 یا 15 پوٹسیں ہیں وہ ہوئے ہیں۔ اور ایگلیشن سیکٹر کے اندر تقریباً ڈیڑھ سو، دوسو پوٹسیں ہوئے ہیں۔ اور جو لیویز کے بول رہے تھے کیونکہ وہاں سیکورٹی کے آپ کو پتہ ہے بہت حالات غمگین ہیں۔ اور وہاں جو لیویز سسٹم ہے ٹرائیبل ایک پولیس کی سسٹم وہ وہاں کامیاب ہے۔ اس وجہ سے اُسکے اندر وفاقی کی طرف سے اور صوبے کے طرف سے پوٹسیں آ رہی ہیں۔ اور مزید جو ڈیپارٹمنٹ کے کام ہیں اُنکے لئے بھی میں سب سے پہلے جو ہمارے لیڈر ہیں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ بہت اچھا vision لیکر آیا ہے اور انشاء اللہ اس کے بارے میں کل detail میں بات کروں گا۔ اور زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ گہرام گبڑی صاحب۔ جی۔ وزیر خزانہ صاحب۔

وزیر خزانہ و اطلاعات: شکریہ جناب اسپیکر! پہلے میں تمام معزز اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنے بجٹ تقریروں میں بڑے اچھے اور مفید مشورے دیئے جو definitely ان کے مشور آنے والے بجٹ میں یا اس کے علاوہ ضرور قابل عمل ہوں گے اور ان پر غور کیا جائیگا۔ جناب اسپیکر! قائد ایوان صاحب نے بولنا

ہے اور وہ تفصیل بجٹ کی خدوخال پر روشنی ڈالیں گے۔ میں بھی کوشش کروں گا کہ بجٹ کی جتنی بھی silent-features ہیں تھوڑا آپ کے سامنے گوش گزار کراؤ۔ جناب اسپیکر! بجٹ سازی ہر حکومت کا حق ہے، استحقاق ہے۔ اور جو اچھی حکومتیں ہوتی ہیں جن کی good governance ہوتی ہیں، وہ بجٹ سازی پر بڑا اہمیت دیتے ہیں۔ اور اچھا بجٹ اچھی حکومت کی نشانی ہے۔ اچھا بجٹ اچھی حکومت کی نشانی ہے۔ جناب اسپیکر! بجٹ کا یہ مقصد ہر گز نہیں ہوتا ہے کہ آپ کے فنڈز جو آپ کے سامنے رکھیں اور آپ نے مختلف سیکٹرز میں distribute کر دیئے۔ بجٹ کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے پوری سال کی پلانگ کرنی ہیں۔ جس میں آپ کا ڈولپمنٹ سیکٹر ہو۔ جس میں آپ کا نان ڈولپمنٹ سیکٹر ہو۔ جس میں آپ کا تعلیم ہو، صحت ہو۔ لوگوں کی روزگار ہو۔ فلاح و بہبود ہو۔ سب کچھ جو ہے وہ پاکستان میں جون کے مہینے میں وہ آتا ہے۔ اور لوگ جو ہیں اور پارلیمنٹ اُس پر قانون سازی کر کے فناں بل approved کرتی ہے۔ گورنمنٹ بجٹ بنائے یہاں پر لے آتی ہے۔ جناب اسپیکر! ہماری جو بجٹ ہے، 419 ارب روپے کا، جس میں 108 ترقیاتی مدد میں اور 291 غیر ترقیاتی مدد میں۔ اور 47-billion کا جو ہے وہ deficit کا مطلب ہرگز نہیں ہے کہ یہ جو کسی نے قرض لینا ہوگا یا بلوچستان کے عوام پر کوئی بوجھ ڈالا ہوگا۔ deficit کا مطلب یہ ہے کہ یہ آپ کے اخراجات ہیں جو اچھی حکومتیں ہوتی ہیں وہ اسکو cover کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جس طرح ہمیں جو وراثت میں بجٹ ملا تھا جس میں 67 بلین کے جو ہے خسارہ تھا۔ لیکن ہم نے austerity measures اور اچھی گورنمنٹ سے اُس وقت cover کر کے 34 بلین روپے تک لے آئے ہیں۔ تو میرے خیال میں یہ ہماری حکومت کی بہت اہم کامیابی ہے۔ جناب اسپیکر! بجٹ سازی، یہ پچھلے دس مہینوں سے جاری ہے۔ جب ہماری حکومت آئی تو دوسری کابینہ میٹنگ میں کابینہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک کمیٹی بنائیں، جس میں پہلک سیکٹر ڈولپمنٹ پروگرام تھا، جو عدالت میں اُس پر نوٹس لیا ہوا تھا، جس پر لوگوں کے شکوک و شبہات تھے۔ مختلف انگلیاں اٹھ رہی تھیں کہ اُس کو بہتر کر سکیں۔ اس کمیٹی نے دن رات کام کر کے ایک بہترین ڈولپمنٹ سیکٹر پروگرام دیا۔ اور اُس میں کئی ہزار ایسے اسکیمات تھیں جن کی وجہ سے بلوچستان کی ڈولپمنٹ کو مدھم پڑ گئی تھی۔ بلوچستان جو throw-forward تھا وہ 4 سوارب کے قریب پہنچ چکا تھا۔ لیکن میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اُس کا بینہ کمیٹی کو جنہوں نے کام کر کے اُسکو 169 بلین روپے تک محدود کر دیا۔ جناب اسپیکر! یہ واحد بجٹ ہے۔ جس میں کوئی تین سے چار مہینے پہلے ہماری وزیر اعلیٰ صاحب، فناں ڈیپارٹمنٹ، پلانگ اینڈ ڈولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ، ہمارے ایم پی ایز اور ہمارے ملکے سب نے سر جوڑ کے بیٹھ گئے کہ ہم کس طرح ایسی بجٹ بلوچستان

کو دیں جو بلوچستان کے محرومیوں کا ازالہ کر سکے۔ جو بلوچستان کے وہ ترقی جو مدد ہم پڑ گئی تھی اُسکو track پر لے آئیں۔ اور بلوچستان کے لوگوں کی جو ہیں خوشحالی کا ضامن ہوں۔ بلوچستان میں ایک اچھا پیغام لے آئیں۔ تو اس حوالے سے مختلف stakeholders سے مشاورت ہوئی جس میں ہماری اپوزیشن بیٹھی ہوئی ہے ان کو فانس ڈیپارٹمنٹ نے بریفنگ دی۔ جس میں ہمارا میدیا ہے ان کے ساتھ consultation ہوئی۔ اسی طرح ہمارے نمبر ان ہیں individually ان کے ساتھ consultation ہوئی۔ تب جا کے بلوچستان میں ایک بہترین بجٹ بنانے میں ہم کامیاب ہوئے۔ جناب اسپیکر! یہ بجٹ نہ کہ ہم حکومتی نمبر ان جو ہیں اسکو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اس کی تعریف اور توصیف کر رہے ہیں بلکہ بلوچستان کے طول و عرض میں جتنے بھی ہمارے طبقات ہیں وہ اُس کے تعریف کر رہے ہیں بلکہ یہاں تک ہمارے مشہور اخبارات نے اپنے editorials میں بھی لکھا ہے کہ for the first time کسی حکومت نے ایک اچھا بجٹ دینے کی کوشش کی ہے۔ میں یہ بات، ہمارے لئے اس گورنمنٹ کیلئے وزیر اعلیٰ صاحب کیلئے میرے لئے ایک باعث مسرت ہے باعث فخر ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی اس حکومت میں جو ہیں بلوچستان کی جو بجٹ سازی ہے، بلوچستان کی جو تغیر و ترقی ہے، اُس پر ایک حکومت ایسی ہے جس نے اسکو seriously اس کو لیا۔ اس کو صرف copy paste کی حد تک نہیں رکھا، بلکہ اس کو جو ہے ایک صحیح معنوں میں بجٹ بنایا۔ جناب اسپیکر! بات یہاں تک نہیں ہے۔ میں چونکہ سو شیل میڈیا پر بات چلی رہی تھی، میں کل خود دیکھ رہا تھا کہ ہمارے ایک پلیٹ فل پارٹی کی آفیشل ویب سائیٹ پر، ہمارے ایم پی اے کی تعریف کی ہوئی تھی ”کہ جی انہوں نے ایک ٹراما سینٹر بنایا ہے اور کچھ سکول اپ گریڈ کی ہیں اور اُس کے پوٹھیں دی ہوئی تھیں“، تو میں سمجھتا ہوں کہ بیشک اس اسمبلی میں اس پر تقدیر کریں۔ لیکن میں آفیشل ویب سائیٹ پر جو بات آئی ہوئی تھی، اُس پر میں اُس کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ اُس نے گورنمنٹ کے بجٹ کو سراہا ہے جناب اسپیکر۔ نا۔ صرف اس بجٹ میں ہم نے وہ key sectors invest کیا ہے بلکہ ہم نے ہر وہ سیکٹر پر کام کیا ہے جو بچھلے آدوار میں جن کو neglected کیا ہوا تھا، جن پر کوئی کام نہیں ہوا تھا۔ اور ہم نے کوشش کی ہے کہ ہم ایک reform لے آئیں۔ اس طرح اگر آپ ایجوکیشن کو دیکھیں، ایجوکیشن میں انقلابی تبدیلیاں آئی ہیں۔ for the first time in the history کہ بلوچستان کی جو یونیورسٹیاں ہیں ان کی جو بجٹ ہے، اُسکو گورنمنٹ آف بلوچستان 550 ملین سے increase کر کے کوئی ڈیڑھارب کے قریب لے گئے۔ اور یونیورسٹی فانس کمیشن بنایا ہے۔ گو کہ ہمارے بلوچستان کی جتنے بھی ہمارا future ہیں وہ یونیورسٹیوں میں ہیں۔ لیکن بدقتی سے جتنے

بھی حکومتیں یہاں پر گزری ہیں، ان کا اور یونیورسٹیوں کے درمیان کوئی ربط نہیں رہا ہے۔ اور اسی طرح جناب اسپیکر! اگر آپ ایجوکیشن کو لیں۔ ہمارے فنڈر ایجوکیشن صاحب نے کافی تفصیلًا جو بحث کی ہے اور مختلف اسکولوں کی آپ گریڈیشن کی بات کی ہے۔ اسی طرح Sector College میں ہم نے کوئی چھ nursing colleges وہ جو ہے بنائیں جو پہلے نہیں present تھے۔ اسی طرح جناب اسپیکر! بلوچستان میں مزید کیمپس بنانے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اس میں BUET خضدار کا subcampus ہے ایک لسیلہ میں تعمیر کیا جائیگا۔ اور اسی طرح ایک جو ہے تربت تعمیر کیا جائے گا۔ اسی طرح ہماری جو ڈوب district ہے وہاں پر کرے گی تاکہ وہ بھی at par آجائے باقی campuses کے مطابق۔ اور اسی طرح پنجکور میں بھی ایک جو ہیں campus قائم کیا جائے گا۔ جناب اسپیکر! پہلی دفعہ اس بحث میں اس طرح ہوا ہے کہ جو social protection fund ہے جو 700 million سے لیکر 8000 million تک Government of Balochistan کو جاتا ہے اس کی جو treasury bench جس کا سہرا اعلیٰ اس کا سہرا اوزیر اعلیٰ بلوچستان کو جائیگا۔ جناب اسپیکر! approval ہو گی اس کا سہرا پوری اسمبلی کو جائیگا اس کا سہرا اوزیر اعلیٰ بلوچستان کو جائیگا۔ جناب اسپیکر! یہ social protection fund ہمارے ہاں وہ قریب وہ نادار وہ مریض جو اپنی زندگی کو بچانے کی جو ہے اُمید کھو چکا تھا لیکن بلوچستان عوامی فنڈ کی وجہ سے آج اُس کو Government of Balochistan کی وجہ سے مفت علاج کرے گی۔ بے شک اُس کی جتنی بھی بڑی مرض ہو cancer کا ہو یا heart کا ہو یا جو ہے liver cirrhosis ہو جو غریب آدمی کبھی سوچ نہیں سکتا تھا کہ وہ اتنی بڑی رقم کہاں سے جمع کر کے اتنی مہنگی علاج کرائے لیکن Government of Balochistan نے اس بحث میں اُس غریب آدمی کے لئے جو ہے موقع فراہم کیا ہے۔ وہ fund کر رکھا ہے۔ خدا نخواستہ اُس کو کوئی یہاں لاحق ہوتا وہ جو ہے آپنے expense پر اُس کا علاج کریں گی۔ جناب اسپیکر! اسی طرح بلوچستان میں رجسٹر پندرہ ہزار کے قریب پندرہ ہزار کے قریب ہمارے معدود رین ہیں۔ جو آپ جناح روڈ کے side پر جائیں یا مختلف شہروں میں آپ جائیں، کہیں آپ کو جو ہے ایسے لوگ ایسے بلوچستانی ملیں گے جو روڈوں پر بیٹھے بھیک مانگ رہیے ہوں گے۔ لیکن گورنمنٹ نے دیکھا اُس نے فیصلہ کیا کہ جی اُس کی کفالت جو خود محنت مزدوری نہیں کر سکتا وہ حکومت کی جو فرض ہے حکومت نے بلوچستان عوامی خدمت کا روڈ متعارف کرایا ہے۔ جو 2 billion کے قریب ہے۔ جناب اسپیکر! نہ صرف Government of

اس بات پر روکی ہے ابھی ہمارے ہزاروں ایسے لوگ ہوں گے جو جیلوں میں بند پڑے ہوں گے جن کی سزا میں معاف ہوئی ہو گی لیکن وہ بیچارے اُس خانے میں سڑ رہے ہو نگے کیونکہ اُنکے پاس fees کرنے کے کارنے پسے نہیں ہے۔ تو Government of Balochistan نے ایک 1 ارب fine کا ادا کرنے کے endowment fund رکھا ہے۔ جتنے بھی وہ قیدی ہوں گے جن کی سزا میں معاف ہو گی تو ہے جو ہے انکا fees Government of Balochistan کا ادا کرے گا۔ جناب اسپیکر! اسی طرح آپ اگر دیکھیں ہمارا health sector ہے بلوچستان میں for the first time ہم نے budget کے جو sector میں کوہم نے rationalize کیا ہے۔ ہم نے یہ ضرورت محسوس کی ہے کہ ہمارا وہ DHQ جو بند پڑا ہوا ہے، جو نہیں چل رہا ہے کیونکہ وہ وہاں پر سہولیات نہیں ہیں کیونکہ وہاں پر ادویات نہیں ہیں۔ وہ RHCs جو بند پڑے ہوئے ہیں کیونکہ وہاں پر funds نہیں ہیں تو اس دفعہ Government of Balochistan کو devolve کر کے وہی اُس fund کو MSD کر دیا اور وہ افر تعداد میں دے دیا تاکہ وہ اپنی ادویات خود خرید سکیں تاکہ اپنی دوسری ضرورتیں پوری کر سکیں۔ اسی طرح یہاں تک صرف نہیں رکھی ہے انہوں نے وہ RHCs Government of Balochistan جن کو تالے لگے ہوئے تھے جن پر جو ہے spiders نے وہاں پر ویران بنایا ہوا تھا ان کیلئے بھی fund منقص کیا ہے تاکہ وہ RHCs functional ہو اور وہ health کی سہولتیں جو گاؤں گاؤں اور گلی گلی تک پہنچیں۔ جناب اسپیکر! Road Accidents بلوچستان میں بہت ہوتے ہیں Government نے محسوس کیا کہ جی road accident کو کم کرنے کیلئے سڑکوں کی dualization کا جو ہے جال بچانا۔ اس کے ساتھ ایک Trauma Centers بلوچستان کے طول و عرض میں بنارہے ہیں۔ جو میں کہتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ جناب اسپیکر! ناصرف کے ہم نے جو ہے education اور health focus کیا ہے۔ بلکہ ہم نے ان sectors پر بھی invest کیا ہے جو پہلے بالکل tourism کا ایک بہت بڑا sector ہے لیکن کبھی کسی گورنمنٹ نے اس پر ایک کے کیا invest کیا اس دفعہ حکومت نے ایک Tourism project لایا ہے جو وہ Tourism کی Master Planning کرے گی اور future میں tourism کو develop کرے گی۔ جناب اسپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بلوچستان کے ایک ایسا وسیع project ہے جس میں آپ جتنی بھی invest کریں آپ کو اتنا زیادہ فائدہ ملے گا۔ جناب اسپیکر! اسی طرح ہمارا Fisheries

ہے تو ہم نے department Government Housing Scheme کیا ہے کہ ہمارے جو بہت سے ایسے ہماری coast population ہے کہ وہ coast پر رہتی ہیں لیکن انکی فلاں و بہبود کے لیے کسی حکومت نے کچھ نہیں کیا ہے اور نہ تھی اُنکے روزگار کو protect کیا ہے۔ تو اس حکومت میں اُنکے لئے جو مزید جیٹیاں بن رہی ہیں۔ اسی طرح ان کی جو ہے فلاں و بہبود کیلئے مزید housing schemes بنیں گی تاکہ وہ انکو ایک اچھا اور بہتر life standard ملے۔ جناب اسپیکر! اب آر کیا لو جی کو لیں۔ بلوچستان میں ہمارے پاس ایسے sites ہیں جو ہزاروں سال جن کی تاریخ ہے جو پڑے ہوئے ہیں لیکن ان پر کبھی بھی کسی نے کوئی جو ہے ایک ٹکنیک کا بھی دہان نہیں دیا ایک ٹکنیک کی بھی investment نہیں۔ اس دفعہ حکومت نے nondevelopment budget میں اُنکے 20 کروڑ روپے رکھے ہیں اور اسی طرح گورنمنٹ ایک ایکیم لے آئے یہ جو ہمارے archaeological Sites ہیں انکو اپنی اصل حالت میں conserve کرے گی تاکہ وہ جو archaeological sites ہماری تاریخ ہماری تہذیب کی عکاسی کر سکیں۔ جناب اسپیکر! نہ صرف fisheries اور نہ صرف archaeological sites بلکہ ہم بلوچستان حکومت نے mining sector میں invest کر رہے ہیں for the first time میں منظور کی ہے۔ اور اس دن میں بیٹھا میں جیران ہوا کہ ایک ہمارے دوست شاید میں آپ کے بارے میں کوئی comment نہیں کروں گا۔ انہوں نے کچھ خدمات کا اظہار کیا تھا۔ جناب اسپیکر! جب وہ Mining Policy approve ہو رہی تھی تو اُس میں یہ بات ہم نے conditionalaly ڈال دی کہ within one month بلوچستان کے ہر شخص کو ہر شہری کو اگر اُس کو کوئی اعتراض ہے اُس کو کوئی مفید مشورہ اس کے پاس ہے وہ اگر ہمیں دے ہم سے آنے والے ججت میں اُس کو meeting میں اُس کو incorporate کر کے ایک بہترین Mining Policy دیں گے۔ جناب اسپیکر! نہ صرف mining PSDP میں ایسے بلکہ ہر سیکٹر ایر پیلیشن ہو آپ کا آپ کا Agriculture ہو۔ آپ PSDP کا آپ دیکھ لیں۔ Federal Government نے یہ کہا تھا ایسے sectors تھے ایسی ایسی سکیمیات تھیں کہ ان پر، وہ کئی سالوں سے چلتے آرہے تھے۔ اسی طرح میں آپ کو بتاؤ ہمارا جو کچھ کیا نا ہے کئی سالوں سے وہ چل رہا تھا۔ ہم اُس وقت اُس کو مزید extend کریں جب تک آپ اُس کو command area develop کریں گے۔ جناب اسپیکر! اس دفعہ اس کتاب میں جو ہے ہم نے اچھا خاصہ خطیر رقم رکھا ہوا ہے اُس کرنے کیلئے۔ اور جناب اسپیکر! اسی طرح تربت کا میرانی ڈیم ہے۔

For the first time 2007 سے جزل مشرف نے وہاں پر ایک ڈیم بنا کے دیا لیکن بد قسمتی سے وہاں پر ہماری حکومتیں رہیں ہے وہاں پر ہمارے وزیر علی بھی رہے ہیں ہمارے وزراء بھی رہے ہیں، انہوں نے Command area develop نہیں کیا۔ ایک پروجیکٹ لائے تھے جو چار سال سے پڑھا ہوا تھا 25% اس پر کام ہوا تھا۔ اس دفعہ حکومت نے کہا کہ جی اس کو ہم تکمیل کر کے close کر دیتے ہیں۔ اور وہ جو ہے تقریباً 3 سے 4 ہزار لوگوں کے لئے روزگار میسر کرے گی۔ اسی طرح جناب اسپیکر! سید احسان شاہ صاحب نے کل ایک اچھا point کیا تھا یہ اچھی بات کہ میرانی ڈیم کے جو compensation ہے۔ 2007ء میں سیالاب آیا ہوا تھا وہاں پر تقریباً کوئی دوڑھائی یو نین کو نسل زیر آب آگئے تھے ہزاروں گھروں وہاں پر تباہ ہو گئے تھے۔ لوگوں کے فصلیں تباہ ہو گئی تھیں اور غلطی بھی جو ہے وہ WAPDA کی تھی اس وقت جو انہوں نے کی تھی لیکن انکو compensation گورنمنٹ نے نہیں دی۔ اس دفعہ ہم اور جام صاحب جب تربت گئے لوگ اُنکے پاس ملنے آئے تو انہوں نے، تو جتنے بھی compensation تھیں اس دفعہ سارا budgeted کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ میران ڈیم کے متاثرین کو پیسے بہت جلد مل جائیں گے۔ جناب اسپیکر! بات تو بہت بھی چوڑی ہو گئی بات بہت زیادہ ہو گئی۔ آپ لوگوں کا وقت ضائع کے بغیر میں آپ کو جتنے بھی آپ کو یقین دلاتا ہوں آپ نے PSDP پڑھا ہو گا اپوزیشن کے ممبران ہمارے بھائی ہیں definitely تقید کرنا اُنکا حق ہے لیکن دل میں وہ ضرور جانتے ہو نگے ضرور اس بات کو realize کرتے ہو نگے اور شاء بلوج نے اپنے بلوچستان نیشنل پارٹی کے cell official media appraisal کیا ہے اس میں بھی ہے تم اُسکا شکر یہ ادا کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! اس سے بہترین بجٹ جو ہے میں کہتا ہوں ممکن نہیں ہو سکتا۔ تو یہ گورنمنٹ کی کوشش ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ نہ کہ صرف اس کو منظور کر ایگی بلکہ کوشش کرے گی کہ Utilization کریں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ within 6 months آپ کو جو ہے ایک بہترین تبدیلی نظر آئیں۔ جناب اسپیکر! ایک بات جو مختلف حوالوں میں لوگوں نے کی کہ یہ جو ہے بجٹ تھا اس بجٹ کو بنانے میں لوگ Bias ہوئے۔ جناب اسپیکر! آپ PSDP کتاب دیکھ لیں۔ اپوزیشن کے وہ حلقة جہاں پر گورنمنٹ ممبران نہیں ہیں اُدھر بھی اربوں روپے چلے گئے ہیں آپ PSDP Check کر لیں خضدار میں گورنمنٹ کا کوئی MPA نہیں ہے، سارے اپوزیشن کے ہیں، دوارب کے قریب خضدار میں جا رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! اسی طرح پیشیں میں حکومت کا کوئی ممبر نہیں ہے لیکن حکومت نے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے پیشیں میں بھی کام کروار ہے ہیں تقریباً جس کا جو ہے دوارب کے قریب

ہے۔ جناب اسپیکر! ہم اس بات کو یکسر مسترد کرتے ہیں۔ اور ہماری پارٹی ہے، ہمارے coalition partners ہیں ہم سارے۔ ہم اس بات پر belief نہیں کرتے ہم belief کرتے ہیں عوامی خدمت پر ہم belief کرتے کارکردگی پر۔ ہمیں پتہ ہے کہ ہمیں عوام نے جو یہ پانچ سال دئے ہیں۔ ہم نے اگر کارکردگی نہیں دکھائی تو ہمارا حال اسی طرح ہو گا جو ہمارے پیش روؤں کا ہوا ہے۔ جناب اسپیکر! ہم اپنے اسی طرح جو treasury benches کے حلقتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں اسی طرح ہمارے opposition کے benches کے حلقتے اُسی طرح حق دار ہیں۔ ہاں گو کے یہ ہو سکتا ہے کسی MPA نے identification individual کی ہو گی کسی اوروہاں کے کی ہو گی یا ذیپارٹمنٹ نے خود کی ہو گی اس پر میں بحث نہیں کرتا لیکن اس بات پر ضرور زور دوں گا کہ وہ حلقة deprived نہیں رہا ہے۔ اور آخر میں میرے دوست بیٹھے ہوئے ہیں شاء بلوج صاحب اور اکبر مینگل صاحب میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ ان کی پارٹی نے وفاق میں وفاقی بجٹ کو vote دینے کا اعلان کیا ہے اور یقیناً یہ بڑا اچھا اقدام ہے جو انہوں نے کیا۔ ہم اُس اقدام کو سراحتہ ہیں۔ اور یقیناً وہ بلوچستان کے لیے وفاقی حکومت سے ضرور کچھ نہ کچھ نہیں لے آئیں گے اور ہم یہاں پر development کریں گے۔ اور اس کے ساتھ ہم ان سے یہ توقع رکھیں گے کہ وہ بھی ہمارے اس

بجٹ کو vote کریں گے اور ایک اچھا gesture ہو گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ بلیدی صاحب۔ جی۔ شاء بلوج صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوج: شکریہ جناب اسپیکر! آج بلوچستان حکومت نے آج white paper جو ہمیں بجٹ 2019ء سے متعلق دیا ہے کاش کیے واقعی white paper میں پہلے ملتا تو ہم اپنی بجٹ اپیکچ میں بہت سی اور چیزیں بھی تجاویز تھیں یا جو ہماری تقریر تھی اُس میں پیش کر سکتے۔ کیوں کہ بلوچستان ہم سب کا صوبہ ہے جب یہ white paper کوئی باہر کا researcher یا باہر کا expert پڑھتا تو اس کی بڑی importance ہے۔ اس میں دو چھوٹی غلطیاں ہیں جو میں نے بالکل ابھی تھوڑی دریمیں ملا ہے میں نے پڑھ کے۔ اگر مجھے رات تک انشاء اللہ مل جائے کوئی اور غلطی بھی نظر آئی، بتا دوں گا۔ اس لیے کہ بلوچستان کے facts and figures 1 page CM پر اپنے team کی اگر Over View of Socio Economic of Background Chapter 1 میں دیکھ لیں۔ اس میں بلوچستان کا background over view، background of Balochistan انہوں نے دیا ہے۔ اس میں انہوں نے Graph دیا ہے جس میں Infant mortality ہے۔ بلوچستان کی 49 بتائی گئی

اور پنجاب کی جو Infant mortality rate 81 بتائی گئی ہے، KPK اور سندھ کی 81۔ لیکن بلوچستان کی infant mortality rate factually ہے وہ پاکستان میں سب سے highest ہے اور وہ تقریباً 158 اور 160 کے قریب کے ہے اور یہ آپ نے آگے چل کر یہ infant mortality rate of اس کا مطلب یہ ہے کہ بلوچستان میں infant mortality rate آپ نے کم دکھایا ہے۔ اچھا دوسرا اسی کی خود آپ لوگوں نے یہاں پر آکے دوسرے page Number 4 پر Over View of page Number 4 میں اسیں دیا یا ایک line continuation کی Socio Economic infant Mortality rate Child Mortality Rate اصل میں The Child Mortality Rate نہیں گیا ہے کہ mortality rate under 5 mortality rate ہوتی ہے جو بھی جو 5 کو کھاتے ہیں تو infant mortality rate bracket میں لکھا ہے جس میں mortality rate upto 5 years of age as significantly increased to 158 per thousand lives births تو یہاں پر آپ نے خود دیا ہے کہ 158 وہاں پر آپ نے 49 تو یہ اس کی تکلیف کر کے کر دیں corrigendum issue کریں گے یا کر کے۔ باقی اگر میں رات کو پڑھ لونگا اگر کوئی چیز نظر آئی تو بتا دوں گا۔ یہ بلوچستان کے حوالے سے بہت important ہے کیونکہ experts researchers جو ہے اس طرح کے چیزوں کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ شکر یہ۔

میراختر حسین لانگو: Point of Order جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال سے نہیں جام صاحب ابھی speech کر رہے ہیں۔ نماز پڑھنے گئے ہوئے ہیں۔ آپ کر دیں۔ نوٹ ہو جائیگا۔

میراختر حسین لانگو: آپ کی توجہ چاہوں گا جناب اسپیکر minister finance صاحب کی بھی توجہ چاہوں گا۔ جناب اسپیکر! پچھلی PSDP پر جو اتنا شور و غونا اور اتنا جو delay ہوا تھا اس کی کچھ Honourable High Court کیس میں جو technical وجوہات تھیں جو عدالت میں کیس تھا اس کیس میں جو، block allocation جو ہم direction کی تھی۔ اس میں دو، تین چیزوں کے حوالے سے تھی۔ ایک جو PSDP میں جو P&D department رکھتے تھے PSDP میں جو اس دفعہ پھر اسی طرح کی ایک چیز کی گئی ہے۔ جس میں اگر ایک simple اعتراف تھا۔ جناب والا اس دفعہ پھر اسی طرح کی ایک چیز کی گئی ہے۔ بھی application Honorable high court میں چلا گیا تو اس سال کی PSDP

ہماری اس کا حشر و نشر بھی وہی ہوگا جو 19-2018ء کی PSDP کا ہوا تھا۔ اس میں ہم block allocation میں چیزوں کو رکھتے تھے۔ سکیم کا نام نہیں ہوتا تھا ایک امبریلا سکیم بنانے کے رکھتے تھے۔ یہاں پر اس کو صرف Technically انہوں نے پتا نہیں کس نے مشورہ دیا۔ لیکن چیز وہی ہے اس میں صرف نام انہوں نے change کیا ہے۔ یہاں پر انہوں نے رکھ دیا ہے provincial。 نہ کوئی سکیم کا نام ہے، نہ علاقے کا نام ہے، صرف provincial کر کے اس پر پیسے رکھ دیے گئے ہیں۔ اگر میں آپ کو مثال دوں گے۔ اب یہ provincial میں انہوں نے provincial کے نام سے رکھے ہیں ایک ہزار ایک سو نوے ملین۔ اب یہ agriculture کے نام سے agriculture میں یہ کچھ میں خرچ ہوں گے؟ یہ ژوب میں خرچ ہوں گے؟ یہ گودار میں خرچ ہوں گے؟ یہ irrigation کی کس سکیموں میں خرچ ہوں گے؟ ان سے ٹریکٹر خریدا جائیگا؟ اس سے کھاد خریدا جائیگا؟ اس سے Seeds خریدا جائیگا؟ کچھ پتے نہیں۔ تو جناب والا اسی طرح کوئی میں رکھے ہیں انہوں نے رکھے ہیں کوئی ان کا کا وہ نہیں ہے۔ اسی طرح کریں گے کیا؟ اب یہ provincial کے نام سے پیسے رکھے ہیں کوئی ان کا کا وہ نہیں ہے۔ اسی طرح communication کے sector میں میں آتا ہوں۔ communication میں انہوں نے 250 million میں رکھے ہیں provincial۔ اور لوکل گورنمنٹ میں رکھے ہیں 150 million۔ اسی طرح public health میں رکھے ہیں 405 million۔ ایکیشن میں رکھے ہیں 500 million。 forest میں رکھے ہیں 396 million。 livestock میں رکھے ہیں 375 million۔ اسی طرح باقی تمام departments میں۔ یہ اگر ایک simple application بھی اگر کسی نے کوڑ میں دے دی کہ یہ بلاک ایلوکیشن ہے اور اس پر Judgment کی Honourable High Court کی ہے۔

انجینئر زمرک اچھزئی (وزیر زراعت و کاؤپریٹوں): لاگو صاحب! اگر آپ ہمیں سن لیں۔ یہ جو provincial level ہے یہ provincial level پر اسکیم میں رکھی گئی ہیں۔ کچھ میں mention ہے district۔ کچھ جو provincial level پر اُنکے title پڑھاؤ گے کون سا book ہے کون سا صفحے پر ہے۔

میرا ختر حسین لاغو: اُس میں اسکیم کا نام نہیں ہے جناب والا۔

وزیر زراعت و کاؤپریٹوں: اسکیم کا نام ہے اس میں۔

میرا ختر حسین لاغو: یہ education میں میں تھوڑا سا زمرک صاحب clarify کر دوں۔

education میں انہوں نے کوئی کروڑوں روپے رکھے ہیں۔ کروڑوں روپے رکھی ہیں Provincial Shelterless school کے نام سے اسکیم کا نام ہے۔ اب یہ School کے کہاں پہنچنے میں ہے؟ ٹوب میں ہے؟ گوار میں ہے؟ پچھی میں ہے؟ تفتان کے باڑو پر ہے؟ کہاں پہنچنے میں ہے؟ کہاں پہنچنے ہے؟

وزیر راست و کاپریٹوں: آپ کو یہ نہ ایک چیز بتا دوں۔

میر اختر حسین لاغو: میں اس کو تھوڑا سا صحیح کر لیں کیوں کہ PSDP پاس نہیں ہوئی ہے۔ کیوں کہ اگر یہ میں اس کو تھوڑا سا صحیح کر لیں کیوں کہ PSDP پاس نہیں ہوئی ہے۔ کیوں کہ اگر یہاں سے پاس ہو کر چلا گیا تو ایک simple application بھی چلا گیا تو یہ رُل جائیگا۔ اور اس کا خمیازہ پورا بلوچستان بھگتے گا۔ یہ جن لوگوں نے یہ مشورہ دیا ہے ان کو میرے خیال سے وہ لوگ بھی یہ چاہتے ہیں کہ اس بجٹ کا اس PSDP کا بھی حصہ ہی ہو جو 19-2018ء کا ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ اختر حسین لانگو صاحب۔ جی کی تھران صاحب۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ - نہیں ویسے اگر کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہہ دیں۔ جی زمرک صاحب۔

وزیر راست و کوآپریٹورز: PSDP نمبر 12 ہے جو یہ provincial یہ جناب اپنے صاحب! اگر کہہ رہا ہے۔ اس میں لکھا ہے promotion and development of olive crops in Balochistan ابھی olive جو ہے آپ کو پتہ ہے کہ olive کہاں پر ہوتا ہے زیتون۔ یہ جو آپ کا ایک یکچھ کاظر آ رہا ہے میں ہر ایک کے سامنے اپنا title لکھا ہوا ہے۔ اور concept paper میں ہر ایک چیز کو clear کیا گیا ہے۔ آپ ہمیں سن لیں میں آپ کو clear کر کے دیتا ہوں۔ ہر چیز جو concept CP ہوئی ہے اسکا مطلب ہے اسکا concept paper۔ اور اس پر ڈی اے سی ہوئی ہے اور سکروٹنی ہوئی ہے۔ ہر ایک سکیم کی جو ہے وہ جانچ پڑتا ہوا ہے۔ اور یہ جو ہے آپ کا ٹائیل آتا ہے یہ کمپوٹر بائیسیس digits سے زیادہ لینا نہیں ہے اور اس کے ساتھ جو ہے ہر چیز کو لکھا گیا ہے۔ ہر چیز کو کلیئر لکھا گیا ہے۔ جس طرح ابھی یہ لکھا گیا ہے یہ جو command and development area Kachhi Canal ہے۔ یہ کوئی provincial اسکیم ہے۔ یہ کوئی district نہیں ہے۔ یہ province کے ساتھ ان کو رکھ کے ہیں اور سارے جو ہے ان کے CP کے ساتھ۔ اور پھر جب آپ detail مانگیں گے وہاں میں سب چیز موجود ہے۔ ابھی وہاں detail کے ساتھ نہیں آسکتی ہے۔ اتنا detail اگر ہم دے دیں تو پورا صفحہ جو ہے title کے ساتھ ایک صفحہ آئے گا۔ تو یہ جو ہے ہر چیز clear ہے کوئی ایسی چیز

نہیں ہے۔ اس کو commission planing اور سپریم کورٹ کے فیصلے کو رکھ کے سامنے یہ جو ہے PSDP ترتیب گئی ہے اور مرتب کی گئی ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آپ کے Shelterless Schools ہیں۔ تو اگر یہاں پہ بلوچستان میں چھ سو سات سو ہیں۔ تو اگر Shelterless School ہیں تو پورا کتاب ہر ڈسٹرکٹ کا نام لکھیں گے تو ادھر ایک صفحہ آپ کا پانچ سو چھ سو سکول اگر Shelterless ہیں تو پورا کتاب ایک title پہ آجائے گی۔ تو وہ ہم اسی طرح تقسیم کریں گے۔ آپ کے علاقے میں اگر Shelterless School ہے اسکو دیا جائیگا پوری تفصیل کے ساتھ۔ وہ concept paper کے ساتھ ہے آپ کو پوری گرفتاری چاہیے تو پھر بعد میں آپ question کر لیں جس طرح اسمبلی اجلاس میں ہوتا ہے آپ کو سارا detail مل جائیں گے۔

میراختر حسین لالگو: اس میں جناب اسپیکر میں زمرک بھائی سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ PSDP نمبر ہے 105 اب یہی provincial اسکیم ہے۔ اب اس میں پڑھ لیں۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ اس طریقے سے ہو جائے تو یہ چیز چلے گی۔ establishement of marble city at Loralai، provincial specific کردیں اس اسکیم کو پیش آپ اسکو Dalbandin and Khuzdar دے دیں یا فیڈرل جو بھی نام دے دیں۔ اسکیم specific ہو جائے تاکہ کل ہم اس پہ یہ خواری جو ہے پورے صوبے کی ہوگی۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوں: آپ ٹھیک فرمار ہے ہیں لیکن وہ جو Shelterless School ہیں تین نہیں ہوتے ہیں تقریباً 200 ہوں گے۔ تو پورا اپ کا district میں ہم اس سکولوں کے نام دیں گے تو کتنا صفحہ مانگے گا۔

میراختر حسین لالگو: آپ لوگوں کی مرضی۔ ہم نے نشاندہی کرنی تھی۔ ہم نے ایک خامی کی نشاندہی کرنی تھی وہ ہم نے کر دی۔ آگے آپ لوگوں کی اپنی مرضی۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوں: میرا خیال سے آپ آجائیں پھر ہمارے P&D اور finance secretary آپ کے ساتھ بیٹھ جائیں گے پوری تفصیل بتائیں گے۔ اگر کوئی ایسی بات ہو، تو ہم بھی نہیں چاہیں گے کہ PSDP اس طرح سے وہ ہو جائے۔ ہم نے پورا ایک گیارہ سال کیا ہوا ہے اس پہ چلو ٹھیک

Thank you ہے

جناب ڈپٹی اسپیکر: ج. ج. بولیں۔

میر یوسف عزیز زہری: جناب! میں وہی اپنا پرانا رونا تھوڑا سا۔ کیوں کہ آج وزیر موصوف صاحب سردار صالح بھوتانی صاحب تشریف فرمائیں۔ کہ انہوں نے یہاں پہ وحدہ کیا تھا کہ جو کمیٹی بنے گی۔ اور میں کمیٹی بناؤں گا۔ اُس کے بارے میں سردار صاحب بھی بیٹھا ہوا ہے میرے خیال میں، تو میری یہی کوشش ہو گی کہ سردار صاحب تادیں کہ کب ہو گا۔ ہو گا نہیں ہو گا؟ پانچ مہینے ہو گئے۔

وزیر پلیدیات: جناب اسپیکر! انہوں نے یہ لکھ دیا تھا کہ میں یہ انکوارٹری نہیں کر سکتا۔ ہم نے اس کے لیے CMIT سے کرائیں یا اور کسی ادارے سے کرائیں جس سے کرائیں وہ با اختیار ہیں۔ ہم نے CMIT صاحب کو لکھ دیا ہے۔ Thank You

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سردار صاحب۔

میر یوسف عزیز زہری: ہمیں بتایا جائے کہ اگر اسمبلی اتنی مجبور ہے ان کے سامنے۔ تو ٹھیک ہے ہم پھر کسی اور دروازے پر جا کر کسی اور دروازے کو دستک دیں گے۔ تاکہ ہمیں clear کیا جائے یہاں سے کہ ہوتا ہے یا نہیں ہوتا؟ کمشنر صاحب کی بات کو سردار صاحب ٹھیک کہہ رہا ہے اس کے بعد میں نے پھر application دے دی۔ department کو۔ department کو۔ یہ کہا کہ ہم نے summary روانہ کی ہے سی ایم صاحب کو۔ یہ کوئی اس summary کو میرے خیال سے مہینے سے بھی زیادہ ڈیڑھ مہینے کے قریب ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہو جائے گا۔ ایک مہینہ ہو گیا۔ کافی عرصہ نہیں ہوا۔

جناب ثناء اللہ بلوج: جناب اسپیکر! میں آپ کے اسمبلی کے حوالے سے ایک چھوٹی سی۔ کیوں کہ ہم نے تقریباً تین چار دن سے اپنے حصے، علاقے اور بلوچستان کے حوالے سے مجموعی طور پر بات کی۔ اس فورم پر ہم بیٹھے ہوئے ہیں، ہم نے پہلی دفعہ جب حلف لیا تھا تو اسی دن بھی میں نے بات کی۔ کہ یہ ادارہ جو ہے، بہت ہی پرانا ہے۔ میں پہماندہ نہیں کہہ سکتا۔ جس وقت سے بنا ہے اسیں کوئی آپ گریدیشن نہیں ہوئی، کوئی computerize نہیں ہے، کوئی digital sound system نہیں ہے، TV وغیرہ screens نہیں ہیں۔ ریکارڈنگ کا سسٹم بھی اعلیٰ نہیں ہے۔ اور اس کے علاوہ سیکورٹی کا۔ تو اس کے حوالے سے کمیٹی بھی نہیں۔ پھر ہم نے visit بھی کیا۔ کچھ کمپنیاں بھی آئیں انہوں نے دیکھا۔ لیکن unfortunately اس بجٹ میں صوبائی ہماری بلوچستان اسمبلی کے لیے مجھے وہ نظر نہیں آ رہا۔ کہیں پر reflect نہیں ہوا بجٹ۔ کہ کیا بلوچستان اسمبلی کو upgrade کرنے کے لیے automation کے لیے Digitalization computer system کے لیے کوئی گا نے کے لیے۔ یہ بھی جو ہے یہ اس

میں مجھے بجٹ میں کہیں نظر نہیں آیا۔ میں نے ابھی اسکریٹری صاحب سے پھر confirm کیا۔ اگر انہوں نے بھی چیک کیا ہے اگر آیا ہے تو مجھے بتا دیں شکریہ حکومت کا۔ اگر نہیں آیا ہے تو میرا خیال ہے سی ایم صاحب اب اپنی speech بھی کریں گے۔ یہ ہماری اسمبلی ہم سب کا جو آئینہ دار ہے بلوچستان کا۔ اس میں سے جو بھی اس کی Efficiency بڑھے گی اسکا میرا خیال فائدہ ہم سب کو ممبران حکومت و اپوزیشن سب کو ہو گا۔

Thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ثناء بلوج صاحب۔ آپ نے صحیح وقت پر صحیح سوال اٹھایا۔

وزیر خوراک: میں اور شناز بھائی ہم اکٹھے تھے۔ tour ہوا ہمارے اسپیکر صاحب نے ٹور بھی کرایا۔ ہم لوگ دیئی گئے، نیا سسٹم تھانیدر لینڈ کا تھا؟۔ نیدر لینڈ سے آئے ہوئے تھے display پ۔ بہت اچھا اور اس کو ہم سب نے پسند کیا۔ ہم جتنے ساتھی تھے چاہے اپوزیشن والے تھے یا ہم تھے۔ اب اپوزیشن اس وقت اسکی یہ ہے اس ہال کی یہ پوزیشن ہے کہ اگر یہ کارپٹ آپ اٹھائیں گے تو ایک ٹرک مزداڑک کا مٹی کا نکلے گا۔ تو اس میں کتنے جراشیم ہوں گی۔ کرسیاں ایسی ہیں جناب اسپیکر صاحب جیسا وہ گاڑی کا سینٹر بلٹ ٹوٹ جاتا ہے ناں یوں ٹیڑھی ٹیڑھی جاتی ہے۔ تو اب بیٹھنا ہے تو ایسے ہو جاتا ہے۔ تو مہربانی کر کے آپ کا جو سکریٹری ہے اس پر تھوڑا سا serious لیں۔ مائیک سسٹم وہ جو ہم دیکھ کر کے آئے ہیں۔ پوری دنیا میں اس وقت سب سے اچھا system وہ جا رہا تھا۔ اس میں آپ کا Wi-Fi، ہر سسٹم مطلب بائیو میٹرک ہر چیز آپ کو doorstep پر تھی۔ سکریٹری صاحب آپ بھی ساتھ تھے ہمارے۔ اور اس کی کوئی cost بھی اتنی نہیں تھی۔ میرے خیال میں ایک لاکھ روپے اسکا ایک یونٹ cost کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ total مطلب اس کے کیمروں وغیرہ مطلب دوسو میلین سے اوپر نہیں تھے۔ تو اگر وہ لگ جائے۔ اچھا میں پھر ادھر wood and style sample کے طور پر ٹیکلیں بھی بنی ہوئے ہیں۔ لیکن میں گیا وہ میرے جانے والے ہیں تو پچھلے پانچ سال بھی، اسی طریقے سے راحیلے کے زمانے میں انہوں نے کہا آج ہورہا ہے کل ہو رہا ہے۔ اصل میں کام پھنس جاتا ہے اس کا آپ کے اسمبلی کا۔ اب وہ بلاک بنے ہیں وہ درخت والا مسئلہ پڑا ہوا ہے۔ وہ کام ادھر رک گیا ہے۔ اس طرف کدھائی کر کے نئی مٹی بھری کوئی لان نہیں۔ اسی طریقے سے یہ آپ کے وقت میں مطلب اسپیکر، ڈپٹی اسپیکر، قدوس ہے تو آپ لوگوں کے وقت میں اگر یہ سسٹم تبدیل ہو جائے تو بڑی اچھی ہو گی۔ اب تو تھوڑا سا مولانا واسع بیٹھتے تھے، ہم بیٹھتے تھے ان کو تھوڑا سا پھر problem تھا۔ وہ بالکل ہی کوئے بیٹھے ہوتے تھے مطلب اسپیکر اس کے اندر وہ ایسے جیسے وہ پرانی وہ پرانی کی ڈبی پڑی ہوتی ہے ایسے غر غر کی آوازنگتی ہے۔ تو kindly یہ

ہے میرا خیال میں فنڈ پچھلے سیشن میں کچھ فنڈ بھی آپ کے سیکرٹریٹ میں موجود ہے۔ تو اس کو تھوڑا سا expedite کر دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک پوائنٹ، نادر اکو میں نے ایک letter لکھا ہے۔ میرے بارکھان کا مسئلہ ہے۔ تو اب وہ تو پتہ نہیں کیا ہے۔ میں نے اس کو لکھا ہے کہ آپ انکوازی کریں۔ fake documents کے fake documents شناختی کارڈ وہاں پر relax age کی پاور ہے اُس کی بجائے وہاں پر اب لاکھوں روپے لیے جا رہے ہیں۔ میں نے اُسکو official as a MPA letter لکھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ جی میونپل کمیٹی ہے۔ میں نے اس کو کہا کہ میں اسمبلی میں اٹھاؤں گا۔ یہ میری گزارش ہے اس فور کے ذریعے کے میرے بارکھان کا جنادر آفس ہے اُس میں موجودہ AD، میرے اپنے کیتھان ہے پرنا - AD - وہاں انکوازی کرالیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار صاحب! یہ بحث کے بعد کا معاملہ ہے۔

وزیر خوارک: ابھی آپ نے کہا بولیں تو میں نے کہا کچھ تو بول لیں۔ تو اس کی انکوازی کر دیں جو بھی ذمہ دار ہیں ان کو سزا ملنی چاہیے۔ ڈیرہ غازی خان سے لوگ آ کے وہاں شناختی کارڈ بنوار ہے ہیں۔ جو بالا ک شناختی کارڈ ہے اس کو open کر کے پتہ نہیں کیا technique کر رہے ہیں۔ لاکھوں روپے کی transaction ہو رہی ہے۔ اور یہ جو ساونڈ سسٹم یہاں ہے original یا اس پر تھوڑا سا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شنگر یہ سردار کھیڑ ان صاحب۔

وزیر خزانہ: ہمارے معزز رکن نے بہت ہی اہمیت کے حامل ایک project پر بلوچستان اسمبلی کی renovation، اُس کو modernize کرنا اور اُس میں ایسی آلات لگانا جو ہمارے MPA,s research کرنے میں، ان کو بولنے میں اور ان کی جو اسمبلی کی کارکردگی ہے، اُسکی بہتری میں وہ کارآمد ہو سکتی ہے۔ تو unfortunately اس کو ہم نے miss کیا یا ہے۔ لیکن آپ ایک تجویز بنا دیں، جتنا اس کا خرچہ ہو گا انشاء اللہ و تعالیٰ گورنمنٹ، اس اسکیم کو cabinet میں منظور کرے گی۔ اور اس کو انشاء اللہ تعالیٰ implement کرائے گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اسمبلی کی طرف سے تجویز CM سیکرٹریٹ کو بھیج دی گئی ہیں۔ یہاں سے CM سیکرٹریٹ بھجوادیا گیا ہے مگر انہوں نے ابھی تک اس پر کوئی action نہیں لیا ہے۔ جام صاحب! یہ اسمبلی کے renovation کے حوالے سے شائع بلوج صاحب نے جو ہے ایک وہ اٹھایا ہے کہ اسکے لیے آپ لوگوں نے کچھ رکھا ہے کہ نہیں رکھا ہے؟ تو ہمارے سیکرٹریٹ سے پتہ چلا ہے کہ آپ کے پاس یہ file بھجوادی

گئی ہے، وہاں سے ابھی تک اس پر کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ renovation جو ہے اور یہ sound-system ہے۔

قائد ایوان: نہیں، اسمبلی کا بجٹ تو اپنا ہوتا ہے ویسے۔ آپ بجٹ شاید اپنا ہی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں اس کا اگر صحیح طریقے سے renovation اگر کرنا ہو تو پھر کچھ add کرنا ہوگا اس میں۔

قائد ایوان: ہم تو اسمبلی کو منع کر سکتے ہیں جی۔ وہ میرا خیال ہے شاید process آپ لوگوں کا اگر پورا ہوا ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: process complete بھی بھجوادیا ہے، آپ کے سکریٹریٹ بھی، آپ اس کو check کر دیں، پھر۔

قائد ایوان: اسپیکر صاحب اور ڈپٹی اسپیکر صاحب کا شاید اپنا گھر کوئی میں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی میرے خیال سے۔

قائد ایوان: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ جناب اسپیکر صاحب! میں کوشش کروں گا کہ مختصر سے مختصر اپنی تقریر کھوں۔ لیکن جو پہلو ہیں، جن پربات کرنی چاہئے، جس کی ضرورت ہے، جو ایک حکومت کی ذمہ داری ہے، ان سب چیزوں کو ہم touch-base کریں گے۔ ظہور بلیدی صاحب نے اپنی، حالانکہ اپنی closing speech کی introductory speech میں اور جو closing speech کی cover کیا ہے۔ میں سب سے پہلے تو اس ایوان کو مبارکباد پیش کروں گا۔ اسپیکر صاحب! آپ کو پیش کروں گا، آپ کے پورے administration کو پیش کروں گا۔ بلوچستان کے لوگوں کو مبارکباد پیش کروں گا، اس حوالے سے کہئی گورنمنٹ اور نئی اسمبلی کا یہ پہلا بجٹ، آپ سب کے بحث و مباحثے، تقاریروں تباویز، معلومات اور ان سب چیزوں کے بعد جب یہاں پیش ہوا ہے۔ اور اپنی final completion کی طرف ہے۔ تو یہ اس کا ہم سب مبارکباد کے مستحق اس حوالے سے ہیں۔ بیشمول departments کے، کہ اس حکومت، اس گورنمنٹ کی اور اس پارلیمنٹ کی جو 2018ء میں آئی، اس کا پہلا official budget ہے۔ تو اس لحاظ سے میں آپ سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ میں ساتھ ساتھ، ہماری coalition partners، عوامی نیشنل پارٹی، ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی، پاکستان تحریک انصاف، BNP (عوامی) اور بلوچستان عوامی پارٹی، جناب

احسان شاہ صاحب، ہمارے وہ ممبرز جس میں جناب گھر ام گھٹی صاحب، ان کی جمہوری وطن پارٹی، ان کو بھی مبارکباد پیش کروں گا، جنہوں نے as a coalition government کو بنانے کی پوری کوشش کی۔ اور اس محنت کے نتیجے میں آج ہم اسے اس اسمبلی میں پیش کر سکے ہیں۔ میں ساتھ ساتھ ہماری cabinet کے ممبران کا بڑا مشکور ہوں جنہوں نے تقریباً ان 10 مہینوں میں اپنے ملکہموں کے حوالے سے، اپنی اپنی کارکردگی کو مد نظر رکھتے ہوئے اور ان مختلف کابینہ کے اجلاسوں میں اور خاص کر اس budgeting process میں آپ سب نے نہ صرف اپنے ملکہموں کی صحیح چیزوں کی نشاندہی کرواتے ہوئے اُس میں cabinet کی interest show کیا، meetings کی time میں دیا اور اپنا ایک بہت important input finally اور ہم سب نے cabinet میں اس بجٹ کو لا کے منظور کر کے اس House کے اندر پیش کیا۔ میں ساتھ ساتھ ہمارے گورنمنٹ کے پارلیمانی سیکرٹریز کا بھی بڑا مشکور ہوں کیونکہ پارلیمانی سیکرٹریز کا ایک بڑا role اسی کے اندر رہتا ہے۔ اور پارلیمانی سیکرٹریز اپنے لحاظ سے، جن جن ملکہموں کے پارلیمانی سیکرٹریز ہیں، اس forum میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے ہوئے اور ساتھ ساتھ اپنے جو concerned departments کے جو ہیں، ان کے حوالے سے بھی جو ایک role-play کیا ہے۔ وہ بھی اس appreciation کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنی contribution کے جتنے Government of Balochistan آئیں ڈالی۔

finance department, planning and departments development، باتی جتنے concerned departments کا سیکرٹریٹ ہو، اس اسمبلی کا جو سیکرٹریٹ ہے، آپ سب کا کہ اسیں آپ سب کی contribution رہی ہے۔ اور آخر میں میں بڑا مشکور ہوں اپوزیشن کا بھی، کہ جنہوں نے 10 مہینوں میں اپوزیشن کا ایک وہ role جو کسی نہ کسی حوالے سے ہونا چاہئے، چاہے اس میں کسی حد تک انہیں کامیابی ہو یا نہ ہو، لیکن وہ role، اپوزیشن، وہ کردار، وہ پورا رہا۔ جس نے گورنمنٹ کو کسی نہ کسی حوالے سے، کسی نہ کسی ایسے decision پر یا کسی ایسے طریقے پر کسی لحاظ سے ضرور مجبور کیا ہو گا کہ ہم ایک accountable-governement ہیں، نہ صرف اس House کے اندر بلکہ بلوچستان کے لوگوں کے لئے۔ تو میں، خاص کر آپ کامیں بڑا مشکور ہوں اپنے سر صاحب کا کہ آپ نے اس House میں ان 10 مہینوں میں ایک ایسا ماحول رکھا کہ آج میں اور آپ یہاں بیٹھے ہیں۔ اور حکومت بلوچستان کا 2019ء

اور 2020ء کا بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اس پورے بجٹ کے ماحول کو اگر ہم دیکھیں اور اس پورے بجٹ کے سلسلے کو دیکھیں۔ میں عموماً بذاتِ خود اپنے لحاظ سے کبھی کبھی کسی چیز کو اس نظریے سے دیکھتا ہوں کہ اپوزیشن کا ایک role رہتا ہے گورنمنٹ کے معاملات میں۔ criticism ہو، تقدیم ہو، چیزوں پر objections ہوں، یہ سب اُن کے role میں define ہوتا ہے۔ جو کہ اگر کسی House میں اپوزیشن کا ایک ثابت role نہیں رہتا تو شاید ہم گورنمنٹ والے آپس میں ایک دوسرے کو اپنی ہی چیزیں سنارہے ہوں گے۔ اور یہ محسوس کر رہے ہوں گے ”کہ ہماری جو تجاویز ہیں اور ہمارا جو کردار ہے اور ہمارا جو ایک performance ہے وہ بالکل صحیح طریقے سے چل رہا ہے۔“ اور جب تک اپوزیشن کا ایک interactive-role نہیں رہتا ہے، یہ House complete ہبھی نہیں گلتا۔ تو اس House کی یہ جو پہلے چار، پانچ دنوں میں ہم نے اسیں جو گہما گہمی دیکھی ہیں، اس میں اُنچھی نچھی دیکھی ہیں، اُس میں dialogues exchange کا دیکھا ہے، کبھی غصے کے انداز میں، کبھی پیار کے انداز میں، کبھی طنز کے انداز میں، کبھی خوشی کے انداز میں، اسی کو جمہوریت کہتے ہیں، اسی کو پارلیمنٹ کا House کہتے ہیں اور اس کا جو اصل جو ایک جزو ہے، وہ اسی چیز کے اندر ہے۔ اور اسی House کے بعد ہم لوگ ملتے بھی ہیں، خوش بھی رہتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ تجربے بھی کرتے ہیں، پھر اسی House کے اندر آتے ہیں اور پھر تقدیم بھی کرتے ہیں۔ میں ہمیشہ سے سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس House کے معاملات کو کوشش کرنا چاہئے کہ ہم ایک بڑے result میں رکھیں۔ اور جمہوری انداز میں اس House کو چلائیں۔ ایک اچھے سے positive way میں چیزوں کو، معاملات آگے لے جائیں اور کوشش کریں کہ اس House کا جو PSDP کا ہو، یہاں تک کہ مجھے ایک طرح سے خوش بھی ہے کہ ہم نے PSDP کی کتاب کی quality کو بھی ذکر میں ہم لائے ہیں۔ اچھی کا پیاں بھی ہمارے پاس ہیں۔ لیکن کبھی کبھی کوئی کاغذات آگے پیچھے بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس چیز ایک بڑا جھاٹ result یہ ہے کہ ہم چیزوں کو بڑی گہرائی سے دیکھتے ہیں۔ اور دیکھنا بھی چاہئے۔ کیونکہ ہم سب جب گہرائی سے چیزوں کو دیکھنا شروع کریں گے۔ تو چیزیں اور بہتری طرف آگے جانا شروع کریں گے۔ اور تب اس House کا اصل role سامنے آئے گا۔ اور یہ حکومت اپنی اچھی کارکردگی کی طرف آگے جائے گی۔ تو ہر پہلو کو جب ہم نے دیکھا، یہاں ہم نے

discuss کیا۔ حکومت سے لوگوں نے اپنے ذہن میں جو چیزیں تھیں، ہم اُس کو اس Floor پر لے آئے، اپوزیشن ان چیزوں کو لای۔ اور ہم نے کوشش اس حوالے سے کی کہ اپنے علاقے جہاں سے ہم منتخب ہو کر آئے ہیں، حکومت کا جو ہم حصہ ہیں، اپوزیشن کا جو ہم حصہ ہیں، بلوچستان کے مختلف علاقوں سے جو ہمارا تعلق ہے۔ اور بلوچستان کی perspective جو national level پر اور international level پر ہے، ہم ان سب امور کو اپنے بحث کے اندر لاسکیں اور ہم لائے۔ جو بہت اچھی ایک positive approach ہے۔ اور آج ہم اس ماحول میں ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ یہ سب سے بڑی کامیابی میرے خیال میں آج اس پارلیمنٹ کی اور ہماری اور اپوزیشن کی ہے کہ الحمد للہ ظہور صاحب کی تقریر یا ابھی تک جو میری تقریر جل رہی ہے، یہاں کوئی ڈیک نہیں نج رہے ہیں۔ یہاں کوئی ہنگامہ آرائی نہیں ہو رہی۔ یہاں ہم بینز نہیں دیکھ رہے۔ یہاں اس House کا گھیراؤ نہیں ہو رہا۔ بلکہ بلوچستان کے لوگوں نے ایک بہت بڑا message convey کیا ہے۔ کہ احتجاج کا جو وقت ہے وہ احتجاج تک اچھا لگتا ہے۔ جس کو ہم نے پورا کرنے کی چوٹ پر اُس کا استعمال کیا ہے جو کہ اچھی بات تھی۔ لیکن جہاں چیزوں کو بٹھانے کی ضرورت ہے۔ اور پھر ایک آگے بڑھنے کی جو ایک طریقہ کار ہے، اُس میں ہم سنبھیہ بھی ہیں۔ تو ہم نے جذبات کو بھی دکھایا، احساسات کو بھی دکھایا اور ہم آج ابھی اس وقت جب میں بات کر رہا ہوں یا شاید تھوڑی دیر پہلے ظہور صاحب بات کر رہے تھے۔ تو ہم اُس responsibility کو دکھار ہے ہیں۔ دنیا کو بھی دکھار ہے ہیں اس camera کی نظر سے اور پورے پاکستان میں بھی دکھار ہے ہیں کہ بلوچستان کے لوگ الحمد للہ وہ جذبات اور وہ capacity سیاسی طور پر سوچ بھی رکھتے ہیں کہ وہ معاملات کو ہر level پر contest کر سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میں کوشش کروں گا again جس طرح ہمارے محترم respected minister صاحب نے کہا ”کہ میں آہستہ آہستہ بحث کی طرف آؤں گا“، کھتیر ان نے بات کی تھی۔ تو میں بھی کوشش کروں گا عموماً کہ زیادہ لمبی تقریر نہیں کروں۔ لیکن ہر پہلو کے حوالے سے میں بات ضرور کرنا چاہوں گا جو کہ بہت ضروری بھی ہے۔ تو آپ کی اجازت ہو تو چند چیزیں ایسی بھی ہیں جن کو میں نے لکھت بھی کی ہے۔ ان کو کہیں نہ کہیں گا ہے بلکہ ہے پڑھنے کی اگر ضرورت ہو تو آپ Chair کی اجازت لینا بہت ضروری ہے۔ اگر آپ کی اجازت ہے تو انکو پھر میں اپنی تقریر کے دوران کہیں نہ کہیں سے quote کرنا ضرور چاہوں گا؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی کریں جام صاحب۔

فائدہ ایوان: ہمیں 10 مہینوں کا وقت ہوا ہے اس پارلیمنٹ کو لیکن شاید محسوس ایسا ہوتا ہے کہ ہم نے کوئی

2 سالوں کا وقت گزار لیا ہے۔ عموماً کبھی کبھی دوستوں کے زبان سے غلطی سے نکل جاتا ہے ”کہ جی! ہمیں ایک ڈیرہ سال ہو چکے ہیں“۔ لیکن شاید ہم اتنے actively اس گورنمنٹ میں involve رہے ہیں کہ ہمیں وہ عرصہ شاید لمبا لگ رہا ہے۔ لیکن حقیقت دیکھا جائے۔ تو اگست کے مہینے میں یہ حکومت قائم ہوئی تھی۔ اور اب ہم جو basically ہیں، وہ جوں کے مہینے میں ہیں۔ تو دو مہینے ہمارے انہی تک رہتے ہیں کہ ہم اپنا ایک سال کا tenure پورا کریں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کی حقیقتیں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ میں، آپ، یہاں اس کا بینہ میں، اس ایوان کے اندر، اس ماحول کے اندر، ہم سب اس کتبہ کا حصہ ہیں۔ اور یہ ساری چیزیں جن کو ہم کہتے ہیں کہ پندرہ سالوں میں، بیس سالوں میں، چالیس سالوں میں۔ جو بھی ہماری نظر وہ کے سامنے سے گزری ہیں، ان میں اونچ پنج ہم نے دیکھی ہیں، ان کی کمزوریاں ہم نے دیکھی ہیں، ان کے حالات کو بدلتے ہوئے ہم نے دیکھا ہے۔ بلوچستان کے حالات کو in terms of law and order کو بدلتے ہوئے ہم نے دیکھا ہے۔ یہاں sectarianism کو ہم نے دیکھا ہے، یہاں tribal issues کو بھی ہم نے دیکھا ہے۔ یہاں کم ترقی کو، پھر ترقی اور غربت，drought، سیلاں اور طوفان، ان سب معاملات کو اپنی آنکھوں سے ہم نے اور آپ سب نے دیکھا ہے۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ ہر لحاظ سے کہیں نہ کہیں کمزوریاں رہی ہیں۔ کمزوری انسان کی زندگی کا اور ایک انسان کی اور ایک سسٹم کا حصہ ہمیشہ رہی ہیں اور رہے گی۔ آج جب ہم quote کرتے ہیں، جب East کو بھی quote کرتے ہیں۔ ہم بورپ اور امریکہ کو quote کرتے ہیں، وہاں کی systems کی کمزوریاں بھی آتی ہیں۔ وہاں بھی آج اگر ہم غور سے دیکھیں تو governments کو جاتے ہوئے بھی ہم نے بہت دیکھا ہے۔ ہم نے China governments کے اندر accountability issues کو دیکھا ہے۔ یہاں تک کہ جو Middle-east کی بات کرتے ہیں، جہاں جس کی ہم بہت بات کرتے ہیں۔ یا سعودی عرب یا یا strong accountability and mechanism اتنا issues سامنے آ جاتی ہیں۔ تو ایک بڑی ظاہر ہے، اس حوالے سے نظر آتی ہیں کہ خامیاں انسان اور انسان سے وابستہ جو بھی چیز ہوں گی وہ اُسیں ہمیشہ رہیں گی۔ لیکن بات یہ ہے کہ ہم، کامیاب وہ ملک، علاقے، لوگ ہوتے ہیں جو اپنی کمزوریوں کو سامنے رکھ کے ان سے کچھ سیکھیں۔ ان چیزوں کو، ان پہلوؤں کو تھوڑا سا ان کی ایک assesment کریں۔ اور ان کمزوریوں کو ٹھیک کر کے، پھر آنے والی اپنی mechanisms کو بہتر کریں، یہ ہوتے ہیں کامیاب لوگ۔ ناکامیاں ابھی وہاں پر ہوتی ہیں جہاں انسان اپنی ماضی کی غلطیوں

سے نہیں سکھیں۔ غلطیاں دانستہ بھی ہوتی ہیں اور غیر دانستہ بھی ہوتی ہیں۔ ضروری نہیں ہیں کہ ماضی میں بہت ایسی ساری چیزیں ہوئی ہوں جو مجھے اور آپ کو غلط لگائیں لیکن ان وجوہات کو اور یا ان وجوہات کی حقیقت مجھے اور آپ کو نہیں پڑتے ہوں۔ لیکن عموماً طور پر، نظری طور پر ہمیں وہ غلط نظر آتی ہیں۔ تو وہ چیزیں، ہو سکتا ہے دانستہ طور پر بہت ساری چیزیں ہوں اور غیر دانستہ بھی ہوں۔ لیکن یہ ہم گورنمنٹ میں محسوس کرتے ہیں کہ وہ غیر دانستہ ہوں یا دانستہ ہوں، ہم انکا وزن کر کے ان پر کچھ اپنی decisions بنائیں۔ ایک حکومت کے لحاظ سے ہم ان کمزوریوں کو سامنے رکھیں۔ ان حالات کو سامنے رکھیں۔ ان معاملات کو سامنے رکھیں۔ اور پھر آنے والے وقت کیلئے ایک اچھی پالیسی بنائیں۔ ایک اچھی چیزوں کی ترتیب بنائے آگے چلیں۔ جناب اپنے صاحب!

جب ہم دس مہینے پہلے آئے اور میں یہ ہر لحاظ سے کہنا چاہوں گا کہ شاید بلوچستان میں، شاید، شاید بلوچستان میں کوئی ایسی حکومت آئی ہو، اتنے بڑے مسائل کے ساتھ جو یہ 2018ء کی حکومت تھی۔ اور اس کی چند وجوہات ہیں جو میں آپ کو بتاؤں گا۔ ایک اتنی بڑی اپوزیشن پہلے کبھی نہیں رہی ہے۔ میرے خیال میں بلوچستان کے تاریخ میں شاید نمبر گیم میں سب سے بڑی اپوزیشن اس وقت کی ہے۔ سینڈ شاید ہی ایسی حکومت آئی ہو بلوچستان میں جو اپنے پہلے سال میں enter کر کے ایک ایسے پالیسی میں پھنسی ہوں جو پالیسی اس نے بنائی نہ ہوں۔ جو کہ ماضی میں کسی اور حکومت نے بنائی ہو۔ جس میں پی ایس ڈی پی بھی ایک اس کا حصہ ہے۔ نان ڈوپیمنٹ بھی اس کا حصہ ہے۔ اور بہت ساری اور چیزیں ہیں، پھر ہم شاید ایک ایسی حکومت اور بھی ہیں جو ماضی میں کبھی نہیں ہوئی ہو۔ جہاں social accountability اپنے peak پر ہو۔ اب وہ peak چاہے آپ اسکو سوچیں میڈیا میں facebook کا نام دیں، اخبار کا دیں، twiter کا دیں۔ اسٹاگرام کا دیں اور بہت سارے اور چیزوں کا دے شاید پانچ سال پہلے یہ monopoly بالکل نہیں تھا اور شاید بلوچستان میں ایسا بھی واقعہ بردا کم آیا ہو کہ ہم ایک ایسے phase میں بلوچستان میں enter کر کے آئے ہیں جہاں حالات ایک phase سے نکل کر کے دوسرے phase کی طرف جا رہے ہوں۔ ماضی میں جب بھی ہم نے بلوچستان کے حالات کو دیکھے ہیں تو یا تو بالکل صحیح ہونے کی طرف تھے یا کہیں بہت ٹرم آئکل کی طرف تھے۔ ان دونوں صورتوں میں آپ کی policies بڑی واضح ہوتی ہیں کہ ان حالات میں آپ نے یہ کام کرنا ہیں، ان حالات میں آپ نے یہ کام کرنے ہیں۔ یہ جو cracks کی حکومتیں ہوتی ہیں جن کو ہم Middle transition-period میں کہتے ہیں۔ ایسی حکومتوں کیلئے چیزوں کی decide کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اور یہ صرف مشکلات ہمارے لئے نہیں ہیں، یہ

مشکلات اپوزیشن کے لوگوں کیلئے بھی ہیں۔ تو یہ گورنمنٹ کا اس ٹائم میں آنا اور ان حالات میں آنا۔ اور ایک coalition کی صورت میں آ کے ان چیزوں کی ذمہ داری لینا۔ اور اس کے ساتھ جو ایک بہت بڑی چیز ہو جوی ہوئی ہو، جہاں پر یہ محسوس کریں۔ اس پر ہمارے کچھ دوستوں نے بات بھی کی ہے کہ ہم ایک ایسے phase میں آئے ہیں جہاں ہمارے پاس ایک ڈولپمنٹ کا پی ایس ڈی پی تھا لیکن اُس میں ایک بہت بڑی رونگ ہائی کورٹ کی طرف سے چل رہی تھی۔ بلکہ وہ کیس چل رہا تھا۔ کہ جہاں بہت سارے معاملات ایسے تھے جن میں ہمارے پاس space تھی بھی اور بہت سارے جگہوں پر نہیں بھی تھی۔ ایک ایسی پی ایس ڈی پی جس کو ہم نے plan نہیں کیا۔ ایک ایسی پالیسی جس کو ہم نہیں بنایا۔ ایسی اسکیمات جن کی ترتیب ہم نہیں دی۔ اور یہ ساری چیزوں کا اختیار اور اس سب کی ذمہ داریاں آپ کے اوپر آ جائیں۔ اور آپ ان کو بدل بھی نہیں سکیں، کسی حد تک۔ اور اُسی کے اندر ڈائی سیٹ کر کے چند سیکنڈز تک آپ محدود رہیں اور باقی حکومت کے سارے سیکنڈز سائیڈ پر کر دیں۔ ایسے حالات میں چیزوں کو آگے چلانے کیلئے ایک عوامی آدمی کیلئے بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اور پھر اسی phase میں آپ کی گورنمنٹ یا coalition کی گورنمنٹ ایسی ہو جو یہ محسوس کرے کہ ہم اپنے آپ کو جب کسی ماضی کی گورنمنٹ کی ساتھ compare کریں۔ تو بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جو شاید وہ نہیں کر سکیں۔ یا انہوں نے نہیں کیتے۔ یا بلوج تان میں جو چیزیں نہیں ہو سکیں جن کو ہونا چاہیے تھا۔ وہ سارا burden بھی آپ اپنے کندھوں پر رکھیں، پھر ایک نئی پالیسی کی طرف جائیں۔ تو ہم inherit بھی کریں، اپوزیشن بھی بہت بڑا face کریں۔ سو شل میڈیا کا ایک impact بھی ہم پر ہو۔ ماضی کی بہت ساری ایسی policies یا چیزیں ہیں جن کو ٹھیک نہیں کیا گیا۔ اُن کی ضرورت بھی تھی ٹھیک کرنے کی۔ پی ایس ڈی پی ایک ایسی یہاں آپ کے پاس space بھی بڑی کم ہو۔ اور آپ نے ایک گورنمنٹ میں آنے والے بجٹ کیلئے تیاری کرنی ہیں۔ تو یہ کسی بھی گورنمنٹ چاہے وہ صوبائی ہو یا وفاقی ہو یا دنیا میں کہیں بھی ہو اُس کیلئے نہیں ہوتا۔ میں credit دینا چاہوں گا ہمارے coalition partners کو، خاص کر کیبنٹ کے ممبرز کو کہ ہم نے بلوج تان کے اندر کم سے کم وقت میں اگر آپ comparison لگائیں ہر چیز کا، ان دس مہینوں کے comparison میں کہ ہم نے اُنکے پانچ سالہ اور ہمارے دس مہینے میں اگر ہم اُس کو percentage-wise لگائیں، ہر چیز میں الحمد للہ یہ کیبنٹ بہت آگے رہی ہے۔ آج کے date تک تقریباً ان دس مہینوں میں ہم تقریباً کوئی چودہ سے پندرہ کیبنٹ میئنگ کر چکے ہیں۔ آج کی اس تاریخ میں ہم بلوج تان کے Agenda-point اگر آپ لیں، تو جتنی باقی governments رہی ہیں اُنکے اجنبیا

points سے ہمارا ایجنسڈ ازیادہ رہے ہیں جو کہ ایک کیبینٹ کا working mechanism کے time-period میں اگر آپ اس کی comparison لیں، اسی گورنمنٹ کے کیبینٹ نے کی ہیں، جہاں ہمارے ممبرز بارہ، بارہ گھنٹے بھی بیٹھے ہیں۔ اور یہ معمولی بات نہیں ہے۔ بہت سارے لوگ شاید اس کو بڑا آسان سمجھتے ہیں۔ اور الحمد للہ یہ credit اس پوری کیبینٹ کو جاتی ہے کہ یہ بلوچستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ بھی ایسی کیبینٹ گزری ہو گی جہاں عموماً ان دس گھنٹوں میں، آٹھ گھنٹوں میں، چھ گھنٹوں میں، کہیں بارہ گھنٹوں میں ہم نے جو وقت لگایا ہے، ہم out of the subject بہت کم گئے ہیں۔ ایک focus ہی رہا۔ اور پھر ہم decisions پر آئے ہیں۔ اور اس حکومت نے وہ فیصلے کیے۔ اپنی صاحب! کہنے کا مقصد یہ تھا کہ گورنمنٹ آف بلوچستان کے اپنے مسائل，inherited challenges اپنے اور پھر بلوچستان کی جو اپنی ایک situation ہے، اس کی اپنی نوعیت کی چیزیں کچھ اور الگ ہیں۔ میں ابھی ایک دوست سے اندر بات کر رہا تھا کہ دنیا میں comparison جب کیا جاتا ہے، تو وہ point to point ہوتا ہے۔ ایک خصوصی foreign آکے آپ کو یہ بول دے ”کہ آپ کو یہ کام کرنا نہیں آتا۔ اور میں آپ سے اچھا کر رہوں“۔ میں اسکی comparison دو چیزوں میں دے سکتا ہوں۔ عموماً جس کی بات ہم بھی کرتے ہیں۔ دونچھ پڑھ رہے ہیں، ایک کراچی کے کسی اچھے پرانے یونیورسٹی اسکول میں اور ایک بلوچستان کے کسی گاؤں میں یا کسی town کے سکول میں گورنمنٹ کے۔ وہ بھی پرانے اسکول پڑھ رہا ہے اور دوسرا بھی پرانے اسکول پڑھ رہا ہے۔ اس کی عمر بھی پانچ برس ہے، اس کی عمر بھی پانچ برس ہے۔ یہ پڑھتے ہیں، سکول پاس کرتے ہیں، یہ کا جر تک آتے ہیں، یونیورسٹی تک پہنچتے ہیں، finally، جب یونیورسٹی تک پہنچتے ہیں تو ایک آدمی تجیر یہ نگار میرے جیسا کم سوچ رکھنے والا یہ صرف کہے ”کہ بھی! آپ کو تو بات نہیں کرنی آتی، اس بندے کو آپ دیکھیں کتنی اچھی طریقے سے انگریزی میں بات کر رہا ہے، اسکی قابلیت کتنی اچھی ہے، اسپر اس کا گرفت کتنا presentation کتنی اچھی دے رہا ہے، اسکی قابلیت کتنی اچھی ہے، اسپر اس کا گرفت کتنا اچھا ہے، اپنے نمبرز کتنے اچھے بتا رہے ہیں، تم سے تو بھائی بات بھی ٹھیک نہیں ہو رہی ہے، آدھے الفاظ تمہارے انگریزی کے خراب ہیں اور میں تمہیں بار بار سمجھا رہا ہوں تم سمجھ بھی نہیں رہے ہو۔ تو تم اپنے آپ کو اس سے compare نہیں کرو۔ یہ بہت اچھا ہے۔ یہ ہے ایک lay-man-assesment。 جب آپ چیزوں کو rational کر کے balance نہیں کرتے۔ لیکن اگر کوئی کہہ کے ایک انسان ایسا ہو جو صرف اس

تجزیے پر اُن کو لائے کہ اس آدمی اور اُس آدمی کے اندر رز میں و آسمان کا فرق ہے۔ یہ ایک سرکاری اسکول میں پڑھا ہے۔ جہاں شاید روڈ زیگنی نہیں ہیں۔ یہاں ٹیچر پرائی ہارہا تھا۔ اس نے اپنے ہائی اسکول وہاں سے کیا جہاں آج تک شاید پورے آٹھ کمرے بھی نہیں ہیں۔ اس نے اپنے colleging وہاں سے کی جہاں شاید infrastructure ہی اُس کالج کا پورا نہیں ہے جہاں آدھے لکھرا ہیں نہیں بالکل۔ اور یہ اس یونیورسٹی سے کہیں سے پڑھ کے جہاں سے آئے، اب تم اپنے ساتھ comparison کر رہے ہیں۔ تو یہ comparison بن نہیں سکتا۔ تو ہمارا comparison جب بلوچستان کے لوگ سندھ سے، پنجاب سے، KP سے، فلاں سے، سیاستدانوں سے، اُن کی پارلیمنٹ سے، نیشنل اسمبلی سے، سینٹ سے، ان سے کرتے ہیں تو میرا ایک clear message انکو بڑا ہے کہ آپ کو بلوچستان کو اس طرح compare نہیں کر سکتے ہیں۔ اور اسی طرح بلوچستان کے مسائل ہیں۔ آپ کیتے تو آپ کا علاقہ بڑا چھوٹا ہے۔ اس کو govern کرنا بڑا اچھا ہے۔ ان کو سنن جانا بڑا اچھا ہے۔ کیونکہ بڑی چھوٹی علاقے ہیں۔ آپ کے پاس humen capacity بڑی اچھی ہے۔ ہمارے پاس نہیں ہیں۔ ہمارے پاس اگر ہے تو بہت کم ہے۔ ہمارے پاس access نہیں ہے۔ ہمارے پاس administration control بڑا ہے۔ آپ کو پانچ میل کا ایریا کنٹرول کرنا ہوتا ہے۔ یہاں ایک ڈی سی کو پچاس ہزار اسکواڑ کلو میٹر کنٹرول کرنا ہوتا ہے۔ تو آپ compare کرتے ہیں ”کہ جی وہ بھی اُسی طرح اپناؤ سٹرکٹ اچھا رکھے۔ اور آپ بھی اسی طرح اچھا رکھیں“۔ یہاں اسکے پاس وسائل نہیں ہیں کہ وہ چاروں کے پیڑوں پورا کر سکے۔ اور آپ کہہ رہے ہیں ”کہ جی اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ ان کو ذرا کم کریں“۔ تو بلوچستان کو جب ہم compare کریں تو بلوچستان کو ہم ان چیزوں پر compare کریں، بلوچستان کے مسائل وسائل، capacity، infrastructure، poverty، deficiency، political fall-out ہوئی ہیں، ان سب کو آپ سامنے رکھیں تب بلوچستان آپ کو سمجھ میں آئے گا۔ اور اس دن جب بلوچستان آپ کو سمجھ میں آیا تو شاید آپ بلوچستان کیلئے اچھے فیصلے کر سکیں گے۔ تو جناب اپنے صاحب! ان چیزوں کو بتانے کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے بھی جب اس نئے بجٹ کی تیاری کی تو ہم نے کوئی cut-paste formula نہیں بنایا۔ ہم نے ان سب چیزوں کو سامنے رکھا۔ ہم نے اس بجٹ کو منظر رکھا تو ہم نے اپنی آنے والی ضرورتوں کو بھی رکھا۔ ہم نے موجودہ حالات کو بھی دیکھا۔ جن چیزوں میں کمزوریاں تھیں ہم نے انکو بھی دیکھا۔ جن چیزوں کی capacity ہمارے پاس نہیں تھی ان کا بھی ہم نے تجزیہ کیا۔

(آذان عشاء۔ خاموشی)

(جلس دوبارہ 08 جگہ 10 منٹ پر جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا)

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم۔ جی قائد ایوان صاحب۔

قائد ایوان: اور بار بار ہم ان چیزوں کو deliberate کرتے تھے کیونکہ میں discuss کرتے تھے تو departments پر جب بریفنگ کیونکہ میں اور دوستوں سے لیتے تھے یا departments ہمیں دیتی تھی تو محسوس یہ ہوتا تھا کہ ہم ان departments کے اندر پہلی دفعہ بریفنگ لے رہے ہیں۔ ان کی issues کو پہلی دفعہ ہم سن رہے ہیں اور ان issues کو پہلی دفعہ properly address کیا جا رہا ہے۔ یعنی طور پر ان departments پر ماضی میں کام ہوا ہے میں یہ نہیں کہہ رہا لیکن جو کام ہوا ہے وہ بڑے محدود level تک ضرور ہوا ہے۔ وہ اس سے اُس کے candle سے ٹکل کے بہت زیادہ نہیں ہوا۔ تو یہاں پر ہمارے لئے بڑا ضروری تھا کہ ہم بلوچستان کے ان سارے معاملات کو اپنے ذہن میں رکھیں، اپنے معلومات میں رکھیں، ان سب departments کی issues کو منظر رکھتے ہوئے بلوچستان کے need کو سامنے رکھتے ہوئے اور سارے پہلو کو کر کے پھر ایک پالیسی کی طرف جائیں جو پالیسی ہماری ضروریات کو بھی پورا کریں۔ اور ان issues کو بھی کسی حد تک address کر سکیں۔ اور اسکے لئے بڑا ضروری تھا کہ ہمارا جو طریقہ کارہو مشاورتی عمل کا ہو۔ کیونکہ ڈیموکریسی کا اصل جو جزو ہے اور ڈیموکریسی کی جو اصل پہچان ہے اور بلکہ کسی بھی سسٹم میں، ہم تو یہ سسٹم اپنے دین سے سیکھتے ہیں کہ جس معاملات میں مشاورت کا عمل زیادہ سے زیادہ ہوتا ہے، وہاں chances of probability یا اچھے فیصلوں کی زیادہ آتی ہیں۔

کیونکہ ایک انسان اکیلا کچھ نہیں کر سکتا کوئی idea کبھی کبھی ایسے لوگوں سے بھی آپکے ideas یا ایسے تجاذبیز آتے ہیں جو شاید intellectual level پر لوگ انکو conceive نہیں کر سکتے۔ تو ہم نے اس پرے معاملات میں حکومتی جو طریقہ کارہے، اسکا عمل جو ہے اسکو بہت مشاورتی رکھا۔ اور ہم نے یہ feed-back political steps سے لیا ہے۔ یہ صرف نہیں ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کی ایک پرچی یا کوئی رپورٹ ہم تک آجائے اور ہم من و عن اس رپورٹ کو ایسے لے لیں۔ اور accept کر لیں بلکہ اس پر بڑی deliberations ہوئی ہوئی ہیں۔ اس پر ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں، انہیں departments کے Stakeholders کو چار چار، پانچ پانچ دفعہ بیٹھایا ہے کہ جو proposals ہیں یہ جو تجاذبیز ہیں انکو آپ rationalise کریں، انکو طریقہ کار

اس کا تھوڑا اور بہتر کریں اور اسی طرح ہم نے اس بجٹ میں through social media, through pre-budget media session اور interation, pre-budget sessions preparations بھی ہم نے رکھا کہ ہم اس بجٹ کے prebudget parliament session کے بعد جب کوئی documents بنائیں، تو اس documents کے اندر کسی نہ کسی حوالے سے ہر جگہ سے معلومات کم از کم ضرور آئیں۔ اور پھر ہم اسکو evaluate کر کے finally کی بنیٹ میں یا کیبنٹ کے مختلف دوران ہم جب بھی plan بنائیں۔ تو وہ ان سب چیزوں کا ایک مجموعہ نظر آئے۔ اس میں جناب اپیکٹر صاحب sectoral distribution ایک بہت بڑا issue جس میں نے ابھی آپ کو کہا ہے بلوچستان میں بہت رہا ہے۔ یقینی طور پر اس بجٹ پر بھی آپ کچھ محسوس ہو گا کہ یہ sectoral distribution تو شاید ابھی ہے کہ کچھ سیکٹرز میں پیسے بہت زیادہ جارہے ہیں کچھ سیکٹرز میں بڑے کم جارہے ہیں لیکن وہ sectoral distribution ایک وجہ سے ہم نے رکھا ہے اور وہ جو ہات وہ اس ضلع کی چند اضلاع کی ایک ڈویژن کی اس علاقے کی پسمندگی ہو، کسی ایک پراجیکٹ کے لانے سے اس علاقے کا socio-economic up-lift کی ہو، ان کی ہو، access کی ہو، communication کی ہو، زراعت کی ہو، یا کسی بھی شبے سے ہو، ان کو categorise کر کے پھر اس پی ایس ڈی پی کا حصہ بنایا گیا ہے۔ جس پر میں تھوڑا سا آگے آؤں گا۔ اور ساتھ ساتھ پھر ہمیں صرف محدود concrete پر اپنے کو نہیں رکھا ہے۔ جو ماضی ہم ہوئے ہیں کہ structures part ہم نے ہمیشہ policies بنائی ہیں کہ بس ٹھیکیاری کا ایسا نظام ہو کہ ٹھیک ہے وہ infrastructure development کی۔ لیکن infrastructure development ایک plan کے ساتھ مسلک ہو، کہیں کہیں ایسے بھی projects ہیں، جہاں پر infrastructure کا تو کام کر رہے ہیں لیکن وہاں کوئی socio-economic فائدہ اُس سے کچھ نہیں ملتا۔ وہ purely ایک ایسا decision ماضی میں یا حکومت نے یا ہم نے بھی ایسے لیے ہوں گے جو کہ خاص اور خاص کسی ایک reason سے ہوئے ہیں۔ لیکن اس بجٹ میں آپ جیسے میں آپ کو بھی اس sectoral ہم آپ کو بات بتائیں گے اس House کو بتائیں گے جو کہ کسی ایک ضلع کی نہیں ہے بلکہ پورے بلوچستان کی ہے۔ اگر اس ضلع کی بھی ہے تو اس ضلع سے مسلک اس کے ساتھ دوسری بھی اضلاع ہیں۔ اور دوسرے ڈویژن بھی ہیں۔ اور یہ sectorial-differentiate کرنا ہمارے لئے اسی لئے ضروری تھا کہ ہم بلوچستان کے اندر صحیح جگہوں پر invest کریں۔ کیونکہ انہیں investments نے چند سال بعد بلوچستان کے پاس

بھی اپنالانا تھا۔ اور اس کا balance ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ کبھی کبھی آپ اپنا balance جب بناتے نہیں ہیں اور ایک پی ایس ڈی پی یا پالیسی کو رٹ میں لے چلتے ہیں، تو آپ یہ realise نہیں کرتے کہ آپ کا یہ over-all development sector اور non-development sector ہے، یہ کس طرف جا رہا ہے۔ اور پھر آخر میں آپ کے پاس ٹائم نہیں ملتا کہ آپ اس کے اندر مزید reforms لا میں، اور ہو بہو وہ چیز پھر جب ایک ہوتی ہے، پالیسی کی صورت میں آتی ہے تو لوگوں کے بڑے سوالات اُس پر نکل آتے ہیں کہ یہ ایک عام آدمی کو اس بجٹ سے کیا فائدہ ہے۔ ایک علاقے کی بہتری اس بجٹ سے کیسے آگئے گی، ایک ایریا کی socio-economic growth اس سے کیسے ہو سکتی ہے۔ ایک علاقے کا poverty evaluation اس سے کیسے بہتر ہو سکتا ہے GDP ratio میں آپ income، ایجوکیشن، ہیلتھ کو اس کو کس طرح منسلک کر سکتے ہیں۔ سروں سیکٹر میں، ہیلتھ ہو یا کوئی اور سو شل ادارہ ہمارا ہو، وہ وہاں کے لوگوں کو کیا benefits دے سکتا ہے۔ جب آپ یہ پلانگ نہیں کرتے پھر آپ کا یہ کتاب محض ایک کتاب معلوماتی کتاب ضرور ہے۔ لیکن اس کے اندر جو مواد پڑا ہوا ہے، وہ کسی کے تحت نہیں آیا۔ وہ بس جس طرح بس پہنچ گیا، جس کا جو بس چلا، یا جس نے جو طریقہ کار کیا، اُس میں یہ پی ایس ڈی پی، یہ ہم نے بجٹ کو بنایا۔ لیکن ہماری گورنمنٹ نے، سب Stakeholders نے ہر پہلو کو منظر رکھا۔ اور پھر جا کے ہم اس پی ایس ڈی پی یا اس بجٹ کے دوسرا پہلو کی طرف ہم آئے ہیں۔ ایک بہت بڑا کام جس پر میں credit گے ہمارے گورنمنٹ کے اور سب Stakeholders کو دینا چاہوں گا، involvement اس پورے بجٹ میں اس دفعہ جو ایک محسوس کی گئی اور دیکھی گئی، یا ایک بڑی خوش آئندہ بات تھی۔ میں اور آپ بلوچستان کا حصہ ہیں لیکن ہم عموماً budgets بنتے بھی دیکھے ہیں، budget کیا بن رہا ہے، پالیسی کیا ہے، پی ایس ڈی پی میں کیا ہو رہا ہے، اس سیکشن میں کیا کام ہے، کس میں نہیں ہے۔ ناں on-board کوئی ہوتا تھا اور ناں ہی کسی کو پہنچتے ہوتا تھا۔ بلکہ آخر تک لوگ صرف اس بات پر آخر میں راضی ہو جاتے تھے کہ جی کچھ نہ کچھ علاقے کی نمائندگی اگر اپی ایس ڈی پی میں آجائے تو بہت بڑی بات ہے۔ لیکن ہم پچھلے جیسے میں نے آپ کو کہا کہ ایک SNE سے لے کے، ڈولپمنٹ سے لے کے اور اس ڈولپمنٹ کا اثر کیا ہے، اُس سے لیتے ہوئے ان ساری چیزوں کو کوشش کی گئی کہ ہم سب کو on-board کیں۔ اور پھر اس on-board mechanism میں کوچھ لاتے ہوئے، اس کا ترتیب ہم ایسا بنائیں کہ ابھی بھی ہم محسوس کرتے ہیں کہ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ نے موقع دیا تو ہم آنے والے بجٹ کو اس سے بھی اور بہتر بنائے ہیں۔ چونکہ ہم ایک بہت ایسے phase میں یہ بجٹ کی

پریکٹس میں اور اس بجٹ کے اندر آئے کہ جیسے میں نے بتایا کہ ہم بہت سارے issues سے گزر بھی رہے تھے۔ اور ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی پلان کرنا تھا۔ لیکن الحمد للہ سب Stakeholders نے بڑی محنت کی۔ اور finally جب اس چیز کی شکل آئی ہے، یہ ہماری گورنمنٹ کا پہلا بجٹ ہے۔ اور اسکا credit سب کو definitely آئیں جاتا ہے۔ ایک factor آئیں correction کا بھی بہت آیا ہے۔ جس میں honourable یہاں منسٹر ہمارے ممبرز بیٹھے ہیں۔ یہ جس پی ایس ڈی پی کی ہم بات کرتے ہیں اور جس پر ہم بار بار، میرے تو ابھی تک سوائے اس کتاب کے کسی اور کتاب کو اٹھتا بھی نہیں دیکھا ہے۔ آج بھی وہاں سے اٹھتا ہے۔ بھئی یہی کتاب کا ریفرنس آتا ہے، فلاں آتا ہے۔ لیکن اس کتاب کے اندر ہوا کیا ہے؟ اس کتاب کے اندر تھا کیا؟ اور اس کتاب کے اندر پچھے جو ہم نے محنت کی تھی اور اگر یہ محنت ہمارے سینئر منسٹر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، طارق گسی صاحب بھی ہیں، کھیرت ان صاحب بھی ہیں، دوسرے concerned ministries جتنے بھی ہمارے یہاں موجود ہیں، سب نے اپنی ministries میں بڑا time دیا ہے۔ ان کے سکریٹریز نے بڑا ثامن دیا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ کام بلوچستان کی history میں پہلی دفعہ ہوا ہے۔ یہ کوئی آسان پریکٹس نہیں ہے۔ یہ شاید عام انسان آئیں شاید سمجھ نہیں سکے گا۔ ساڑھے چار سوارب کے throw forward کو لا کے ایک سو چالیس ارب پر لا کے بٹھانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ ابھی بھی آپ اس کتاب کی صورت جو آپ ابھی یہ دیکھ رہے ہیں۔ آپ کو ابھی بھی اس میں چیزیں ڈھونڈنا بڑا مشکل ہو جائیگا۔ آپ imagine کریں کہ اگر یہ وہ ساڑھے چار سو throw-forward کے ساتھ والی اسکیم اور یہ مشترک ہوتی تو یہ آپ کیلئے ایک ایسا بھجن فارمولہ ہے پی ایس ڈی پی کے، جس کے اندر آپ ڈھونڈتے ہیں چلے جائیں، گھومتے چلے جائیں گے اور ڈھونڈتے جائیں گے، نہ آپ کو کوئی سر ملے گا، نہ ہی پیر ملتا ہے۔ لیکن یہ چھ، آٹھ مہینے اس پر جتنا محنت ہوئی ہے ان میں سے جن چیزوں کی ترتیب بنائی گئی ہے۔ جن چیزوں کو بلوچستان کی ضرورت سمجھا گیا ہے، جن چیزوں کو یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ اپنے اسی، ساتھ، ستر، نو، پچاس فیصد financial, physical stage پر پہنچی ہیں، جن اسکیمات میں zero-expenditure ہے لیکن بجٹ کے اندر صرف موجود ہے، اس کتاب میں سالوں سے موجود ہیں، کچھ بھی نہیں ہو رہا۔ نہ خرچ ہو رہا ہے، نہ کام ہو رہا ہے approved نہیں ہے۔ ایک صورت میں، میں ضرور اسے mention کروں گا، جہاں میرے معزز دوستوں نے ایک ایک لاکھ کا mention کیا ہے، اس پر بڑا کام ہوا ہے۔ یہ ایک لاکھ figures ایسے آسانی سے نہیں بنائے جس کا allocation اس کو دس

کروڑ کی چاہیے اور آپ کی حکومت کا کارنامہ ہے، آپ اس کو ایک لاکھ دے رہے ہیں۔ اگر آپ غور سے اس پی ایس ڈی پی کو دیکھیں اور اس پی ایس ڈی پی کی کتاب کو اگر آپ تھوڑا سا پھر سے اگر غور سے پڑھیں اور اگر اسکی تفصیلات اگر دیکھیں اسکے اندر آخر میں جب پی ایس ڈی پی کی اسکیمات ختم ہو جاتی ہیں، اسکے بعد ایک صفحہ آتا ہے۔ اور اس کے آگے پھر لکھا گیا ہے، وہ اسکیمات تقریباً ایک سو سالہ یا ایک سو ستر یا ایک سو اسی ایسی اسکیمات ہیں۔ ہم نے انکو پی ایس ڈی پی سے باہر نہیں نکالا ہے۔ لیکن یہ وہ اسکیمات ہیں جن کے اوپر اعتراضات بہت زیادہ ہیں، کہیں NAB کے حوالے سے، کہیں quality کے حوالے سے، کہیں موجود ہونے کے حوالے، کہیں اُنکے غلط، صحیح استعمال کے حوالے سے، کہیں پر block-allocation کے حوالے سے اور اسی طرح بہت سارے سیکھر ہیں۔ اب ہمارے راستے دو تھے یا تو ہم انکو delete کرتے یا تو ہم انکو بجٹ کا حصہ بناتے ہوئے اس کو ایک final-stage پر لاتے۔ تو ہماری کیبینٹ نے پھر یہ فیصلہ کیا کہ ہم ایسی اسکیمات کو اس بجٹ کا حصہ ضرور بنارہے ہیں۔ لیکن ہمارے بجٹ کے باقی جو اسکیمات ہیں، اُنکے جزو کے اندر یہ موجود نہیں ہو گا، یہ الگ سے ہو گا۔ اور اس پر پھر کیبینٹ کی ایک کمیٹی بیٹھیں گی۔ جو جو، ایک ایک سیکٹر کو اس کو دیکھے گی۔ اور ایک ایک سیکٹر کے پھر یہ فیصلہ ہو گا کہ ان schemes کا طریقہ کار کیا ہونا چاہیے۔ ان پر allocation کا مزید کیا ہونی چاہیے۔ ان میں کٹوتی اگر ہونی چاہیے یا کوئی اور کام ہونا چاہیے۔ تو یہ جو token ایک لاکھ کا amount رکھا گیا کیونکہ اگر آپ allocation ہی پوری آپ اس میں اگر رکھ دیں گے تو آپ کا بجٹ کا تقریباً چالیس سے پچاس ارب روپے اسکے اندر چلے جاتے ہیں۔ تو وہ حصے کو ہم نے side прرکھتے ہوئے اسکو بجٹ حصہ بنایا ہے۔ اور یہ ہماری caps اسکیم کھلا تی ہیں۔ ان کی ایلوکیشن ایک لاکھ نہیں ہے۔ یہ token-allocation اس اسکیم میں رکھی گئی۔ اس پر ایک کمیٹی بنے گی۔ وہ کمیٹی اپنی ساری تجویزی مرتب کر گی۔ ڈیپارٹمنٹس کے ساتھ مل کے، سی ایم آئی ٹی کی روپر ٹس کے بعد، investigations کے بعد، NAB کی جو اسکیمات ہیں، ان کی reports کے further ڈسٹرکٹ یا ڈویژن investigations کے بعد، ان کے بعد پھر ہم یہ گورنمنٹ ان ایک سو سالہ اسکیموں کا فیصلہ کر گی۔ یہ اس طرح نہیں نکالی گئی ہے۔ تو یہ میں تھوڑی clarity بتاؤں۔ یہ وہ gaps اسکیمیں ہیں تو جناب اسپیکر صاحب! اس پر، اس کتاب پر جب اتنی محنت کی گئی۔ اور یہ جو 450 ارب روپے کا throw-forward liabilities کو، بلوج تان کے لوگوں کے اوپر جو ہیں ایک liability ہے، سوچیں کہ اس حکومت نے ان

نے اڑھائی سوارب کی liability ان 6 ماہ میں اس کمیٹی نے محنت کی وہ thorough کام کیا گیا۔ بلوچستان کے لوگوں کے سر سے اٹھائی ہیں۔ یہ ماضی میں بھی نکل سکتے تھے لیکن نہیں نکلا گیا۔ لیکن اس پر بڑا throw-forward آپ کا اگر ہوتا، نئے سال کا اگر آپ اور لگاتے یہ پی ایس ڈی پی throw-forward کی طرف جب پہنچ جاتا، پھر بہت سوالات اٹھتے۔ اور ان اسکیمات کو چار ہزار، ساڑھے چار ہزار سے کم کر کے ہم 1300 پر یا 1400 پر لائے۔ اور ہم ان اسکیموں کو ہم نے نہیں نکلا۔ ہم نے اُسکا criteria بنا�ا۔ کہ وہ اسکیمات جن میں پیسے آپ نے ابھی تک خرچ ہی نہیں کیئے۔

کورٹ نے بہت سارے اپنے objections کیے تھے۔ یہ ساری ان چیزوں کے بعد ہم نے کیے ہیں اور پھر ان کا ہم نے first phase-wise phase-wise کیا ہے کہ finally میں یہ کام سینڈ میں یہ تیسرے میں یہ چوتھے میں یہ۔ اور finally یہ gape-list یہ gape-list ہے۔ اس کو allocate کو اسکے لیے ایک ایک لاکھ کر کے، اسکو کیپنٹ کی کمیٹی دیکھے گی۔ decide کرے گی، اس پر investigation ہو گی، سب کچھ ہو گا پھر finally اس کا decision یا جائیگا۔ جناب اسپیکر صاحب! میں کوشش اسی لیے کروں گا۔

اپنے کو منظر کروں، لیکن مواد کچھ بجٹ کے ہمارے پاس بھی زیادہ ہیں۔ چونکہ بنایا ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ یہ اس گورنمنٹ نے بجٹ بنایا ہے۔ اور اس پر بڑی محنت کی گئی ہیں اور اس محنت میں بہت سارے لوگوں کا in-puts ہیں۔ تو میں سوچ رہا تھا کہ چند چیزیں میں بڑی بڑی اگر بتانا بھی چاہوں تو اس بجٹ میں میں کیا بتاسکوں۔ آفس والوں کو میں نے کہا کہ آپ ایک فارمولہ لائیں۔ اس کے نیچے کی اسکیمات کو بتانے کی ضرورت نہیں کیونکہ شاید ہم صح تک میں تو یہ تقریر ختم نہیں ہو گا۔ میں نے کہا وہ اسکیمات جن کی لگت 30 کروڑ سے زیادہ ہیں اس پی ایس ڈی پی کے اندر۔ صرف اس کی ایک لسٹ مجھے چاہیے اور کچھ نہیں چاہیے۔ اور ان اسکیمات کو میں تھوڑا اس share کرنا چاہوں گا اپنے اس پورے audience کیسا تھ۔ کیونکہ اس کتاب کو جب آپ دیکھیں گے یہ بہت موٹی کتاب ہے۔ اس کے اندر کون کون سی بڑی چیزیں ہیں کون کون سے بڑے لیوں کے چیزیں ہیں انکو آہستہ آہستہ آپ کو پہنچ لیں گے لیکن یکمشت نہیں پڑھ لسکیں گے۔ میں اُسکے لیے جب میں نے یہیں بیٹھے بیٹھے تھوڑا سا لسٹ بنایا کیونکہ وہ اسکیمات جو کم سے کم 30 کروڑ کی ہیں ایک اسکیم اور زیادہ سے زیادہ جتنے بھی ہیں۔ بہت سارے کامنے کے باوجود اس لسٹوں میں سے کیونکہ بہت بڑی تھیں میں نے اپنے پاس کم از کم 45 لکھی ہوئی ہیں کہ کون کون سی ہیں، جن کو کہ میں کم از کم share کرسکوں۔ اور

یہ انفرادی اسکیمات نہیں ہیں۔ یہ علاقے کے کسی چھوٹے water-channel کی۔ کنوئیں کی، بند کی، چھوٹے روڈز کی نہیں ہیں۔ ہر اسکیم 30 کروڑ سے اوپر کی ہیں اور ایک پالیسی اسکیم ہیں۔ جناب اپنے صاحب! ذکر آیا۔ ہم نے turn-by-turn اس کو اسی طرح sector پر آتا ہوں۔ کہ ہم ایک گرین ٹریکٹر کا جو ایک بجٹ لارہے تھے اس کی costing اُس کی، پسیے، 500 billion ہیں، اڑھائی سو نہیں ہیں allocation میں بعد میں بھی بڑھا سکتے ہیں۔ اور یہ اڑھائی سو ہیں۔ آپ اپنے budgeting-circle میں گرین ٹریکٹر کا جو ایک concept ہے۔ اسیں آپ fully-one-time-free concept کو شامل کریں کہ وہ cost میں بھی آپ کے ساتھ شرکت کریں۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے، ٹھیک ہے بلوچستان میں بہت سارے ایسے علاقے ہیں جہاں پرشاپ ٹریکٹر کی اتنی ضرورت نہ ہوں۔ لیکن بلوچستان کے بہت سارے ایسے زمیندار ہے جو اکیلا ایک آدمی ٹریکٹر afford نہیں کر سکتا ہے۔ اور اسی کی وجہ سے اس ایک آدمی کے لیے اُسکی ٹریکٹر پوری بھی نہیں کرتے۔ پانچ ایکٹر تین ایکٹر چار ایکٹر اب وہ 15 لاکھ کی 20 لاکھ کی 12 لاکھ کی ٹریکٹر خریدے۔ لیکن ٹریکٹر اس کی ضرورت بھی ہے۔ تو کبھی بھی بہت سارے زمیندار چار پانچ مل کر ٹریکٹر بھی خرید لیتے ہیں۔ اور پھر اپنے 20-15 ایکٹر کو اس سے جب بھی ضرورت ہوتی ہے اس کے صفائی بھی کراتے ہیں اور اس کو ضرورت میں بھی لاتے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات ہے کہ اس کا استعمال بلوچستان میں ہوتا ہے۔ ہم کوئی ایسی چیز نہیں لارہے ہیں کہ scientific نہیں لارہے ہیں کہ ٹریکٹر ایک alien-item ہے اور بلوچستان کے لوگ اس کا استعمال، ان کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اور وہ استعمال کرنا بھی نہیں چاہتے ہیں۔ اور گورنمنٹ اگر ان کو سپورٹ کرے۔ مجھے یاد ہے کہ پچھلے فیڈرل گورنمنٹ میں جب یہ پروجیکٹ آیا تھا بہت سارے لوگوں نے ٹریکٹر خریدے ہیں۔ اور باقاعدہ ایک قطار لگتی تھی کہ جی ہم، یہ خاص کر زرعی ترقیاتی بینک والوں کے پاس یہ پروگرام تھا۔ لوگ ٹریکٹر لینے کے لیے قسطوں میں جاتے تھے۔ اور کوشش کرتے تھے کہ ہمیں ٹریکٹر ملیں۔ کیونکہ کیمپنی ایک زمیندار کو بھی 14-13-12 لاکھ روپے کا نابراہام مشکل ہوتا ہے ایک عام زمیندار کے لیے۔ سرمایہ کار کے لیے مسئلہ نہیں ہے لیکن عام انسان کے لیے بڑا مشکل ہیں۔ on-farm water course programme کے جواہے سے ہیں کہ زمیندار اپنے بہت سارے ہمارے ہمارے بیہاں دوست ہیں جو orchard-field سے تعلق رکھتے ہیں۔ سیب ہیں، چیری ہیں۔ زرد آلو ہیں۔ آڈو ہیں۔ دوسرا چیز یہ ہیں۔ part southern میں آپ جائیں گے。dates کا بھی ہے، دوسرے کا بھی ہے۔ تو ہم ایسا ایک

سسٹم بنائیں جو ان کے پانی کی ضرورت کو۔ ویسے بلوچستان میں پانی نیچے جا رہا ہے۔ ویسے ہی پانی کم نکل رہا ہے۔ اور اس پانی کو ہم کم سے کم اسکو ضائع ہونے دیں تو اس کے لیے تین چار پروگرام ہم نے بنائیں اور اس کے لیے تقریباً ایک ارب کا cost اُسکی رکھی ہوئی ہیں جو کہ جس سے bubbler-irrigation کر سکتے ہیں زمینداروں کے ہیں۔ جس سے آپ کپی نالیاں بناسکتے ہیں۔ جس سے آپ PVC پائپ لامنگ کر سکتے ہیں زمینداروں کے لیے۔ ایک طرف آپ اسکوڑیکٹر دے رہے ہیں۔ دوسری طرف آپ اسکو کپی نالیاں بھی دے رہے ہیں یہ دے رہے ہیں۔ یہ اس کی benefit کو جائیں گی اور all-over benefit اگر آپ دیکھیں کہ ہم بلوچستان کا اگر صرف زرعی پانی ان اسکیمات کی وجہ سے اگر 15% بھی بچالیں اور ہم اتنا خشکاہہ علاقہ ہے۔ تو ہم بہت بڑا کام کر رہے ہیں۔ ہم اس کی زمینداری بھی ٹھیک کر رہے ہیں۔ اور ہم اپنے صوبے کا پانی بھی بچا رہے ہیں۔ کیونکہ ہمارے پاس پانی گلیشیر سے پچھلتا ہوا نہیں آتا۔ بلوچستان کا جو سب سے بڑا بیسنس اس کا انڈرگراونڈ بیسنس ہے۔ ہم اپنا انڈرگراونڈ بیسنس ضائع کر رہے ہیں لیکن اس بیسنس کو اگر ہم 15 فیصد بھی بچالیں تو ایک بہت بڑا کام ہے۔ اس کی ضرورت ہے۔ اسکے لیے ہم نے ایک ارب روپے رکھے ہیں farmers کے لیے۔ کچھی کا ہم نے سنا، سنتے آرہے ہیں 15 سالوں سے، 10 سالوں، 20 سالوں سے کچھی کینال، کچھی کینال، الحمد للہ انشاء اللہ فیڈرل گورنمنٹ نے اس پر بہت بڑا initiative لیا ہے لیکن گورنمنٹ آف بلوچستان نے اپنا بھی share رکھا ہے کہ ہم بھی اپنے component کے اندر جو کہ ایک آتا ہے اسکو رکھتے ہوئے اسکو آگے بڑھائیں کیونکہ یہ تقریباً کوئی تین ساڑھے تین لاکھ initial stage میں تین ساڑھے تین لاکھ ایکڑ آباد کریگا اور اس پر آپ نے مدد ہم نے جو لامنگ کا کام کرنا ہے۔ land-leveling کا کام کرنا ہے۔ صوبے کے لحاظ سے کرنا ہیں۔ بلوچستان جیسے پسماندہ علاقے میں آپ تین لاکھ ایکڑ اگلے چار، پانچ، چھ سالوں میں اگر آباد کر لیں آپ سمجھیں آپ نے ایک بہت بڑا revolution کیا ہے اس صوبے میں۔ اس تین لاکھ ایکڑ میں کون جائے گا؟ زمیندار تو آباد کریگا ہی کریگا۔ مزدور جائیں گے۔ ٹریکٹر والا جائیں گے۔ ڈیزیل والا جائیں گے۔ ٹرک والا جائیں گے۔ عام آدمی جائیں گے۔ جانور پلیں گے۔ ہر گھر کا سسٹم خوشحال ہوگا۔ پھر آپ سوچیں کہ ساڑھے تین لاکھ ایکڑ پر کتنی بڑی مارکیٹ بنے گی۔ ہوٹل بیسنس گے شاپس بیسنس گے، شہر آباد ہوں گے۔ یہ جو ہم بات کرتے ہیں کہ آج بلوچستان میں آپ کی قحط سالی آتی ہیں۔ یہ قحط سالی پانچ سال پھر آسکتی ہیں۔ تو یہ لوگ کہاں جاتے ہیں؟۔ یہ پھر ایسے علاقوں میں جاتے ہیں جہاں زمینداری کر کے اپنا دانہ پانی پورا کرتے ہیں جہاں پر کینا لوزسسٹم ہیں۔ کم از کم وہاں پانی کا سسٹم بہت بہتر ہیں۔ تو گورنمنٹ نے اس

پر کے ہم نے اپنا بھی share اُسیں آگے رکھا ہے۔ اسی طرح لا یو اسٹاک پر ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارا جو animal husbandary ہیں ان کو ہم increase کریں اس پر ہم نے ایک lamb-project کا رکھا ہے ایک ہمارے اور پروجیکٹ آنے والا ہیں camel farming کا بھی ہے۔ اسی طرح تین چار پروجیکٹس ہیں جو اس پی الیس ڈی پی میں نہیں ہیں، لیکن وہ ہمارے PPP-mode میں ہیں۔ یہ کرشل ventures ہیں۔ ان میں گورنمنٹ انکو نہیں چلا سکتی ہے۔ ہم آج کہیں کہ ہم لا یو اسٹاک کے اور فلاں یہ چیزیں چلا کیں گے اور ایک کامیابی کے طرف جائیں گے اور cattles بڑھیں گے یہ بڑھیں گے۔ یہ commercial-deeds کو بلانا private sector کو اپنے assets کے ساتھ incorporate کرنا۔ اور ان کو ایک chance دینا۔ اور اگر یہ phenomena share کرنا اپنی equity رکھنا۔ اور ان کو ایک jobs کے اندرونی veterinary concept کا mobile veterinary hospitals کا سٹم بڑھا رہے ہیں۔

اور ہم joint venture companies کے ساتھ یہ بنا کرتا کہ وہ آئیں اور بلوچستان میں 4-3 بھی اگر ہم need-processing یا ایک، دو پلاٹس کی طرف جائیں تو ہو سکتا ہے یہاں کام مولیشی والا اس فیلڈ میں آ جائے گا۔ کیونکہ وہ ابھی risk نہیں لینا چاہتا۔ وہ خود ایسے قحط سالی کا شکار رہا ہے اور اپنے جانوروں کے اس پاس اتنی investment بھی نہیاں ہیں۔ لیکن دیکھا دیکھی میں یہ چیز بڑھ سکتی ہے جس طرح پنجاب میں بڑھی ہوئی ہیں سندرھ میں بڑھی ہیں اور دوسرے علاقوں میں بڑھی ہیں۔ لیکن ہمارے ماشاء اللہ ممبر زمینی بیٹھے ہیں لا لا یہاں بیٹھے ہیں۔ لا لا خود ایک کیلیل فارم کے مالک ہیں اور تربت میں کام کرتے ہیں۔ اور ان کا ایک کیلیل فارم ہیں ایک اچھا خاصہ milk-production ہیں، تربت جیسے علاقے میں۔ تو اس کا مطلب ہے potential بلوچستان میں لارہے ہیں۔ اسکو بڑھانے کی ضرورت ہیں۔ green wild-life کا ایک concept ہیں جو کہ ہم wild-life میں لارہے ہیں۔ اور اس کے لیے تقریباً ہم نے ایک ارب رکھا ہوا ہے کہ ہم اس wild-life phenomena کو پورے صوبے میں restore کریں

جیسے ہمارے آپ نے دیکھا ہو گا ذریجی میں ہے، ساروںہ میں ہیں، لسبیلہ میں ہیں۔ یہاں پر ہمارے northern areas میں ہیں، چلتی میں ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بلوچستان میں بہت سارے ایسے areas ہیں جس میں آپ different phenomena wild-life کو growth کر سکتے ہیں۔ اور پہلی دفعہ wild-life کی کوئی میٹنگ اس گورنمنٹ کے ممبران نے اور ہم نے بلائی ہیں۔ اور وہ وجود میں آئی۔ اور اس نے اپنا کام ابھی اشارت کیا ہے پہلی دفعہ۔ اور یہ بھی ایک بہت بڑا ذریعہ بن سکتی ہے کسی نہ کسی حوالے سے معیشت میں لوگوں کو آگے لانے کے لیے۔ جناب اسپیکر صاحب! forestry کا ایک بہت بڑا پروگرام ہے۔ جس میں گورنمنٹ آف بلوچستان وفاق کے ساتھ شامل ہے۔ اور یہ جو سونامی جو forestry کی ہیں جس کی ہم بار بار بات کرتے ہیں کہ global warming factor ہے۔ ہم نے وفاق کو ایک اور concept کیا جس پر انہوں نے KP میں بھی یہ کام کیا ہے۔ تو یہ جو سونامی کا billion tree ہے کیوں نہ ہم اس کا ایک بہت بڑا factor ہے۔ گورنمنٹ نے ویسے درخت اگانے ہیں یا درخت خریدنے ہیں۔ تو آپ پلک کو بولیں کہ وہ درخت اگائیں۔ اور پھر میری جب KP والوں سے بات ہوئی انہوں نے کہا کہ جی ہم نے KP میں بالکل اسی طرح کیا ہے ہم نے لوگوں کو بولا آپ درخت اگائیں یہ درخت اگائیں اتنے عرصے بعد ہم آپ سے خریدیں گے۔ اگر ہم بلوچستان میں یہ کام کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جس کے لیے ہم نے تین ارب روپے رکھے ہیں تو آپ سچھیں آپ نے جہاں forestry کرنی ہیں۔ وہاں ایک عام آدمی کو روزگار دے دیں آپ اسکو guarantee دے رہے ہیں کہ آپ 10 سے 300-200 یا یہ species کے درخت اگائیں۔ اس قیمت میں گورنمنٹ آپ سے لے لے گی۔ تو آپ سچھیں کہ لوگ اس کاروبار کی طرف آجائیں گے نسبت کہ ہم فارست ڈیپارٹمنٹ کو بولیں کہ جی تیج لگاؤ۔ اچھا اس میں ایک بہت بڑی کامیابی یہ بھی ہے کہ ہم تو تیج اسٹیچ سے شروع کرتے ہیں۔ یہ تو آپ کے لیے درخت اسٹیچ پر شروع ہو جائیں گے اور آپ کے لیے لگا کر بیٹھ جائیں گے۔ اور ہم اس concept کو اس طرح نہیں لگا رہے ہیں کہ آپ نے لاکھوں درخت لگا لی۔ کسی patches کا forestry کا کو پتہ نہیں ہیں۔ اور کوشش کریں کہ وہ درخت ہم لگائیں جس کو commercialization کی طرف بنائیں۔ بھی شروع آگے جا کر ہم لے جاسکتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمارا ایک post ہے جس کے لیے ہم خاص کر کے دوستوں کے لیے جس طرح زمینداروں کے لیے ہم ایک گرین ٹریکٹر concept لاٹیں اس طرح

ایک ہم green boat concept کا ہے ہیں۔ اور یہ boat concept کا help ہے ہمارے مجھیروں کیلئے۔ بلوچستان کے history میں شاید میں اگر غلط نہیں ہوں، سردار صالح بھوتانی صاحب یہاں موجود ہیں۔ 1980ء میں یا 1985ء میں کوئی پروجیکٹ شروع ہوا تھا fisher-men کو loans کو دیکھا۔ اس کی سہولت fisher-men کو دیکھا۔ نہ اس کی ضروریات کو دیکھا۔ تین چار جیھیاں بنائیں وہ بھی سارے الگ ڈیزائن کے بنائے۔ آج ہمارا مجھیرا اپنی مدد آپ کے تحت جو بھی کر رہے ہیں وہ کر رہے ہیں۔ (ڈیسک بجائے گئے) اس گورنمنٹ نے دو پالیسیاں بنائی ہیں ایک ہم انشاء اللہ مجھیروں کے لئے ٹرسٹ بنارہے ہیں۔ جس طرح کراچی کے اندر ہے، کہ ٹرسٹ میں اُن کے لئے رقم جمع ہوگی۔ اُس ٹرسٹ کے زیادہ تمبرز یہی کوشش ایریا کے مجھیرے ہوں گے۔ سرکار کی چھوٹے نمبر پر ایڈنٹریشن لیوں پر یامبرز اُنکے ہوں گے چھیرے میں ٹرسٹ کا آئے گا اور الگ بھگ میرا اندازہ ہے چونکہ سندھ ٹرسٹ تقریباً fisheries کا جو ہے وہ کم از کم سماٹھ سے ستر کروڑ روپے سال کے جمع کرتا ہے۔ اور مجھے اندازہ ہے کہ بلوچستان میں کم از کم بھی ہوا یک یا ڈیڑھ ارب جمع ہو سکتے ہیں بڑے آرام سے اور یہ پیسوں کا خرچ کرنا یہ ٹرسٹ خود کرے گی۔ اپنے مجھیروں کے لئے کالونی بنائیں۔ شادی، غنی اور اسکول بنائیں۔ کاروبار اپنا بہتر کریں۔ اپنا بوس کی سہولتیں بنائیں۔ یہ سارے فیصلے خود کرے گی، آج آپکے فشریز ڈیپارٹمنٹ سالانہ ڈیڑھ کروڑ روپے کماتی ہے بل۔ یہ ہماری پوزیشن ہے اور یہ ہم پروگرام گرین بوت کا ہمارے مجھیروں کے لئے انشاء اللہ لارہے ہیں جس کے لئے ہم نے تقریباً ایک پچاس کروڑ روپے سے اسٹارٹ کیا ہے اور اس کو ہم مزید آگے expedite کریں گے۔ جناب اسٹریکٹر صاحب! industrialization کی بڑی بات ہوئی۔ حالانکہ یہ citizen budget پر تھوڑی بہت محنت ہوئی ہے۔ اس کی پرمنگ تو میرے خیال میں کم از کم اچھی ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ بلوچستان کا جو وائٹ پیپر ہے اس کی بھی پرمنگ بڑی اچھی ہے اتنی بُری نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے پی ایس ڈی پی کا جو فرنٹ بیچ ہے اس کا کچھ تھوڑا اچھا نہیں لگا ہو لیکن باقیوں پر بڑی اچھی ہے۔ اس پر میں تھوڑا اسما آپ کو بتانا چاہوں کہ انڈسٹریل زون میں گورنمنٹ آف بلوچستان کیا کر رہی ہے۔ اور انڈسٹریل زون میں گورنمنٹ آف بلوچستان نے اپنی کیا کیا initiatives کر کے ہیں جن کو ہم نے آگے بڑھانا ہے۔ اور آج میں انشاء اللہ آگے اس بجٹ میں ایک آنے والا بڑا interesting programme بھی share کروں گا۔ جو میں نے بڑا کام کیا ہے دوستوں کے ساتھ کہنٹ والوں کے ساتھ کیا ہے۔ کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ ایک تو ہماری لوکل انڈسٹری جو ہے اس کو strengthen کرنے کی

ضرورت ہے۔ بلوچستان کا یہ کوئٹہ ہے بستان ہے اور حب ہے۔ آج بھی سردار صاحب یہاں بیٹھے ہیں میرا بھی اور انکا تعلق حب سے ہے اس علاقے سے ہے۔ ہم پرانے بہتر کرنیں سکتے ہیں نئے بنانے کی ہم دوڑ میں ہمیشہ اس ملک میں ایک رواج رہا ہے۔ تو ہم نے پہلی دفعہ ایک re-vamping کیلئے ایک پروجیکٹ رکھا ہے کہ ہم اس کو strengthenize کریں گے۔ کچھ elements اس پی ایس ڈی میں اُسکرہ گئے ہیں۔ لیکن ان elements کو انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے ٹائم میں ہم incorporate کریں گے کہ موجودہ جو انڈسٹریل زونز ہیں انکو بہتر کیا جائے اُنکار و ڈریز ہیں ان کا infrastructure ہے۔ ان کی ضروریات ہیں ان پر خرچ کئے جائیں۔ ہم ساتھ ساتھ mini-industrial estates develop جو ہے وہ کر رہے ہیں ایک مسلم باغ میں اور ایک خضدار میں۔ ہم تربت، چن، حب، گڈانی، گوادر یہ ہمارے وہ areas ہیں جن میں ہم نے ایک ارب روپے رکھے ہیں۔ اور یہاں کچھ indigenous industries ہیں جن کو develop کی جاسکتی ہیں۔ گوادر کا اب ہم نے ایک پلان بنایا ہے کہ گوادر کے اندر ایک بہت بڑا ہے۔ لسبیلہ میں بھی ہے لیکن گوادر میں تھوڑے بڑے پیمانے میں ہیں یہ جو لوگوں کے boats ہیں یہ ایک بڑی unique craftsmanship ہے جو ہمارے گوادر کے لوگ بڑا اس میں ماہر ہیں اور بڑا لاکھوں روپے اس پر خرچ کرتے ہیں۔ لیکن آپ کبھی وہاں جا کر کے دیکھ لیں کہ وہ کس طرح وہ boats بناتے ہیں انسان کو ترس بھی آتا ہے لیکن مجروری بھی ہے۔ سمندر کے بالکل ساحل کے اوپر boats بھی بن رہے ہوتے ہیں۔ پانی بھی آتی رہتی ہے طوفان بھی ہے سب کچھ ہے۔ اس گورنمنٹ نے پلان بنایا ہے کہ ہم انکو ایک delegated جگہ بنانے کے دیں گے۔ جہاں اس انڈسٹری کو زندہ رکھا جائے اور جو کہ ہماری ضرورت بھی ہے۔ اور پھر مجھیرے اس جگہ میں آ کر کے اپنے boats کو repair کریں، بہتر کریں، کریں کی سہولت ہو اور اسٹورنچ سہولتیں ہوں۔ چھوٹا بڑا tool-factor وہاں ہو ایک shedding system وہاں ہوں، یہ سہولیات انکو مل سکیں۔

جناب اپنے صاحب! اسی کے ساتھ ساتھ ہم نے ایک پلان انشاء اللہ بنارہے ہیں ڈیپینٹ آف انڈسٹریز انڈسٹریال کامرس سیکٹر پلان 2019-24ء تک۔ کہ بلوچستان میں آنے والے ٹائم میں اپنا industrial expansion کس طرح کرنا ہے۔ اپنا expansion کے پلان کیا بننا ہیں۔ ہماری وہ جس طرح sectoral-policy آئے گی۔ اس کو بھی ہم لا کر کے share کریں گے۔ اسی طرح ہماری development and industrial trade policy ہے۔ میں آپ کو ان چیزوں کی طرف لے جا رہا ہوں کہ جو پی ایس ڈی پی بھی ہے اور نان پی ایس ڈی پی بھی ہے۔ ہم صرف اس بات پر یقین نہیں رکھتے

بیں صرف پی ایس ڈی پی کے through آپ اس صوبے کی تقدیر کو بدل سکتے ہیں بہت ساری چیزیں policies سے بھی بدل سکتی ہیں۔ grants initiatives سے بھی بدلتی ہیں۔ ان sectors کو بہتر کرنے سے بدل سکتی ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے ایک طریقہ کار کیا ہے کہ، پتہ نہیں کہ سے ہم نے LOI's دیئے ہوئے ہیں، جن Solar, Wind Companies کی بات کی جا رہی ہے اور میں on the Floor ہتادوں کے کئی دفعہ signed agreements کو re-negotiate ہم نے کیا ہے اور renewable energy کا جواہریک ہمارا draft agreement جو ایک plant گانا تھا۔ گورنمنٹ آف کمپنی کے ساتھ جنہوں نے بوسٹان میں 50 Mega-Watts کا equity 5% میں اور ہم میں 5% تھی، اور سب agreements کروایا اور اس 5% کو NOC اور بلوچستان کی final کرنا تھا گورنمنٹ آف بلوچستان نے re-negotiate کروایا اور اس 5% کو ہم نے 8% equity پر لے آئے۔ اور ان کو آمادہ کیا اور اب بلوچستان کی حکومت جہاں بھی انشاء اللہ اپنی زمین لے جائے گی اپنا وسائل لے جائے گی اپنی معدنیات لے جائے گی اُن سب میں ہم حصہ دار ہوں گے equity based sharings ہوں گی۔ ہم کسی کو مفت میں زمینیں نہیں دیں گے۔ (ڈیک بجائے گئے) off-grid facility بجلی بنانے کی بات ہوئی میں اُس پر تھوڑا سا تفصیل بتانا چاہوں گا کہ بجلی بنانا بہت آسان ہے بجلی کو بیچنا بہت مشکل کام ہے۔ اور کسی بھی ادارے میں یا کسی بھی سسٹم میں اگر آپ کا commercial venture صحیح نہیں بناتو یہ نہ ہو کہ بلوچستان حکومت ایک ایسا کام کر جائے جو پھر اگلے تیس سالوں تک بس پیسے ہی دیتے رہیں اور وہ پیسے ہم سے لے جاتا رہے جو قسطوں کی صورت میں اب ہم کر رہے ہیں۔ کہ ہم وفاقی حکومت کے ساتھ مل کے کوئی تینیں ارب روپے اس صوبہ کا سب سیڈی میں دے رہے ہیں اور وہ سب سیڈی میں دے رہے ہیں جہاں پر بہت سارے ٹیوب و میز سوکھ بھی گئے ہیں۔ اور ہمیں حساب کتاب کا کوئی پتہ نہیں ہے کہ واقعی یہ ٹیوب و میز کتنے خراب ہو گئے ہیں کتنے سسٹم میں ہیں کتنے نہیں ہیں۔ ہم ایک اور چیز جس کی طرف ہم جا رہے ہیں کہ بلوچستان کے اندر ہم یہ solarization grid-facility اور grid-facility کیلئے ہم نے ایک بڑی رقم رکھی ہے جس میں ہم نے انشاء اللہ جا کے اس solar-facility کو مختلف جگہوں پر جا کر کے لوگ جو grid سے کم از کم یہ ہمیں پتا ہے کہ ایک بہت آنے والے نائم پر بھی بہت دور ہیں گے۔ ان کو بھی کیا ہے۔ اور وفاقی حکومت کے ساتھ ہم نے مل کے بہت pressurize کیا کہ مکران ہمارا پورا جو آپ کا ڈویژن ہے، رخستان ہے، مکران ڈویژن ہے یہ پاکستان کے national-grid connected ہی نہیں ہے لیکن

اس فیڈرل پی ایس ڈی پی میں آپ نے دیکھا ہوگا یہ reflected ہے اور انشاء اللہ آنے والے ایک ڈیڑھ سالوں میں بلوچستان کا یہ پورا حصہ national-gride کے ساتھ connected ہو گا۔ تب جا کے نوکنڈی، والبندین، گوادر میں آپ بھلی sun سے بنائیں، renewable سے بنائیں، solar سے بنائیں wind سے بنائیں۔ پھر آپ گرد سسٹم میں اپنے ڈال سکیں گے تو انہیں انشاء اللہ think so ایہ جیسے ہو گا اور یہ جتنی companies ہیں جنہوں نے LOI's لیے ہوئے ہیں ان پر ہم نے ان کو dead-line دیا ہوا ہے۔ لیکن اُن کی بھی بات وہی آ جاتی ہے کہ جی ہم تو اپنے facilities میں اور آپ نے off-take نہیں دی ہے۔ کرنے کی facilitation جوڑ نسیخن کی ہے وہ نہیں ہے۔ جو کہ انشاء اللہ بھی وفاقی حکومت آگے کرے گی۔ جناب اسپیکر صاحب! انڈسٹری کے ساتھ ساتھ لورالائی، والبندین، اور خضدار یہ تین آپ کے ایریا زایسے ہیں جن میں ماربل کا ایک بہت بڑا potential ہے۔ الحمد للہ سبیلے already شامل ہے۔ نال ہوا۔ نال خضدار سے related ہے لیکن سبیلے میں ایک ماربل سٹی کا قیام ہے۔ لیکن یہ تین اضلاع ایسے ہیں بلوچستان کے اندر جن کے اندر مال کا بہت بڑا potential ہے لیکن ہم نے وہاں تک نہ تو کوئی infrastructure بنایا ہے۔ نہ کوئی minning zone بنایا ہے نہ کوئی ماربل زون بنایا ہے اور نہ ہی کوئی جگہ بنائی ہے جہاں ایک mine-processor آ کے کم از کم ایک پلات لے، کوئی فیکٹری بنائے کوئی جگہ بنائے اور الحمد للہ جب سے یہ روزِ ریو کار روڈ بنایا ہے۔ ہم اگر والبندین اور خضدار کو صحیح develop کرتے ہیں ہم ایک بہت بڑی مارکیٹ پنجاب کی capture کر سکتے ہیں۔ اور ہمارا mine-owner بہت پیسے بچا سکتا ہے۔ اب وہ سب ایک دفعہ کراپی کی طرف جاتے ہیں تقریباً کوئی پانچ سو کلومیٹروں پر process کراتے ہیں پھر پانچ سو ساڑھے پانچ سو کلومیٹر سے آٹھ سو کلومیٹر اور پر جاتے ہیں۔ تو minning میں سو، دو سو، تین سو، چار سو روپے ٹن ہے جس کی بچت سے ایک mine-owner کماتا ہے۔ اگر روزِ ریو کا یہ پورا سیکشن complete ہو جائے گا اور یہاں ایک ماربل زون بنے گا اور والبندین بھی اس سے منسلک ہو گا تو ایک بہت بڑی cost سے نجات ممکن ہے۔ اس کے لئے ہم نے پیسے رکھے ہیں تاکہ ہم ان تین zones کو develop کریں۔ ان کو basic-infrastructure کہا جائے گا۔ یہاں lights کی plating facility ہو پانی کی ہو equipment کی ہو اور support کی بھی ساتھ ساتھ ہو جس پر ایک اور plan ہمارا ہے کہ ان mine-owners کو ابھی ہم نے support بھی کرنا ہے beside minning rights کے۔ اسی طرح جناب اسپیکر صاحب کچھ ہمارے ایسے ایریا زیں جہاں ہم نے roads کا

بھی دینا ہے ہمارے ممبر وہاں کے بیٹھے ہیں جن کا تعلق وڈھ سے ہے۔ یہ ہمارے حلقے میں بھی نہیں ہے اور نہ ہی ہمارا ایسا وہاں پر کوئی ووٹگ کا share ہے جس میں ہم کہیں کہ جی ہمارا وہاں کوئی interest ہے۔ لیکن ہم وہاں پر کوشش کر رہے ہیں کہ minning کا وہاں ایک بہت بڑا روڈ لے جانے کی ہے کیونکہ سارونہ میں بہت minning ہوتی ہے۔ سارونہ ایک ایسا point ہے جہاں پر بہت اچھی قسم کا ماربل آج بھی نکلتا ہے۔ تو وہاں تیس کلو میٹر کا روڈ جو ہم لے جا رہے ہیں تو اُس کا کریڈٹ اگر ان باتوں سے ظاہر کیا جائے تو وہ ہمارے پاس تقریباً پنیتیس چالیس کلو میٹر کا روڈ ہم وہاں لے جا رہے ہیں۔ تو وہ تو نہ تو اُس سے جام کمال فائدہ اٹھائے گا نہ عارف حصی صاحب اٹھائیں گے نہ زمرک اچزنی صاحب اٹھائیں گے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) میرے خیال میں ہمارے ممبر ہیں وہ اٹھائیں گے اُن کے حلقے کے لوگ اٹھائیں گے۔ وہاں سے صرف ماربل کی ٹرکیں نہیں جائیں گی وہاں لوگ گاڑیوں میں بھی جائیں گے وہاں لوگ موٹرسائیکلوں پر بھی جائیں گے۔ اور آگے جا کر کے اُس کی connectivity بھی مزید بڑھ سکتی ہے۔ اسی طرح انڈسٹری سے ہٹ کر کے ہم اگر اسپورٹس کی طرف دیکھیں۔ گورنمنٹ آف بلوچستان انشاء اللہ ہر ضلع کے اندر ایک اسپورٹس کمپلیکس بنائے گی اور وہ اسپورٹس کمپلیکس کیا ہوگا جس میں ایک soccer کا اسٹیڈیم ہوگا۔ جس کے اندر ایک کرکٹ کا اسٹیڈیم ہوگا جس کے اندر ایک والی بال کا کورٹ ہوگا لوکل اسپورٹس کا ہوگا ایک in-door جمنازیم ہوگا۔ ایک recreatinal area بھی ہوگا۔ آج کل آپ نے بہت دیکھا ہوگا کہ چھوٹے چھوٹے پارکس ہیں۔ بہت سارے ہمارے دوست جو یہاں بیٹھے ہیں ہم اور آپ ہیں اور عام آدمی، آپ بلوچستان کے کسی بھی ضلع میں جائیں حتیٰ کہ یہاں کوئی میں شام کو walk کرنے کیلئے کسی کو جگہ نہیں ہوتی تو یہ پارکوں میں یا اسٹیڈیم کے چکر لگا رہے ہوتے ہیں۔ اُس کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے اور یہ چار سالہ منصوبہ ہے۔ اور یہ چار سالہ منصوبہ ہے جو ہر منصوبہ پر کچیس سے نوے کروڑ روپے کا خرچ آئے گا ایک کمپلیکس پر۔ پوری completioin کے بعد اور یہ ہر ضلع میں انشاء اللہ بنے گا اور اس کے لئے اس سال ہم نے شروعات کرنے کے لئے تقریباً کوئی تین ارب روپے رکھے ہیں۔ اب یہ کوئی بتائے اصغر خان صاحب کا جب کمپلیکس اُنکے حلقے میں بنے گا تو وہاں پر کوئی پابندی نہیں ہو گی کہ صرف اے این پی اور بی این پی حضرات پارٹی کے منسلک لوگ ادھر کھیل سکیں گے اور کوئی کھیل نہیں سکیں گے۔ یا کل کو اگر خاران میں بنے گا تو یہ نہیں ہو گا کہ جی یہاں بی این پی مینگل کے علاوہ یہاں کوئی اور کھلاڑی نہیں آ سکے گا۔ ادھر میرے بھی اور بلوچستان کے سب لوگ جائیں گے۔ اس کا کریڈٹ ہمیں بھی جائے گا اور اس کا کریڈٹ آپ کو بھی جائے گا۔ یہ ایسی facility ہے کہ یہ ہمیں بھی

سہولت دے گا اور آپ کو بھی دے گا۔ جناب اسپیکر صاحب اسپورٹس میں ہم تقریباً ہر میونسل کار پوریشن اور میونسل کمیٹی میں ایک foot-stall بھی بنائیں گے۔ foot-stall کا ایک یا concept ہے کیونکہ کبھی کبھی بہت سارے بڑے بڑے اسٹیڈیم آپ maintain نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ والبندین میں ایک بنانا ہوا ہے کوئٹہ میں بنانا ہوا ہے گوادر میں بنانا ہوا ہے بہت سارے ایریا میں نئے نئے بن رہے ہیں تو youngsters کا بڑا راجحان ہے اس طرف۔ اور ایک بڑی facility ہے جو بہت easily manage ہو سکتی ہے ہزار دو ہزار گز کا پلاٹ ہوتا ہے جالی لگی ہوئی ہے آسٹر و ڈرف ہے ایک چھوٹا سا گول ہے گھنٹہ دو گھنٹہ کھیل لیا خوش ہو گئے یہی وہی چیز ہے جو کہ آپ کا youth کام کرے گی بعد میں نہ تو grass ہو گی اور نہ ایک بہت بڑا اسٹیڈیم دے دیں پہلے ایک دو میئنے تو بڑا اسٹیڈیم کام کرے گی بعد میں نہ تو گراسی ہو گی اور نہ گراں کی ہو گی نہ چوکیدار ہو گامٹی میں کھیل رہے ہوں گے اور بعد میں کھیلنا بھی بند کر دیں گے۔ تو انشاء اللہ اس کے لیے ہم نے ایک اعشار یہ تین ارب روپے رکھا ہے جو ہر میونسل میں بننے گا اور ہر میونسل کار پوریشن میں بننے گی۔ جس میں نہیں لکھا ہوا ہے کہ ان اضلاع میں بننے کی اور ان اضلاع میں نہیں بننے کی۔ ہر میونسل میں بننے کی تو میرے خیال میں یہ کریٹیٹ اور یہ facility بھی سب کے حلقوں میں جاری ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک پروگرام انشاء اللہ تم launch کرنے جا رہے ہیں اور جو بلوچستان یوچھ پروگرام ہے۔ ہم نے ایک یوچھ کو نسل بنائی ہے۔ اور اس یوچھ کو نسل میں ہم نے سب کو incorporate کیا ہے۔ اور بلوچستان کے یوچھ کے لئے کرنا کیا ہے؟۔ ہم یوچھ، یوچھ کی توباتیں بہت کرتے ہیں کہ بلوچستان کی یوچھ، بلوچستان کی فلاں یوچھ یوں ہے۔ لیکن یوچھ کو کرنا کیا ہے یوچھ کے لئے پلیٹ فارم کیا بنانا ہے؟۔ یوچھ کی ضرورت کیا ہے؟ یوچھ کی کیا ہے؟۔ آنے والے پندرہ سالوں میں یوچھ کی requirements کیا ہیں۔ وہ کو نسل mentality میں ہمارے پاس different Stakeholders ہیں۔ اور ہم نے اُس کے لئے انشاء اس یوچھ پروگرام کے لئے ہم اس کو بچا س کروڑ روپے سے اسٹارٹ کر رہے ہیں اور یہ پورے بلوچستان کے لئے ہو گی اور یہ ہر پہلو کو دیکھے گی۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) یہ بلوچستان میں یوچھ کے لئے ہر اس factor کو دیکھے گی جو اس کی معیشت، اُس کی تعلیم، اُس کا مستقبل، اُس کی requirements کو منظر رکھتے ہوئے اور وہ projects کو منظر رکھتے ہوئے اور وہ ہوں گے اور ان projects پر یہ کام ہوں گے جو سب کے لئے انشاء اللہ ہوں گے۔ بلوچستان کی تقدیر یہ کس طرح بڑھے گی اور بلوچستان کے وسائل بڑے اچھے ہیں۔ آپ یہ سارے points جب میں ختم کروں گا تو آپ please ضرور نوٹ کیجیے گا کہ انشاء اللہ کوئی ایسا پاؤ نہ سٹ پچھ کا نہیں کہ ہم کہہ

سکیں کہ بلوچستان کا کوئی aspect، ہو سکتا ہے نجج جائے، 100% تو کسی بات کی surety نہیں ہے لیکن ہم نے کوشش کی کہ ہر پہلو کو cover کریں اس صوبہ کے لئے۔ ہم نے انشاء اللہ بلوچستان کے لئے ایک tourism package بنایا ہے۔ جو ایک ارب روپے کا ہے۔ یہ جو ہمارے وسائل ہیں، جس میں ہمارا سمندر ر آتا ہے۔ جس میں زیارت آتا ہے، جس میں خضدار کے علاقے ہیں۔ جس میں ہم بی بی نافی کی طرف بات کرتے ہیں۔ خضدار میں بڑا مشہور پوائنٹ ہے چھٹوک کا ہے۔ زیارت ہے۔ ہندہ سے آگے کے کچھ علاقے ہیں۔ اور اسی طرح بلوچستان میں اور areas ہوں گے۔ لیکن آپ ریکارڈ نکال لیں کہ tourism میں ابھی تک خرچ کیا ہوا ہے؟۔ انشاء اللہ 1 ارب، یہ تو direct گورنمنٹ آف بلوچستان اپنا investment ڈالے گی۔ لیکن اتنا بڑا سینٹر کھولیں گے۔ عام انسان تفریح کیلئے کھاں جائے، اب پورا کوئی ہنسہ جاتا ہے۔ اُدھر ہندہ جاتے ہیں لیکن وہ facility کچھ نہیں ہے۔ روڈ بھی ٹوٹا ہوا ہے، دو کافیں بھی ایسی ہیں۔ زیادہ زیادہ ہوا، آپ تھوڑا اسا آگے کی طرف چلے گئے، زیادہ سے زیادہ ہماری تھوڑی بہت outing ہے، وہ یہ ہے کہ جی کیا کرنا ہے؟ چلیں کھانا کھایتے ہیں، بس ختم۔ کھانا بھی چلیں کم از کم ایسی جگہ آدمی کھالیں جہاں کوئی view ہو۔ کوئی جگہ ہو، کوئی سہولت ہو۔ تو انشاء اللہ پورے plan کیلئے اس گورنمنٹ نے ایک ارب روپے رکھے ہیں، coasts، mountain areas سے لیکر focus کیا ہے۔ ہر ڈسٹرکٹ کو ہم نے recreational potential رکھتا ہے۔ چھٹا ہو گا لیکن ہو گا ضرور۔ کچھ ہمارے اپنے اندر بھی ایک archeological sites ہیں، کچھ ایسی جگہیں ہیں، کچھ باغات ہیں۔ کچھ چھوٹے چھوٹے ندیاں، بہتی ہیں۔ اُس کا بھی ایک پیچ ہے کہ کم از کم وہاں چھوٹی چھوٹی investments ہیں، اُدھر بھی لوگوں کو کچھ دینا چاہیے۔ جناب اپنے صاحب! flood میں اور قدرتی آفات میں بڑا نقصان ہوا، اور یہ ہمارے تین صاحب ابھی نہیں ہیں، انہوں نے اپنی تقریر میں اسکا mention بھی کیا۔ اور باقی حضرات نے بھی کیا۔ گورنمنٹ آف بلوچستان نے flood damages کے حوالے سے پورے صوبے میں چاہے اُس میں سکول آجائیں، روڈ اور اس آجائیں۔ بہت سارے چیزیں آجائیں، ہم نے ایک ارب روپے رکھے ہیں as a first cost floods سے کے ہم آگے جا کے بڑھا بھی سکتے ہیں۔ وہ infrastructure یا وہ چیزیں، جو ان affected ہوئے تاکہ ہم ان کو rehabilitate کریں، ہم انکو بہتر کر سکیں۔ اس میں زینات بھی ہوں گے، اس میں بندات بھی ہوں گے، اس میں روڈ زبھی ہیں، اس میں schools بھی ہیں اور اس میں ہسپتال بھی ہیں، اس میں گورنمنٹ کے buildings بھی ہیں، اس میں عام لوگوں کے گھر بھی ہیں اور جو پوری

ہیں، جو damage partialy damage ہوئے ہیں اور بہت سارے چیزیں ہیں، تو گورنمنٹ نے تقریباً ایک ارب کا پیکنک رکھا ہے جو اس پر انشاء اللہ ہو گا۔ یہ سب بہت بڑی ہے لیکن میں کوشش کروں گا۔ میں اس سے بڑی والے پرنسپل جانا چاہ رہا۔ جو 30 کروڑ سے نیچے ہیں۔ تو میں 30 کروڑ کے bench marks سے اوپر ہوں گا کیونکہ اُسکی تفصیل میں اگر ہم چلے جائیں تو وہ پھر بہت سارے اسکیمات ہیں۔ جناب اپیکر! flats for poor-orphans concept کا ہم نے رکھا ہے، جس کی شروعات انشاء اللہ، ہزارہ صاحب یہاں موجود نہیں ہیں، ہم کوئی سے کر رہے ہیں کہ قیموں کیلئے فلیٹ سسٹم کا، گورنمنٹ آف بلوچستان بنائے گی، پرائیویٹ سیکٹر میں اس کے اندر جائیں گے۔ ہم یہاں کیلئے اور قیموں کیلئے یہ فلیٹ سسٹم کی اسکیم لارہے ہیں جس کی شروعات انشاء اللہ کوئی سے ہو گی۔ اور اگر یہی سلسلہ ہمارا بڑھتا ہے، ہم اس کو بلوچستان کے دوسرا ضلع پر بھی لے جائیں گے۔ ہم ایک بلوچستان کے اندر جتنے بھی لیویز لائنز اور پوسٹ ہیں، ایک پالیسی جو ہم نے پہلے کی ہیں وہ الگ ہے، جس میں ہم لیویز کی full-strengthen infrastructure equipment کو highly equipment کر رہے ہیں، ان کا کیدڑ رہتر کر رہے ہیں۔ ان کے کیدڑ کو پولیس کے ساتھ ہم ابھی ہم نے بڑھایا بھی ہے۔ جو کہ ایک بہت بڑا کام کیا گیا ہے پچھلی کابینہ میں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ انکے creation of posts اور انکے جتنے بھی facilities ہیں یا ان کا جو infrastructure ہے، ڈیپارٹمنٹ ہے، ان کو enhance human capacity ہے، جس سے ہم نے شروعات کی ہیں جبکہ ضرورت بھی ہے۔ اپیکر صاحب! ایک سیکشن تھا کرنے کا ایک سسٹم ہے۔ جس سے ہم نے شروعات کی ہیں جبکہ ضرورت بھی ہے۔ اپیکر صاحب! ایک سیکشن تھا یہاں لکھنیں۔ لیکن میں تھوڑا بہت مجھے اگر موقع ملائیں اُس پر جانا ضرور چاہوں گا۔ کیونکہ میرے نزدیک وہ بہت important ہے۔ چونکہ اُنکے لئے مجھے کم از کم چھ یا سات pages کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور میں نے یہ اندازہ لگایا کہ وہ روڑز again جو 30 کروڑ سے زیادہ ہوں۔ وہ بلوچستان کے کون کون سے روڑزا یے ہیں جو مجموعی طور پر کسی نہ کسی جوالے سے ہمیں فائدہ بھی دے سکتے ہیں۔ اور ہمارے لئے ضرورت بھی ہیں۔ تو وہ میں نے جب اسکا تجربہ لگایا تو اچھے خاصے تھے لیکن میں نے کہا تھا کہ نہیں، تھوڑا بہت ضرور میں sharing کرتا چلوں گا۔ تاکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس کو اپنے اراکین کے ساتھ بھی sharing کریں۔ اور یہ ہم دکھائیں کہ ان روڑزوں کا فائدہ بلوچستان کے کن کن لوگوں کو، کن کن areas کوں سکتا ہے۔ تھوڑا سا ہلکا سا touch ماروں گا زیادہ نہیں۔ لیکن نوعیت بتا سکیں گے کہ کیا کیا ضروری ہے اور کیا کیا نہیں ہیں۔ جناب اپیکر صاحب! ہمارے نصیر آباد روڈویژن میں ایک چھتر کا روڑ ہے۔ جو تقریباً چالیس کلومیٹر کا

انشاء اللہ ہم بنانے جا رہے ہیں جو 47 سے 50 کروڑ اسکی لگت آئے گی۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں کی آبادی ابھی بھی 75 سے 80 ہزار لوگ وہاں رہتے ہیں۔ اور اتنے سالوں میں وہاں کبھی روڈ نہیں بنے تو یہ روڈ جب اس علاقے میں جایگا، آپ خود سمجھ سکتے ہیں کیونکہ آپ بھی ایک ایسے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں کہ جس علاقے میں اور ہمارے خاص کر ہمارے روڈ کے ایم پی اے صاحب بھی ہیں کہ جب سارو نہ بلیک ٹاپ روڈ جایگا تمیں 20 کلومیٹر تو آپ سوچ سکتے ہیں کہ آپ کو کیسے آسانی ہو گی۔ چاہے پھر آپ کے پاس کار ہو، موٹر سائیکل ہو، بس ہو، ٹرک ہو، لوگوں کو کیا سہولت ملتی ہے اس ایک روڈ کی وجہ سے۔ جناب اپنے صاحب! ایک اور بہت بڑا روڈ ہے جو تقریباً بہت بڑے پیمانے پر لوگوں کو فائدہ دے گا۔ جس کا نام میں عموماً تھوڑا mix بھی کر جاتا ہوں لیکن پھر بھی ہے بلیک ٹاپ روڈ ہے N-65 سے مخصوص شوری کا ہے، یہ بھی بہت بڑا روڈ ہے جو تقریباً اس پورے علاقے کو ہو لے گی۔ یہ کوئی انفرادی level کی اسکیم نہیں ہے۔ (ذیک بجائے گئے) اسی طرح جناب اپنے صاحب! ایک پنجی زرینہ روڈ ہے جو overall benefit کیلئے جس کی لگت 50 کروڑ کی ہے، جو اس علاقے میں بنے گی۔ میں تھوڑا اس اور discuss کرتا چلوں۔ reconditioning and widenning from Qadirabad to Zaro-road.

بھی ہے جو 92 کلومیٹر کی ہے۔ (ذیک بجائے گئے) یہ بھی ہمارے اسی پلان کا حصہ ہے۔ کوئی کا اگر صرف چھوٹا سا۔ اسی طرح ہمارے پنجگور کا اگر آپ دیکھیں، پنجگور کے تقریباً دو، تین روڈز main ہم نے رکھے ہیں جو کہ اس شہر کو بہت بڑی سہولت دے سکتے ہیں۔ جن کی لگت 050 سے 6 کروڑ کی ہے۔ اسی طریقے سے پورے علاقے کی ہیں۔ ایک بڑی اسکیم چونکہ سا اس پر بیان ضرور کرتا چلوں کہ ہر شور، پیشیں ہمارا حلقتہ نہیں۔ اور نہ یہ بلوچستان عوامی پارٹی کا وہاں سے کوئی آیا ہے۔ اور میرے خیال میں نہ ہی عوامی نیشنل پارٹی کا آیا ہے۔ لیکن اس شہر کی ضرورت ہے۔ اور اس شہر کی ضرورت کے حوالے سے ہم نے گرڈ اسٹیشن ایک رکھا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ یہ گرڈ اسٹیشن کیا یہ پوچھ کے بھل دے گی کہ بھائی! ادھر کون رہتا ہے؟ کس کا روڈ ہے؟ اور یہاں میں جلوں گی یا نہیں جلوں گی؟۔ یہاں جلاوں گی۔ سب کے لئے ہے۔ اور اسکے لئے ہم نے 62 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ (ذیک بجائے گئے) اور یہ ہمارے اس طرف جو دوست بیٹھے ہیں، اس کا فائدہ زیادہ انکو ملے گا۔ اور اسی طرح ہمارا اگر گندادہ، نوتال کا روڈ دیکھیں۔ تین اضلاع کی future connectivity میں خضدار کو بھی connect کریں گا۔ یہاں زہری صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو زہری سے ہوتا ہوا اگر وہ خضدار جائے تو وہ کتنا بڑا آپ کو فائدہ دیں گا۔

صحبت پور کار روڈ جو کشمور کوڈیڑھ سے 2 سو کلومیٹر کا ٹ੍ਰیک، بلوچستان کے مسافروں کیلئے یہ سیدھا ڈریہ مراد سے short ہوتا ہوا صحبت پور سے کشمور جائیگا۔ اور جن لوگوں کو جو یہاں بہت سارے لوگ ہیں، میں اور آپ تو شاید نہیں جاتے لیکن ایک عام آدمی جو اپنے بچوں کے ساتھ یا کسی بس میں جب رات کے 10 یا 11 بجے کے بعد اس روڈ پر جاتا ہے، کشمور پہنچنے کیلئے، تو آپ پوچھا کریں کہ وہ کس اذیت سے لوگ جاتے ہیں۔ گاڑی کا خوف اپنی جگہ پر کہا یکسینڈنٹ نہ ہو۔ لیکن وہاں پر حالات بہت برقے ہیں۔ لیکن بلوچستان کا آدمی کم از کم وہ جب 80 یا 90 کلومیٹر اپنے اضلاع سے بلوچستان سے جب جائیگا، نہ صرف اُس لحاظ سے فائدہ ملے گا، وہ پورا علاقہ کھولے گا۔ ہمارے لوگوں کو 2 سو کلومیٹر ایریا پر پڑیگا۔ جو سوئی کو بھی touch کرتے ہوئے آگے سے وہ بھی اس سے واپس ادھر آ سکتے ہیں۔ یہ وہ اسکیمات ہیں جن کو ہم نے اپنے کیمو نیکیشن سیکٹر میں رکھا ہے جو کہ all over all لوگوں کو فائدہ دے سکتے ہیں۔ (ڈیک بجائے گئے) جناب اپنیکر! اسی طرح روڈوں کا سلسہ، ایک بہت اہم روڈ تھا لیکن کہتے ہیں کبھی اُس وجہ سے۔ ہمارے دوست بھی یہاں کہہ رہے تھے۔ کبھی کبھی miss-print بھی ہو جاتا ہے۔ لا ارشید صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ”بلہ گور“، ایک ایسا علاقہ ہے جہاں روڈ زندگی ہیں۔ اور ہم نے محسوس کیا تھا۔ نہیں ہے کہ یہ ہمارے مجرم ہیں۔ ضرورت۔ دیکھیں اسے کہتے ہیں quality of scheme کیا ہے۔ کوئی آف اسکیم یہ ہے کہ آپ ایسے اسکیمات لائیں جن سے انفرادی طور پر لوگ فائدہ نہیں اٹھائیں۔ اسکیم وہ لائیں جو علاقے کو بدلتے، معیشت کو بدلتے، سہولت دے، صحبت دیں۔ بہتری لائیں۔ اسے کہتے ہیں conceptually ideal schemes اور یہ جو اسکیمات میں آپ کو گناہ رہا ہوں، آپ بتاتے جائیں اگر اسیں کوئی ایسی اسکیم ہو جو focus BAP oriented ہو۔ بلکہ ان کے حلقة میں آپ کو بی این پی کے لوگ بہت ملیں گے شاید۔ جہاں یہ روڈ جائیگا۔ اور یہ بارڈر کی طرف جا رہا ہے۔ اور وہاں پورے بارڈر کے لوگوں کو فائدہ دے گا۔ اور اسی طرح بہت سارے روڈز ہیں، قلات کے ہیں، نوشکی علاقے کی ہیں، دالبیدین سانید پر ہیں۔ اور ہمارے ڈریہ بکھٹی میں بھی کچھ ہیں۔ اور زیارت، سنجاوی روڈ ہے۔ زیارت، سنجاوی روڈ کے حوالے سے آپ دیکھ لیں۔ اور الائی، سنجاوی ہے میرے خیال میں۔ وہ بھی ہے۔ ڈکی کا ایک روڈ بھی ہے۔ اور یہ سارے وہ روڈز ہیں جو بلوچستان کے ہر شخص کو کوئی کوئی کے روڈ زاگر آپ دیکھیں۔ کوئی کا پیش تقریباً روڈوں کا اگر اندازہ لگائیں، زیادہ تر اس کا بہت بڑا حصہ، ابھی آپکا سریاب کی طرف ہے۔ مبین خلجمی نے بہت سارے روڈز آپ کو بتائے ہیں جو کوئی شہر کے اندر ہیں۔ جو اسٹریکٹ روڈ ہے۔ سبزی روڈ بن رہا ہے، سریاب کی extension ہے۔ ویسٹرن بائی پاس کے dual carriage

انشاء اللہ بنے گا۔ یہ جو آپ کا ویسٹرن بائی پاس ہے، یہ dual جایگا انشاء اللہ۔ اور اسی طرح ویسٹرن سے ایسٹرن بائی پاس کو 3 section ملانے کا plan ہے۔ تو جناب اپنے صاحب! یہ وہ اسکیمات ہیں جن کو انفرادی، بالکل یہ اجتماعی اسکیمات ہیں۔ جن کو ہم نے اس پی ایس ڈی پی میں شکل دے کے بنائی ہے۔ تو میں تھوڑا بہت اس روڑ کے سیکٹر سے میرے خیال میں نکل کر تھوڑا اور آگے آؤں گا۔ چونکہ اب سلسہ چلا ہے۔ لیکن آگاہی ہو، پتہ ہو کہ یہ PSDP ہے کیا۔ ہمارے نواز ادہ طارق مگسی صاحب میٹھے ہیں۔ نولنگ ڈیم ایک بہت پرانا ڈیم ہے۔ ایک ڈیم جو بلوچستان کے اندر ہے۔ اور یہ واحد ڈیم ہے جو بلوچستان کے اندر power generation بھی کریگا۔ یہ تقریباً 6 میگاوات پاور جزیش بھی کریگا۔ اور چونکہ بلوچستان گورنمنٹ کا بھی اسیں حصہ ہوگا۔ تو ہمارے لئے ایک روینوں کا aspect بھی بنے گا۔ اس سے تقریباً نہ بھی ہو کوئی 60 یا 70 ہزار ایکٹر یا 30 ہزار ایکٹر جو بھی ہوگا اس phenomena میں وہ وہاں آبادی کر سکے گا۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اب آپ اُس علاقے میں دیکھیں اتنی بڑی آبادی ہے یہ ایک انفرادی انسان کے ہاتھ کے نہیں، یہاں ہر انسان آتا ہے یہاں بزرگ آئیگا یا مزدور آئیگا، یہاں لوگ آئیں گے، یہاں کاروبار ہوتا ہے۔ اور یہ اناج بلوچستان کیلئے نکلے گا۔ بلوچستان کی بہتری کے لئے نکلے گا۔ اُسکے لوگوں کیلئے نکلے گا۔ ہم نے بلوچستان کیلئے 100 ڈیزائلگ رکھے ہیں۔ سو یا ڈیڑھ سو ہیں۔ میں اُسکا figure آپ کو بتاؤں گا کہ وہ ڈیزائز پورے بلوچستان میں حکومت بلوچستان خود بنائے گی۔ اور اُسکا start money ایک ارب روپے کا ہم نے رکھا ہے۔ یہ وہ چھوٹے چھوٹے ڈیزائز ہیں جنہیں ہم چیک ڈیزائز کہتے ہیں۔ کہیں کہیں بہت بڑے ڈیزائز کی ضرورت نہیں ہوتی، چھوٹے چھوٹے ڈیزائز ہیں، کہیں پانچ کروڑ کے، کہیں چھ کروڑ، کہیں تین کروڑ، کہیں دس کروڑ میں بنتی ہیں۔ لیکن اُن علاقوں کیلئے بڑے ثابت ثابت ہوتی ہیں۔ command area development کیلئے ایک project تھا، کچھی کا تھا پانچ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اُس command area کے اندر participation Government of Balochistan کیلئے ہوگی۔ آج اُنکا support ہوئے ہے۔ اسی لئے اُنکی زمینداروں کیلئے آگے پانی نہیں آ رہا۔ بولان ڈیم، بولان ڈیم کیلئے ڈیڑھ ارب روپے یہاں رکھے گئے ہیں جو کہ ہو سکتا ہے future میں بلوچستان میں کوئی کوئی نہ کسی طریقہ سے facilitate کر سکے گا۔ تو اُسکی site selection بڑی ضروری ہے۔ جس پر further survey ہوگی۔ تو اس کا بھی ایک بہت بڑا impact کوئٹہ، دشت، اُن علاقوں کیلئے آ سکتا ہے۔ ہم نے تھوڑا بہت سامنے کی طرف سوچا ہم نے، تو

اور سائنس کے حوالے سے بھی کچھ projects IT department astronomy کے تھے۔ انکو بھی انشاء اللہ، اس کیلئے ہم نے تیس کروڑ کے ہیں کیونکہ کوئی میں، اسمبلی میں ایک ایسی site ہے اور شاید بلوچستان میں ایسی ہے کہ ہمارے پورے region میں، وہاں ایک private sector میں ایک آدمی نے ایک بہت بڑی investment کر کے space بلکہ شنا صاحب کیلئے میرے خیال میں بڑا interesting ہوگا۔ کیونکہ انکا تعلق intellectual تھوڑا اپنے upgrade کو بھی کرتے رہتے ہیں، معلومات بھی لیتے ہیں، اسمبلی میں انہوں نے ایک spot ہماری ہے، مائی پر سے پہلے ایک جگہ ایک آئی ہے۔ انہوں نے space observatory بنایا ہے، چھوٹا سا۔ اور جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہاں کیوں بنایا ہے؟۔ انہوں نے کہا کہ اس پورے region میں جو black sky concept کا کام ہے وہ clarity ہے اور صرف یہاں سب سے highest ہے۔ اور انہوں نے خود اپنے level پر بنایا ہے۔ اور کہا کہ آپ اس کو improve کریں۔ ایک یہاں بولا ”آپ کا اچھا بن سکتا ہے۔“ اور پھر انہوں نے ایک Coastal Highway پر بھی دیا ہے۔ باقاعدہ lab fully digital ہے اُنکا، ڈوب (dobe) کھلتا ہے، اور وہ آپ کو scopes automatically computerised system پر چلتے ہیں۔ اور وہ آپ کو Galaxy کے بڑے اچھے visuals وہاں سے دکھاتے ہیں۔ تو اُسکے لئے اور، آپ نے ابھی recently، دیکھا ہوگا کہ بلوچستان کو بڑا فخر ہے کہ ہمارے تربت سے ایک نوجوان ہے جو world renowned astronomy or an چیزوں میں space sector میں باہر کام کر رہے ہیں۔ وہ ہم سے ملے بھی تھے۔ اور انہوں نے ان چیزوں کی خواہشات ظاہر کی کہ بلوچستان میں ان چیزوں کو بھی فروغ دیا جاسکے۔ IT اپارکس انشاء اللہ یہ گورنمنٹ بنارہی ہے۔ اور اس کیلئے تقریباً کوئی 1.4 ارب ہم نے رکھا ہے، تو ہم technology کو بھی دیکھ رہے ہیں اور ٹینکنالوجی کی ضرورت کو بھی دیکھ رہے ہیں۔ بلوچستان کی ضرورت ہے، اس کو بھی دیکھ رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ کوئی اور ساتھ ساتھ حب، یہ دو potential areas ہیں جہاں ٹینکنالوجی، IT میں بہت کام ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کو expedite صحیح کرنا پڑے گا۔ اور آپ کوئی کے بڑی خوشی بھی ہو گی کہ جو Safe City concept ہے، اسکو ہم پورے بلوچستان میں لے جا رہے ہیں۔ اور الحمد للہ کوئی ہم start کر دیا ہے۔ اسی طرح بلوچستان کے بڑے بڑے شہر تربت، گوادر، حب، خضدار ہے، پیشیں ہے، چین ہے، زیارت کو بھی ہم اب consider کر رہے ہیں۔ اور وہ اخلاق جو اس mega project میں نہیں آتے، پھر ہم انکو ڈسٹرکٹ level پر کر رہے ہیں کہ

view سے 100% توانہیں دے گا۔ لیکن کچھ نہ کچھ اس کی ضرورت آئے گی۔ جناب اسپیکر صاحب! میں ایک بہت بڑا پروگرام ہم، ویسے تو education کے بہت سارے پروگرامز ہیں، جن کی طرف میں توجہ اس حوالے سے بھی دلاؤں گا کہ ہمارے دو سیکفرز ہیں۔ ایک Secondary Education ہے، جس کے اندر ٹول development میں اس سال love-rall آگر آپ دیکھ لیں 4.9 billion development 7.7 ارب اُس پر خرچ ہو رہے ہیں۔ اور higher education میں تقریباً again ہم لوگ ہم اُس میں اُس میں خرچ کر رہے ہیں، اور اسی طرح کچھ اُسکے components اور سارے ہیں۔ گل ملا کے اُسکا تجھیں بہت زیادہ بنتا ہے۔ کیونکہ کہ ہمارے ساتھ grants وغیرہ وہ دوسرے factors بھی ہیں۔ ہم تین پروگرامز، چار پروگرامز شروع کر رہے ہیں۔ تقریباً ہر ٹنل کے اندر اُسکی population کو منظر رکھتے ہوئے، جیسے اب خضدار کی population زیادہ ہے۔ تربت کی زیادہ ہے۔ پیشین کی زیادہ ہے۔ اسی طرح آپ کا قلعہ عبداللہ کا زیادہ ہے۔ نصیر آباد ڈویژن میں زیادہ ہے۔ ہر ٹنل کو اُس کی population کو دیکھتے ہوئے ایک فارمولہ ہم نے بنایا ہے، کم از کم ہر سال چار نئے سکول، کم از کم SNE کے ساتھ، یہ صرف بلڈنگ والے نہیں ہیں، وہ بلڈنگ بالکل الگ ہیں۔

(آذان۔ خاموشی)

تو جناب اسپیکر صاحب! اُس میں کم از کم، زیادہ سے زیادہ ہر اضلاع میں جیسے اب خضدار ہے، تو خضدار میں اب ممکن ہے ہو سکتا ہے کہ وہاں سے میں شروع لیتا ہوں بڑا نمبر دے کر کہ کم از کم بھی ہم 8 پرائزمری اسکولز ہر سال نئے building کے ساتھ اور وہاں پر کم از کم چار سے پانچ مل سکول لیں۔ اور کم از کم دو سے تین ہائی سکول ہیں۔ یہ پورے بلوچستان میں SNE کے ساتھ۔۔ (ڈیک ب جائے گئے)۔ آپ صرف اس کا اندازہ اس بات سے لگاسکتے ہیں کہ یہ چیز سارے چیزوں کی اگر ہم لاگت لگا لیں تقریباً تین سے چار ارب کی آرہی ہیں، جو shelterless ہمارے ہیں وہ الگ ہیں۔ جو missing facilities جو higher facilities ہے اور ایجوکیشن، مل سکوں میں وہ الگ ہیں، جو واٹک کا ہے، جس کا ہمارے ممبر ذکر کر رہے تھے، وہ الگ ہیں۔ وہ ساری چیزیں الگ ہیں، یہ ٹول ایک نیا subject ہے۔ اور آپ صرف اندازہ لگا لیں، وہ تو ہم نے آپ کو بتایا تھا کہ اتنے پانچ ہزار تو ہم direct employment ساری ہے پانچ create کر رہے ہیں۔ اور جو 20 ہزار ہم نے کئے ہیں۔ جس کی budget approval اس میں ہو گی، ٹول ویسے 25 ہزار ہیں، 25 ہزار نئی jobs۔ لیکن یہ سکول جو کھلے گا۔ ان سب کی الگ SNE ہو گی۔ تو یہ ہر

سکول اتنے تقریباً کوئی اندازہ آپ لگا لیں۔ میرے خیال میں کوئی تین، چار سو سے figure یہ بڑھ جائیگا، تو انکی اپنی SNE ہے انکے اپنے سٹم۔ یہ ایک additional teachers کے اپنے سٹم۔ یہ اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ ہم نے already start higher education schools میں، ہائی سکولز کو criteria دے کر کچھ کو ماؤل ہائی سکولز کے ساتھ ساتھ ماؤل ہائی سینڈری سکول ہم بنانے جا رہے ہیں۔ کہ وہاں پر کالج، انٹر کالجز بہت سارے ایسے ہیں جو کار آئندہ بن رہے ہیں۔ لیکن بہت سارے ایسے ہائی سکولز ہیں جن کے اوپر آپ تھوڑی سی کام کر لیں اور ہمارے منشی صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، اس پر کام ہو چکا ہے۔ یہ سکولوں کو انشاء اللہ ہم ہائی سینڈری بنا کر میں گے۔ گرلز اینڈ بوانز دونوں کو ملا کر۔ جناب اسپیکر صاحب! اس میں مزید ہم کیا کیا بھی چیزیں کر رہے ہیں جس میں 300 ملین ہم نے بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کیلئے رکھے ہیں۔ professional training for teachers پیشیں ہزار کا ایک target ہے۔ جس کو ہم نے plan کیا ہے for upcoming three to four years یہ ہم کریں Private Education Services Bill گے، ہم لاچکے تھے۔

انشاء اللہ آیگا، Education Foundation Bill کے proceedings میں آگے آجائیگا۔ 200 buildings جو کہ shelterless ہیں، ان اسکیز کے علاوہ ہم انشاء اللہ اسکو ہم incorporate کریں گے۔ Government of Balochistan جن جن انشاء اللہ اُن کو بنائے گی۔ اور اسی طرح مختلف multi-purposes Halls اور IT Labs، ہمارا سکولوں میں جس کی کمی ہے اُن کو بنائے جائیں گے۔ تقریباً management system کی وجہ سے ہے اس کی وجہ سے جتنے بھی گرلز سکولز ہیں، کالجز ہیں، اُن کیلئے bus کا ایک پروگرام ہے کہ ہم انکو ایک ہے۔ بلوچستان کے جتنے بھی گرلز سکولز ہیں، کالجز ہیں، اُن کیلئے bus کا ایک پروگرام ہے کہ ہم انکو bus provide کریں گے۔ جتنے بھی ہمارے گرلز کالجز ہیں، اُن کیلئے ضرورت ہے، اُسکو انشاء اللہ ہم رکھ رہے ہیں۔ (ڈیک بجائے گئے) اور جتنے بھی انشاء اللہ， earthquake， damage schools، flood میں ہوا، ہے اُس کیلئے provision رکھی گئی ہے۔ ان سکولز کو اب انشاء اللہ کیا جائیگا۔ اور یہ آپ سب کو فائدہ ملے گا۔ کم از کم میرے خیال میں جن چیزوں کا آپ کو فائدہ ہوگا اُس پر بھی تھوڑا ڈیک بجادیں تو اچھا ہو جائیگا۔ (ڈیک بجائے گئے) جناب اسپیکر صاحب! جتنے بھی ہمارے residential facilities کی cadet colleges ہیں، ٹولیں ہمارے facilities کی facilities کی وجہ سے ہیں، اُن کالجز میں اور residential colleges میں جس جس چیز کی کمی ہیں، اُن سب کو پورا کرے گی اس بجٹ میں۔ ہم

باقاعدہ ہائیر اجیوکیشن میں انکی لسٹیں بنالی ہیں، وہاں Z to A، کیونکہ بہت سارے residential polytechnic colleges میں ہم گئے ہیں، کہیں پر lab furniture نہیں ہے۔ کہیں پر equipment ہی نہیں ہے۔ کہیں پر lab exist ہے۔ کہیں کریں کرتے۔ انشاء اللہ اس کیلئے ہم نے تقریباً کوئی ایک ارب رکھا ہوا ہے، اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنی ان سب residential polytechnics کو بہتر کریں۔ کیونکہ ہمارے پچھے یہاں پڑھتے ہیں۔ اور انکی skills اچھی ہوں گی۔ یہ ہمارے لئے بہت ضروری ہو گا future میں jobs لینے کیلئے اور ان ساری چیزوں کیلئے۔ (ڈیک بجائے گئے) جناب اپیکر صاحب! انشاء اللہ چار نئی sub campuses of University کا انشاء اللہ قیام ہو گا، اور ایک ارب روپے BS project کیلئے ہم انشاء اللہ رکھ رہے ہیں۔ اور اسی طرح اٹھارہ technical educational institutes کا قیام کیا جائیگا۔ تقریباً ڈیڑھ ارب روپے Government of Balochistan Grants-in-Aid یونیورسٹیز کو دے گی۔ جو بلوچستان میں سب سے زیادہ اس دفعہ ہے۔ اور اسی طرح upgradation of 19 Colleges، بہت سارے ہمارے کا لجز ایسے ہیں جو upgraded degrees نہیں ہیں۔ جو کی طرف نہیں ہیں، انشاء اللہ ہم 19 کا لجز کو میرے خیال میں Upgradation کی طرف جائیں گے۔ اور انشاء اللہ 14 نئے کا لجز ہم بنائیں گے۔ اس اپنے بجٹ کے حوالے سے۔ (ڈیک بجائے گئے) health کے حوالے سے جناب اپیکر صاحب! جس طرح ہم نے سکولوں کا ایک project بنایا اور انشاء اللہ اس سے واشک مستفید ہو گا، ہر علاقہ ہو گا۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) جناب اپیکر صاحب! انشاء اللہ ہر تحصیل کے اندر ہمارا ایک plan ہے تحصیل ہیڈ کوارٹر اور BHU کے قیام کا، جتنے بھی بلوچستان میں تحصیل ہیں، انکے اندر requirement create کی طرف ہم جائیں گے، SNE create with SNE ہوں گی۔ انشاء اللہ development ہوں گی۔ بلوچستان کے بہت سارے ایسے تحصیل ہیں جن کے اندر BHU's ہمارے ہیں جہاں بالکل موجود ہی نہیں ہیں۔ وہاں ہم نے یہ ساری facilities دینی ہیں۔ اور انکو قیام کرنا ہیں۔ اور ایک آپ نے دیکھا ہو گا ایک بڑا project ہم لارہے ہیں جو چون کے اندر انشاء اللہ، قلعہ عبداللہ میں بنے گا، جو ایک beded Hospital 50 کا قیام انشاء اللہ وہاں ہو رہا ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اور اسی طرح ایک beded 50 کوئٹہ میں بھی میرے خیال میں کوئٹہ کے اندر بھی نواں کلی میں ایک وہاں بھی انشاء اللہ قیام اسکا ہو رہا ہے۔ جناب اپیکر صاحب! انشاء اللہ شیخ زید ہسپتال کو ہمارا

پروگرام ہے اسکے لئے ہم نے ایک ارب روپے رکھے ہیں۔ ہم انشاء اللہ اس کے اندر اپنا ایک کینسر facilitation center قائم کرنے جا رہے ہیں۔ جو بلوچستان کے ہمارے بہت سارے، کیونکہ ہمارا کینسر hospital ایک خان صاحب کا ہے، وہ definitely اپنے process میں ہے۔ لیکن اسکو construct ہونے میں، آنے میں جیسے time لگے گا، یہ ہمارے پاس ایک facility تیار ہے۔ اور اس facility کے اندر تھوڑی equipment کر کے تھوڑی اسکو بہتر کرنا ہیں۔ اور ہم نے اس میں کم از کم basic level کے بہت ساری چیزیں cancer treatment کا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح انشاء اللہ ہمارا program ہے جس طرح آپ نے دیکھا ہو گا کہ ہم نے cardiac inauguration کا cardiac بھی کیا ہے۔ Cardiac Hospital انشاء اللہ کوئی میں بننے جا رہی ہے۔ اور مذید Government of Balochistan بھی اپنے Cardiac system کو تھوڑا بہتر کرنے کی طرف جائے گی۔ ایک ارب روپے کی رقم ہم نے رکھی ہے کہ بلوچستان میں ہمارے وہ water supply schemes جو بھلی پر ہیں یا diesel پر ہیں، جس کی وجہ سے بہت سارے لوگ انکو چلانہیں پاتے، بہت سارے ادارے ہمارے ہاں نہیں چلا سکتے، بہت سارے ایسے areas ہیں جہاں پر Government کو اخراجات کا ایک بہت بڑا ہم انبار وہاں کھڑا کرنا پڑتا ہے۔ یا تو diesel کی مد میں وہاں بہت پیسے لگتے ہیں یا ٹوٹ پھوٹ کا شکار رہتے ہیں Government of first phase Balochistan selection میں ہم نے ایک ارب کی رقم رکھی ہے۔ ہم اُن کو کریں گے۔ اور انکو solarize کریں گے انشاء اللہ۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ کوئی کیلئے جناب اپنیکر صاحب! آپ کو یاد ہو گا کوئی ایک میگا پراجیکٹ شروع ہوا تھا، جس پر اربوں روپے خرچ ہوئے۔ نہ ہی اُسکی کوئی pipe ملتی ہے اور نہ ہی کوئی اسکا system ملتا ہے۔ اس کو پورے re-asses کرایا گیا۔ اس کی کہاں کہاں خامیاں ہیں۔ کہاں کہاں اس کی ضرورت ہے۔ اب یہ اس stage پر ہے کہ Government of Balochistan اگر اس پر پیسے تھوڑا خرچ کرے گی۔ یہ جو اتنی بڑی facility ہے، ہم اس کو کام میں لاسکتے ہیں۔ اس کی انشاء اللہ جیسے complete ہو گی ایک ارب ہم نے اس کیلئے رکھا ہے۔ اور انشاء اللہ یہ ہمارے بلوچستان، کوئی کے بہت سارے ایسے areas ہیں جو پانی سے محروم ہیں، اُنکے infrastructure کو، انکو revamp کر کے re-use کر کے ہم اسکو بنائیں گے۔ اور اسکو کار آمد لائیں گے جو کہ بہت پرانا پروجیکٹ ہے۔ یہ انشاء اللہ آئیگا۔ کیلئے ہم نے 50 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ human development

میر اختر حسین لانگو: کوئئی میں issues میں ہیں۔ ایک وہ کیوں کا project تھا جو غالباً 2003ء میں start ہوا تھا جس میں آٹھ ارب سے start ہوا تھا کوئی کے اٹھائیں، انتیس ارب پر پہنچ گیا۔ ایک اس میں کوئی میں ایک اور۔ سردار صاحب میں ایک چیز کی صرف وضاحت چاہ رہا ہوں۔ ایک یہ ہم نے اس فلور پر ایک چیز raise کیا تھا کوئی دوڑھائی سو ٹیوب ویلوں کا مسئلہ تھا جس میں گورنمنٹ کے اربوں روپے لگے ہوئے ہیں جو کہ بند پڑے ہوئے ہیں ان کے حوالے سے۔

جناب قائد ایوان: ایک جناب اسپیکر صاحب! ایک پروگرام پنجاب میں بڑا کامیابی کے ساتھ چلا پھر دوسرے علاقوں میں بھی چلا۔ ہم نے اُسکا بھی ایک component already کر چکے ہیں جو social protection and poverty Endowment fund کا ہے۔ ہم ابھی ایک Social Protection Act انشاء اللہ ہمارا آیگا۔ اس کی Authority بنے گی۔ اس کے لیے ایک ارب روپے ہم نے رکھا ہے۔ کہ وہ سارے aspects کے اوپر requirements کے poverty alleviation social investment areas کوں کوں سے ہیں۔ کوں کوں سے centre ہیں۔ ہم نے ایک private side social سے جو cell بنایا ہے۔ جس میں ہمارے پاس بلوجستان کے بہت سارے members ہیں، ان کی membership ہے۔ وہ ہمارے ساتھ دو، تین دفعہ بیٹھ چکے ہیں۔ اور ہم ایک پروگرام ترتیب دے رہے ہیں کہ ہم اس کو expedite اور بہتر کریں۔ اور اسی کا ایک حصہ انشاء اللہ ہم ایک عوامی کارڈ لار ہے ہیں۔ اور یہ عوامی کارڈ health card یا Benazir income support card سے تھوڑا مختلف ہوگا۔ یہ کارڈ اپنی نوعیت کا اس کی categorization ہم بنارہے ہیں کہ یہ سب کو نہیں گا۔ اس کے ساتھ attach ہوگا Benazir income support program کے لیے۔ لیکن شہداء فیصلی، orphans کے لیے، بیواؤں کے لیے، special people کے handicaps کے لیے اور ہمارے سوسائٹی کے بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو مختلف نوعیت کے ہیں۔ اس کارڈ کے اندر ہیئت بھی ہوگا۔ یہ آپ کا discount کارڈ بھی بنے گا۔ یہ آپ کا education کارڈ بھی بنے گا۔ اور یہ آنے والے ٹائم میں ہم چونکہ اس کا Social Act ترتیب کر رہے ہیں۔ ہم future میں بہت ساری چیزوں کو اس کارڈ کا حصہ بنائیں گے۔ تو آپ کے سوسائٹی میں یہ ایک ایسا کارڈ بن جائیگا جس کی افادیت صرف اس لینہیں ہے کہ آپ ہزار دو ہزار روپے جا کے بینک سے وصول کر

لیں۔ بلکہ آپ اس کو different way میں استعمال کریں گے۔ تو انشاء اللہ اس کا رڈ کو ہم عوامی کارڈ کے حوالے سے لا رہے ہیں اور اس میں بہت ساری چیزیں ہم incorporate کریں گے۔ Balochistan special children program کے تحت پچاس کروڑ روپے ہم نے رکھے ہیں۔ اور Special Children project کے جو address کرنے کے لیے یہ PSDP اور identification ہو گی اس کا طریقہ کارانشاء اللہ بنے گا۔ اور بلکہ ہم دیں گے اس پر خرچ ہوں گے۔ اس کی expertise ہو گی اس کا طریقہ کارانشاء اللہ بنے گا۔ اور بلکہ ہم دیں گے اپنے updates بہت سارے ہمارے دوست ہیں جو اس side پر بھی ہیں جن کی social factor میں بڑھی ہے جب اس کا ٹائم آیگا انشاء اللہ، وہاں سے بھی input ضروری ہیں گے تاکہ اس کو ہمتر بنایا جاسکے۔ climate control change کے حوالے سے ایک بڑی investment کرنا چاہ رہے ہیں جس میں تقریباً ساٹھ کروڑ روپے رکھے ہیں۔ model markets concept بازار کا Model in all districts خاص کر خواتین کے لیے کہ ہم ہر ڈسٹرکٹ کے اندر ایک آئندہ ہم نے چاہ رہے ہیں۔ چونکہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جوں جوں وقت بڑھتا جا رہا ہے ہمارے شہر بہت بڑھتے جا رہے ہیں، وہاں آبادیاں بھی بڑھتی جا رہی ہیں اور وہاں communiting کا بھی ایک بہت بڑا issue آ رہا ہے۔ تو انشاء اللہ یہ model markets اس کی ترتیب دی جائیگی جنہیں آپ خواتین کا بازار کہ لیں، خواتین کا مارکیٹ کہ لیں یا جو بھی کہہ لیں جو ان نو عیتوں پر بننے کی جو کہ ان چیزوں کو پورا کر سکے گی۔ اور اس کے لیے ایک اور بہت بڑا کام ہم لارہے ہیں، وہ بھی خواتین کے لیے ہیں۔ وہاں صرف ایک خاتون بیٹھی ہے یہاں پر زیادہ ہیں۔ کہ بہت سارا ہماری مائیں، بہنیں جو districts میں اپنے jobs کے لیے جاتی ہیں، کہنیں جو SST، doctors، teacher، nurses کے جاتی ہیں لیکن رہنے کے لیے کوئی سہولت نہیں ہے۔ انشاء اللہ پہلی دفعہ working women hostel ہم بنانے جا رہے ہیں۔ اور working women hostel کا concept یہ ہے کہ ان کو ہم ایسے premises میں بنائیں گے جو Hospital، کسی سکول، یا کسی کالج کے حدود میں ہوں جو control ہو سکے اور یہ ان کے لیے ہوں گے جو اپنی families کے ساتھ وہ خاتون جب جاتی ہیں تو کم از کم اپنے بچوں کو لے جاسکیں یا اپنے Husband کے ساتھ جاسکیں۔ اور ان کو رہنے کا کوئی problem نہ ہوں۔ جناب اپنے صاحب! بلوچستان کے انشاء اللہ میں اضلاع کا، وہ بھی کبھی ہم پر بات آتی ہے کہ ہم آنکھیں بند کر کے پلان کر رہے ہیں۔ لیکن ہم انشاء اللہ میں اضلاع کا master planing کرنے جا رہے ہیں۔

بلوجستان کے تین اضلاع کا proper master planing کو منظر رکھتے ہوئے اور یہ تین اضلاع یہ facilitation, expansion, and future needs کی دیکھنے کی وجہ سے اسکے میں ہیں، خضدار میں ہیں، سبیلہ میں ہیں، اس تین اضلاع میں بلوجستان کے سارے ڈسٹرکٹ انشاء اللہ آئیں گے اور ان کی needs کے حوالے سے ہوں گی۔ خاص کر جو سب سے بڑا master plan ہم بنانے جا رہے ہیں وہ کوئٹہ کا ہوگا۔ جس کے لیے ہم نے تین کروڑ روپے رکھے ہیں کہ کوئٹہ کا جب تک ایک proper master plan نہیں بننے والے کسی بھی شہر کا نہیں بننے گا۔ آپ کو پتہ ہی نہیں ہے کہ آپ اپنی boundaries کیا define کریں گے، آپ کے کیا residential areas کیا ہیں، آپ کیا expansion کس طرح کریں گے، آپ نے building codes کیا کرنے ہیں، آپ نے future master plan کی اس شہر میں کیا کرنی ہے۔ آپ کے پاس جب master plan بننے گا تو آپ sixty two, seventy percent اس شہر کو بہت بہتر انداز میں plan بھی کر سکیں گے، آپ control expand بھی کر سکیں گے۔ اور اس master plan کا ایک اور phase کی ایک ایک master plan کا ایک master plan کی ضرورت کیا ہے۔ تو وہ master plan بتائے گی کہ جی آپ کو اب روڈیاں یہاں سے چاہیے، Pipeline کی یہاں یہاں سے چاہیے، expansion areas کی چاہیے، master plan کے develop کرنے ہیں۔ اور وہ ساٹھ ستر، اسی کروڑ روپے جو بھی ہوں گے ایک ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے یا ڈسٹرکٹ کے اس کی amount reflection کی master planing کریں گے تاکہ یہ کامیاب ہو گا تو یہ بلوجستان میں ایک بہت اچھے نوعیت کا message بھی جائے گا اور لوگوں کو facilitation ملے گی۔ اسے ہم کہہ رہے ہیں اپنا گھر۔ اس اپنے گھر میں کیا ہوگا کہ سر کار ایک چھوٹا سا town house بنائے گی۔ وہ town house میں ہوگا یہ کہ چپاں یا سو گھروں پر مشتمل ہوگا۔ اس کا layout house کا

توھڑا different ہوگا کیوں کہ عموماً میں نے یہاں دیکھے ہیں۔ سردار صاحب بھی اب موجود ہیں ہیں۔ لیبر کالونی کے بھی آپ colonies جا کے دیکھیں وہ ایسے لگتے ہیں آپ نے بس ہاتھ سے بچوں نے رکھے ہیں کہ جی اور انہوں نے گھر بنادیا۔ دنیا میں آپ جائیں اس طرح آپ even آپ نے غریب لوگوں کے لیے بھی گھر بنانے ہیں تو ان کو کم از کم کوئی architecture دیں کوئی روڈ کا network دیں، کوئی park-area دیں، کوئی facilitation دیں۔ ہمارے ہاں بس ایک سیدھا آتا ہے چار لائسنس یوں کھینچتا ہے چار یوں کھینچتا ہے کہتا ہے اس گلی میں اتنے گھر اس گلی میں اتنے گھر۔ ہم انشاء اللہ ایک concept لارہے ہیں کہ پچاس سے سو گھر پر مشتمل وہ ”پنا گھر“ کا concept ہوگا اس میں ایک پرائزمری سکول ہوگا، چھوٹی سی ڈسپنسری ہوگی، یادوں سے polarization system ہے اس سے اس کو بجلی دی جائے۔ اس کا اپنا پانی کا system ہو اس کی اپنی ایک چھوٹی community ہو۔ پھر اس کا ایک ratio بنائیں کہ پچاس فیصد ہم اس میں ان لوگوں کو کوشش کر کے لائیں جو ہمارے بلوچستان میں جہاں بھی یہ بنے گا، پہلے تو ہم ایک pilot project بنارہے ہیں۔ بہت سارے ایسے گاؤں ہیں تقریباً دس کلومیٹر کے ایریا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ کوئی چار گھر ادھر ہیں، کوئی چھ گھر ادھر بنے ہوئے ہیں، کوئی دس گھر کہیں اور بنے ہوئے ہیں۔ اور سب چاہتے ہیں ان کا اپنا سکول ہو، ان کی اپنی ڈسپنسری ہو، ان کا اپنا پانی کا سیکیم ہو، ان کی اپنی بجلی ہو۔ اب چوں کہ ہمارے ممبر حضرات بھی یہاں بیٹھے ہیں کہ ایک ہمارے ممبر سے یا گورنمنٹ کے خزانے سے ان چیزوں کو پورا کرنا بھی بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ تو ہم چاہ رہے ہیں کہ ہم ایسے societies کو اکٹھا کریں۔ پچاس فیصد ہم ان کو گھر دیں اور پھر پچاس فیصد پہ ہم criteria بنا سکتے ہیں۔ وہاں کے گورنمنٹ کا کوئی ٹیچر بھی ہو سکتا ہے، وہاں پر کوئی employee بھی ہو سکتا ہے، وہاں کوئی اور sector کا بھی آسکلتا ہے۔ اور یہ اگر انشاء اللہ کا میاب گیا تو میں انشاء اللہ سمجھوں گا کہ ہم اس کو پھر بلوچستان کے ہر اضلاع میں لے جائیں گے اور اس کا formula بنا سکیں گے۔ اس سال ہم نے اس project کے لیے تقریباً ایک ارب رکھا ہے۔ اور اس ایک ارب سے ہم تقریباً تین چار سینٹریز develope کر سکتے ہیں۔ اور ہم جو در بذر علاقے ہیں ان کو پہلے دیکھیں گے تاکہ ادھر کچھ ہو سکے اور پھر جو تھوڑے خشک سالی میں تھوڑے اثر انداز ہیں وہاں لے جائیں۔ اور یہ اس پروگرام کو انشاء اللہ کا میاب لیے ہماری ضرورت ہے کہ ہمارا ایک بہت بڑا اپیسے infrastructure میں ایسا ذائقہ جاتا ہے کہ جہاں میں اور آپ خرچ نہیں بھی کرنا چاہتے لیکن مجبوراً انہمیں وہاں روڈ بھی لے جانا پڑتا ہے، بجلی بھی لے جانی پڑتی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب اسی طرح ایک عوامی فنڈ کا بھی concept ہے ہمارے پاس۔ اور یہ عوامی

نہ social investment fund ایسا ہو گا جس میں ہم بلوچستان کے مختلف طبقات میں خواتین ہیں دوسرا ہیں ان کو incorporate کر کے ان کی مدد کسی نہ کسی حوالے سے کسی نہ کسی business میں کسی نہ کسی venture میں کسی نہ کسی کام میں کر سکتے ہیں۔ اور اسی طرح آخر میں جو میں نے point لکھا وہ Quetta face lifting کا ایک بہت بڑا project ہے کہ جیسے میرے ایک دوست جواب یہاں نہیں ہیں کہ ہمارا تو کوئی تعلق نہیں ہے۔ کسی کا تعلق ہونہ ہو، تم سب کا کوئی تعلق ہے۔ یہ ہمارا ایک ہی شہر ہے، یہ میں اچھا لگتا ہے رالگتا ہے کوئی بلوچستان کا دل ہے۔ اور یہ جدول ہے پھر اس کی رگیں کہیں کہیں شاخیں نہیں ہیں کوئی ہمارا ضلع ہے کوئی آپ کا ضلع ہے۔ لیکن ہمارا face کوئی ہے۔ تو یہاں کی آبادی اور بلوچستان کی تیس پرسنٹ آبادی بھیں رہتی ہے۔ بلوچستان کا ایک بہت بڑا مرکز ہے۔ بلوچستان کا ہر طبقہ کے لوگ چاہے ہو جس طبقہ فکر سے تعلق رکھتا ہو ان کا گھر اس شہر میں آپ کو ملے گا۔ اور اس کی خوبصورتی اس کی بہتری، اس کی آسائش یا اچھی نہیں ہو گی تو یقینی طور پر ہمارے لیے ایک بہت بڑا negative image جاتا ہے۔ اور ہمیں اس شہر کو اچھا کرنا ہے۔ اور اس شہر کو ہم صرف اس لیے اچھا نہیں کر رہے جیسا آپ نے سنا ہو گا ہم اس شہر پر اس لیے خرچہ کر رہے ہیں کہ ہم اس شہر پر اپنی اور ہم نے یہ بلوچستان کا جو بحث بنایا ہے بلوچستانی ہونے کے حیثیت سے بنایا ہے۔ اگر آج ہم اس cabinet میں یا اس بحث کو ہم اگر ایک cabinet BAP, ANP, JWP, Hazara democratic, PTI اور awami Balochistan BNP کے نظریے سے بناتے تو شاید ہم آج اس PSDP پر اور اس بحث پر اس انداز میں بات نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن ہمیں پتہ ہے کہ ہم نے ایک بلوچستانی کے حیثیت سے بڑے picture میں ہر جگہ یقینی طور پر اسکیمات کی distribution different ہوتی ہے لیکن ایک بڑے picture میں یہ جو والیس پینا لیس چھیالیس چھیالیس چیزیں میں نے آپ کو گنوائی ہیں ایک سوبیس میں نے نہیں گنوائیں کیوں کہ یقینی طور پر ہمیں پھر شاید صحیح تک مزید یہاں بیٹھنا پڑتا۔ یہ اس لحاظ سے ہم نے بنائی ہیں اور اس کی وجہ یہی ہے۔ جناب اپنیکر صاحب! اسی طرح تین اعشاریہ سات ارب روپے ہم نے endowment fund کے رکھے ہیں۔ یہ endowment fund ایک ایسی چیز ہے جو پورے پاکستان میں کہیں نہیں ہے اور اس کا کریڈٹ ہم نہیں لینا چاہتے۔ یہ بلوچستان کی ایسی ضرورت ہے ٹھیک ہے اس کو ہمیں manage کرنا پڑے گا، اس کو sustainable بنانا پڑے گا۔ اس کو اسی لیے ہم نے endowment fund میں قائم کر رکھا ہے کہ اس کی اپنی ایک generation بھی ہو۔ اسد بلوج

صاحب بیہاں بیٹھے ہیں ہمارے welfare کے منسٹر ہیں اور آپ یقین کریں کہ آپ گورنمنٹ کے employees کو تو پیسے مل جاتے ہیں ان کا باقائدہ ایک فنڈ ہوتا ہے، ان کی سمری آتی ہے ان کو آپ دیتے ہیں لیکن ایک عام آدمی ایک عام بلوجستانی جونہ سرکاری ملازم ہے، نہ کوئی بڑا کاروباری ہے، کسی kidney transplant میں کینسر میں بنتلا ہو جاتے ہیں۔ میں اس side کے لوگوں کا کہہ رہا ہوں آپ کیا کر سکتے ہیں اس کے لیے؟ کچھ نہیں کر سکتے ہم۔ زیادہ سے زیادہ ہم یہ ہو گا کہ جو صاحب حیثیت ہے وہ بھی اگر زور لگائے گا وہ بولے گا جی آپ دو تین لاکھ روپے سے زیادہ بس پانچ لاکھ روپے میں دے دیتا ہوں۔ اس سے زیادہ میری کنجائش نہیں ہے۔ آپ کے پاس آج زیرے صاحب کے ساتھ تھے آج ایک ان کا ان کا اپنا اور کر آج آیا، جو کینسر میں بنتلا اور بولے جی میرے علاج پر چالیس لاکھ روپے خرچ آرہے ہیں۔ میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں یہ منع کر سکتے ہیں کہ میں نہیں کر سکتا کچھ۔ لیکن آج آپ کے پاس ایک سہولت موجود ہے، آپ نے endowment fund کا ایک فارم بھرنا ہے گورنمنٹ آف بلوجستان اس کے اخراجات bear کرے گی، اس کا علاج کرائے گی۔ یہ وہ چیزیں ہیں یہ ہمارے لیے نہیں ہیں یہ ایک عام بلوجستانی کے لیے ہیں اور اس وجہ سے ہیں۔ دیکھیں یہ حکومتیں آنی جانی جیسی چیزیں ہیں پانچ سال گزر جائیں گے دس سال گزر جائیں گے لیکن چند چیزیں ہیں جن کی بنیاد آپ جب رکھتے ہیں تو وہ آگے جا کے آپ کے society کو مدد دیتی ہیں۔ اور آپ کے سوسائٹی کے لیے بہتری لاتے ہیں۔ اسی طرح ہم نے special childrens کا تو میں نے آپ کو بتا دیا تھا کہ ہوا یک پروگرام ہم لارہے ہیں، سو شل زکوٰۃ کے حوالے سے deserving patients کا ہے۔ ایک ہم بنارہے ہیں جو بلوجستان میں، ہم محسوس کرتے ہیں، ہماری گورنمنٹ محسوس کر رہی ہے کہ بہت بڑھتا ہوا ایک issue ہے۔ وہ ہے drugs edict کو rehabilitate کرنا۔ انشاء اللہ ہم اس پر تقریباً تین یا چار centres بانے جارہے ہیں۔ جو ساؤ تھیں میں ہے اور north کی طرف ہے۔ یہ لوگ ایک بہت بڑی care مانگتے ہیں۔ اور ابھی centre میں ہے اور society میں ان کی تعداد اتنی بڑھ رہی ہے۔ اور ایک time انشاء اللہ نہ کرے ایسا آجائے کہ یہ ہمارے لیے issue بن جائیں۔ بن چکا ہے۔ اور خاص کرایے ایسے drugs جن کا نام crystal جیسے ہوں۔ ایک زمانے میں تو بڑے basic drugs ہوتے تھے۔ اب تو ایسے drugs کے نام آگئے ہیں جو آپ کو نظر بھی نہیں آئیں گے۔ اور جو آپ کی generation affect کرتے جارہے ہیں۔ اُس کے لیے انشاء اللہ گورنمنٹ یہ rehab-centres بنائے گی جو rehab-centres میں دو داروں سے انشاء اللہ ہمارا اس پر کام

ہورہا ہے۔ ان سے ہم تھوڑا اس input میں گے۔ اور اُس کو آگے بڑھائیں گے۔ health میں ہم نے جیسے آپ کو بتایا ہے کہ ہم trauma centre کے اوپر highways بنارہے ہیں۔ اور اُس highways کے emergency centres کے لیے first emergency ambulances ہوں گے۔ اور یہ first aid service جس کی ہم بار بار بات کرتے ہیں کہ جی! یہاں پر accident ہو گیا۔ خون بہہ گیا۔ first facility نہیں ہے۔ تو ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارے district کے جتنے بھی وہ اضلاع جن کی facilities میں روڈ کے اوپر ہیں، ہم انکو پہلے لیں گے۔ اُن کو equip کریں گے۔ تاکہ یہ لوگوں کو سہولت دے سکیں۔ اور اس طرح جہاں نہیں ہیں وہاں ہم ان کو بڑھانا چاہیں گے۔ nursing schools کا پروگرام انشاء اللہ ہے۔ بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ بلوچستان کا بہت بڑا ہے۔ پورے پاکستان میں تقریباً جو نرنسنگ کی پورے پاکستان کا مسئلہ ہے، وہ اب لاکھوں میں پہنچ گئی ہے۔ بلوچستان بھی اسی طرح ہے۔ لیکن ہمارے پاس نرنسنگ اسکولز ہی نہیں ہیں۔ جو ہیں اُن کی capacity بڑی کم ہے۔ انشاء اللہ ہم اُس پر بھی کام کر رہے ہیں۔ کہ ہم کم از کم 7 نئے نرنسنگ اسکولز کو develop کر سکیں۔ ہم سولہ ڈسٹرکٹس میں انشاء اللہ ہم لائیں گے۔ اور اس کی شروعات ہم نے ویسے کر دی تھی۔ لیکن فائدہ نہیں ادا کیا گی۔ اسی طرح ایک دو اور اضلاع میں ہیں۔ تو انشاء اللہ 16 اضلاع میں کیونکہ dialysis ایسا مرض ہے جو لوگوں کو بڑا inconvenience پیدا کرتی ہے۔ اُس کے لیے بس آپ نے آنا ہی ہے اور جانا ہی ہے۔ اور اگر اسی چیز کے لیے اگر ہم لوگوں کو سوکلمیٹر دوسرے جگہوں سے کوئی لائیں تو یہ بقدر کسی حکومت ہو گی۔ تو انشاء اللہ اس کو بڑھا کے ابھی ہم 16 کی طرف جا رہے ہیں۔ اور اس کو ہم facilitate بھی کریں گے انشاء اللہ۔ تین عدد new medical colleges کا بھی انشاء اللہ قیام ہے۔ اور وہ جو پرانا میں نے آپ کو بتایا تھا کہ 47 انشاء اللہ نے DHQ's بیسیں گی۔ جناب والا! اسی طرح جو موجودہ آپ کے uplift، equipment، infrastructure ہیں، ہم کو ہم equipment کریں گے۔ اُن کی جتنی کمزوریاں ہیں، facilitation ہیں، ہم اس کو ایک ہیں، اُس کو ایک trauma remaining DHQ کا۔ اسی طرح ہمارے جو باقی طریقہ کار ہے

پورا کیا جائے گا، ہر 1122 کا قیام ایک ہم نے شروع کیا ہے۔ اور میں نے اُس کو ایک twit بڑا خطرناک ہو گیا

ہے۔ لیکن میں mention کر دیتا ہوں کہ لاہور میں تقریباً ہمارے کوئی 40 سے زیادہ بلوچستان کے human resource training لے رہی ہیں، تین مہینے سے۔ اور ہم یہ پہلی کھیپ انشاء اللہ لاٹیں گے۔ اور کوئی نہ میں قائم کریں گے۔ ان کو باقاعدہ emergency, fire fighting, health rescue میں فوراً جو طرح آپ نے دیکھا ہے لاہور میں اس کا قیام ہے۔ آپ اگر اس کی مزید تفصیلات لینا چاہیں تو یہ ہماری کھیپ تیار ہو گئی ہے۔ اور یہ انشاء اللہ چند ایک دو مہینوں بعد جب final ہو جائے گی، یہ واپس آئے گی، اس کو ہم پورا equipment کریں گے۔ تاکہ شہروں کے اندر کوئی نہ سے ہی اس کا شروعات لے رہے ہیں۔ کوئی کے جتنے بھی ممبر ان بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے لیے Brad اچھا benefit ہو گا۔ اور اس کی کامیابی انشاء اللہ جیسے ہی ہو گی تو اُس کی کامیابی کو انشاء اللہ بلوچستان کے دوسراۓ اصلاح میں بھی انشاء اللہ ہم آگے کی طرف لے جائیں گے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) جناب اسپیکر صاحب! کوشش کروں گا مختصر کروں کہ اس کے بعد کچھ پروگرام اور بھی ہیں لیکن ہم تقریباً 20 ارب روپے میں نے وہ جو sectors آپ کو بتائے ہیں، جیسے میں نے کہا کہ میں 30 کروڑ سے نیچے نہیں گیا لیکن تقریباً 20 ارب روپے پانی کی مد میں انشاء اللہ بلوچستان میں ہم خرچ کرنے جا رہے ہیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) ہم انشاء اللہ ساڑھے 6 ارب کی لاگت سے نئے ڈیز بنانے جا رہے ہیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اور انشاء اللہ کے projects کی طرف جا رہے ہیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اور انشاء اللہ وہ پانی کے non-functional projects جو communities کے نام پر تھا، چلاتی تھیں۔ پھر وہ ڈیزیل کا خرچہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ انشاء اللہ ہم اُن 6 سو non-functional incomplete schemes کو revive کرادیں گے۔ اور ان کو in-use میں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! جی بس یہ اصل میں اسی کتاب میں ہے۔ یہ جو میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو میں جس کے لیے ہم بات کر رہے ہیں۔ یہ ہو گا اور ہم کریں گے۔ یہ اندر reflected ہے۔ یعنی طور پر کچھ دوست اس پر یہ بات کریں گے، allocation اوپر نیچے ہو سکتی ہیں، allocation کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ حکومت کا ایک اپنا وہ ہے اس کو بڑھا بھی سکتی ہے۔ اس کو کم بھی کر سکتی ہے۔ costing کو بھی revise کر سکتی ہے۔ بہت ساری کام اُن میں بہتر کر سکتی ہے۔ لیکن اگر ہمارے پاس اگر یہ in-line ہوں گے، تو ہمارے لیے بہتری ہو گی۔ جناب اسپیکر صاحب! جیسے میں

نے آپ کو روڈز government of infrastructure کا بتایا میں انشاء اللہ balochistan میں کوئی housing different packages ہے وہ تقریباً 24 ارب روپے انشاء اللہ خرچ کرنے جائے گی اس سال۔ میرے پاس کچھ چیزیں مزید ہیں، لیکن میں چونکہ شائد ہم نے اس پر بڑی بات کر لائی ہے، کوشش کی گئی ہے کہ ہر sector کو ہم تھوڑا cover بھی کر لیں۔ جن کی ضرورت رہ چکی ہے۔ میں مزید personal comments detailing میں، میں نہیں پر کوشش نہیں کروں گا۔ یقینی طور پر capt کا میں نے بتایا۔ کیونکہ capt میں لوگ clear نہیں تھے کہ ایک ایک لاکھ روپے رکھے ہیں، یہ کیا ہے؟۔ یہ allocation نہیں ہے۔ 1 سو 80 اسکیمات وہ ہیں جن کو side پر کھلی گئی ہیں، جو PSDP کے main-schemes میں نہیں ہیں۔ جیسے آپ آخر میں جائیں گے تو آپ کو ایک preface ملے گا، اُس preface کے بعد جتنی بھی یہ 1 سو 60 یہی اسکیمز ہیں، میں correct نہیں کرنا چاہ رہا تھا مولانا صاحب کو جنہوں نے serial number، مجھے ابھی بھی یاد ہے 165 کا ذکر کیا تھا ”کہ جام صاحب! اُس میں آپ نے ایک لاکھ روپیہ رکھا ہے“۔ اور میں نے کہا ”کہ جی اسکیم گواہی ہے“۔ اگر وہ 165 پڑھتے تو شاید وہ انہیں کی اسکیم تھی۔ لیکن یہ cap اسکیمز ہیں۔ یہ وہ accountability کے زمرے میں non-functional، پسیے غلط allocate ہوئے ہیں۔ کام کم ہوا ہے، پسیے زیادہ نکلے ہیں۔ یہ اُس زمرے میں آتے ہیں۔ لہذا اُن کو روکنے کے لیے PSDP کی کتاب میں الگ رکھا گیا ہے۔ تاکہ ہم سب کو پتہ چلے کہ کون سی اسکیمات ہیں۔ اور اُن کی allocation اسی لیے کم رکھی گئی ہے۔ ہو سکتا تھا کہ ہم بڑھادیتے۔ اور اُن میں پسیے خرچ ہو جاتے۔ کہ یہاب نہیں ہو سکتے۔ اُن کو مکملیزدہ کیجئے۔ cabinet committees دیکھئے گی۔ اور اُس کی finalization کر گی۔ transparency پر ہم نے بڑا ذرود دیا ہے۔ دیکھیں! یہ اس بحث کو ہماری جو کوشش تھی کہ یہ بحث stakeholders کو بنانا چاہئے تھا۔ اس بحث کو جو لوگ ہیں، جو ذمہ دار ہیں، اُن کو بنانا چاہئے۔ میں نہیں جاننا چاہتا کہ ماضی میں کن کن لوگوں بحث بنایا ہے۔ اور کس طرح بنایا ہے۔ ایک، دو فیصد کی میں اس بحث کی بات نہیں کروں گا کہ ایک دو فیصد میں آئندہ ایسی کوئی خامیاں ہوتیں۔ ہر چیز میں ہوتی ہیں۔ لیکن الحمد للہ یہ جو کتاب ہے یہ جس طرح بنی ہے، اس کے اندر اسکیمات جس طرح بنی ہیں اور یہ جس process سے بنی ہیں، اسیں ہم نے کوئی ایسا element کوئی ایسا کارکردگی، کوئی ایسا طریقہ نہیں دیکھا کہ ہمارے stakeholders بھی خوار ہو رہے ہوں۔ ٹھکیڈار ڈھونڈ رہے ہوں۔ XEN's کوڈ ہو ڈر

رہے ہوں۔ لوگوں کو ڈھونڈ رہے ہوں۔ ”کہ بھئی! خدا کے لیے کچھ طریقہ بناؤ کہ کچھ اسکیمیں ڈالیں۔ کچھ ہٹائیں۔ کچھ بڑھائیں،“ الحمد للہ میرے خیال سے ایک بہت آرام انداز میں اور شاید اس کی گواہی میں تھوڑی بہت اپوزیشن والے تھوڑی بہت تودے دیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) کہ انکو بھی زیادہ تھوڑی مشکلات ہوئی ہوں گی، تھوڑی۔ لیکن زیادہ نہیں ہوئی ہوں گی۔ ایک میری request ہو گی۔ چونکہ ہماری ایک پارٹی ہے۔ دیکھیں! ہم نے Court سے بہت ساری سبق ہم نے بھی حاصل کیئے ہیں۔ اور میں forum پر بھی کہہ سکتا ہوں کہ کورٹ بہت ساری معلومات اس سارے process سے حاصل کی ہوئی ہوں گی۔ کہ یہ PSDP کوئی کتاب ہے۔ اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس پی المیں ڈی پی میں unapproved schemes نہیں ہیں۔ ساری approve-schemes ہیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اگر آپ provincial government 120 Article میں quote نہیں کر سکتا۔ لیکن 124 کے اندر ہے۔ حکومت پھر یہ اپنا جو بھی بنا سکتی ہے، Constitution کا ہے۔ 124 کے اندر ہے۔ حکومت پھر یہ پارلیمنٹ، اس کا اختیار ہے کہ یہ اپنے policies، اپنا طریقہ کار، اپنی criterial priorities، اپنا، سب define کرے۔ کورٹ نے ایک ضرور کام کیا کہ ہمیں socially alert کیا۔ جو کہ اچھی بات ہے۔ ہمیں alert کیا۔ لوگوں کو کیا۔ ہم نے interest-show کیا۔ بلکہ میں کہتا ہوں یہ ہمارے فائدے میں گیا۔ شاید ہم یا اگر phenomena نہیں ہوتا، تو ہم بھی ہمارا یہ پچھلے چار دن بھی پچھلی مارکیٹ یہاں بنی ہوتی۔ لیکن اُس کی وجہ سے تھوڑا ہم بھی active ہو گئے، اپنی چیزوں کو تھوڑا صحیح ترتیب دینا، time سے پہلے شروع کر دیا۔ اور یہ واحد PSDP ہے جس میں آپ نے دیکھا ہوگا ہم نے کوشش کی ہے۔ میں again کہوں گا کہ اگر دُکتا اسکیم کی میں بات نہیں کر رہا۔ لیکن زیادہ تراں اسکیم اس آپ کو 1 کروڑ کے figure سے نیچے بڑی کم ملے گی۔ بہت کم ملے گی۔ اور اُسکی سب سے بڑی وجہ بھی یہی ہے۔ اُس کی وجہ یہ تھی کہ اس PSDP کو ہم نے 5 لاکھ یا 3 لاکھ والی projects کے لیے نہیں بنانا تھا۔ اُس کا بھی ہم نے formula بنایا ہے جو کہ میں آپ کے ساتھ share ہے۔ بھی کرتا چلوں کہ ہم نے district development جو ایک fund، عوامی fund جس کے لیے ہم نے ساڑھے 15 ارب روپے رکھے ہیں۔ ہر ضلع کے اندر population کو منظر رکھتے ہوئے ہم انشاء اللہ ہم نے ایک idea لگایا ہے، کہ ہر ضلع میں کم سے کم بھی اگر جائے گا تو آپ سمجھیں کہ 10 کروڑ جائے گا۔ اور زیادہ سے زیادہ جائے گا۔ وہ 40 سے 50 کروڑ جائے گا۔ یا اُس سے بھی زیادہ جائے گا۔ یا اور اُس کا پورا mechanism بھی بنایا ہے۔

جس کی بہت سارے لوگوں نے بھی کہا تھا کہ کورٹ نے کہیں quote بھی کیا ہوا ہے۔ کہ کورٹ نے منع کیا ہوا ہے۔ کورٹ نے منع نہیں کیا ہمیں۔ کورٹ نے ہمیں یہ کہا ”کہ اگر آپ اس پروگرام کو اگلے سال کے لیے لے جائیں تو یہ بہتر ہو گا“، اور پھر ہم نے پورا criteria بتایا کہ یہ اس طرح نہیں کہ پیسے بس 10 کروڑ چلے جائیں گے اور اس کچھ بھی بن جائے گا۔ اس کا mechanism، اس کا criteria، اس کی ایک approval body ہے۔ اس کی technical body ہے۔ اور اسکیم کا فائدہ ہمیں اپنے صاحب! کیا ہو گا؟۔ میں چھوٹی سی مثال آپ کو دوں۔ ہمارے جتنی اسکیمات اس PSDP میں ڈالیں گے چھوٹی نوعیت کی، اُن نے آپ کے علاقے کے لوگ یہاں آئیں گے۔ اب آپ کے علاقے کے لوگ پانچ، پانچ لاکھ کے اسکیموں کے لیے خار ہو جاتے ہیں۔ مجھے اور آپ کو اور بہت سارے لوگوں کو، P&D میں finance کی مصیبت پڑ جاتی ہے۔ آپ سوچیں کہ ایک بچارہ گاؤں کا آیا ہوا ہے اپنی ایک اسکیم اس کتاب میں دیکھ لی ہے کہ جی میری water supply ہے۔ اب وہ اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔ کبھی آپ کے دفتر، کبھی آپ کے گھر، کبھی MPA hostel میں۔ بھی کروا گئیں۔ آپ کو لے جاتا ہے۔ تو ہم نے کہا کہ ان نوعیت کی اسکیمات کے لیے بہت بہتر ہے کہ اُس بندے کو اگر کہیں جانا بھی ہے تو اپنے XEN کے دفتر concrered چلا جائے۔ اپنے DC کے پاس چلا جائے۔ یہ ادھر اپنے علاقے میں کم از کم رہے۔ نہ اُس کو کرایہ دینا پڑے گا۔ نہ اُس کا گھر کا خرچ ہے۔ نہ لکھانے پینے کا خرچ ہے۔ تو یہ وہ پیسے ہیں اگر اللہ نے کامیاب اس پروگرام میں دیا، ہمارا ایک بہت بڑا consensus ہے۔ لیکن ہم اس کو تھوڑا بہتر کریں گے۔ ان اسکیمات سے آپ بلوچستان کے لوگوں کے بہت سارے چھوٹے چھوٹے مسئلے جو ہمارے لیے بڑے چھوٹے ہیں۔ لیکن اُنکے لیے وہی اہمیت رکھتے ہیں جو میرے اور آپ کے لیے ایک ڈیم، ایک سول کامیٹر کا روڈ یا ایک بہت بڑی اسکیم اہمیت رکھتے ہیں۔ اُس ایک غریب کے لیے ایک 5 لاکھ کا water supply ایسے ہی ہے جیسے میرے اور آپ کے لیے اُس کے لیے اپنے اسکوں کی چہار دیواری اسی طریقے سے جیسے میرے اور آپ کے لیے بہت بڑا motorway ہے۔ تو ہم نے یہ بلوچستان جو عوامی fund بنایا ہے construction of residential college districts میں جائے گا۔ جس کے لیے ساڑھے 5 ارب روپے ہم نے رکھے ہیں۔ جس کا اصل مقصد ہے لوگوں کو ان کی دہلیز تک آسان طریقے میں ان کے ترقیاتی کام دینا۔ جناب اپنے صاحب! میرے پاس ایک بہت بڑی فہرست ہے جو میں کوشش کروں گا نہیں پڑھوں۔ اور وہ ہے، میں نے ابھی آپ کو mix بتایا ہے۔ میں ہم چیزوں کو کس طرح grants کی صورت میں اُس میں کیا بہتر کر رہے ہیں، PSDP سے ہم policy میں ہم چیزوں کو کس طرح

کیا بہتر کر رہے ہیں۔ as a whole ہم کیا چیزوں کو بہتر کر رہے ہیں۔ اور کچھ ہمارے پروگرامز میں جو ہم Decentralization of financial and administrative authority، اختیارات، بہتر کر رہے ہیں، انشاء اللہ جب آپ یہ اسمبلی آج ہمارا بجٹ پاس کرے گی۔ ہمارے کے منسٹر ظہور صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم بلوچستان کے اندر چند finance department districts کے revolutionary steps میں جاتے ہیں، جس کی مثال میں آپ کو دوں گا۔ آپ ایک RHC لے لیں۔ کوئی بھی، پہلی self-sufficient procurement میں یا اپنی ضرورت پوری کرنے میں۔ اس دفعہ، direct DDO Codes کے develop کیئے ہیں۔ آپ کا RHC کا ہاسپتال میں جو 19 گریڈ کا آفس راب جا کر کے بیٹھے گا وہ اس بات پر پابند نہیں ہوگا کہ میرے پاس سرخ کے لئے پیش نہیں آ رہے ہیں میرے لیئے دوائیاں نہیں آ رہی ہیں میرے لیئے تحریک کا اسٹریچر جو ہے وہ خراب ہو گیا ہے یہ ہمارا باہر ایک جزیرہ ہے وہ خراب ہو گیا ہے۔ اب RHC financially direct code میں اس کے execute کرنے کا。 کا جو آپ کا head of doctor RMO ہوگا وہ خود فیل ہو گا وہ اپنے بجٹ کو کرنے کا۔ اس میں ایک problem ضرور ہے کہ اس کو ہم زیادہ accountable کیسے کریں گے۔ اس کا mechanism ابھی ہم بنا رہے ہیں۔ لیکن یا ایک بہت بڑی سہولت ہمارے لیئے مزید بہتر کرے گا۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے اور آپ نے بھی دیکھا ہو گا بڑے بڑے ہسپتال ہیں RHC level پر ہیں۔ ڈاکٹرز، ایم ایس ایسے ہی بیٹھے ہیں نہ دوائی خرید سکتے ہیں۔ فرنائل کے ڈبوں کے ڈھیر بڑے ہوئے ہیں۔ جہاں سر درد کی دوائی کی ضرورت ہے وہاں پیٹ کے ڈھیروں کے حساب سے ڈھری ہوئی ہیں۔ کائن رولر بڑے ہوئے ہیں تو پتہ نہیں سرخ پڑے ہوئے ہیں جن کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے بولا کہ بس ایک ہی فارمولہ ہے واشک میں بھی یہ جائے گا خضدار میں بھی یہ جائے گا پیشین میں بھی یہ جائے گا قلعہ عبداللہ میں بھی یہ جائے گا ضرور ہے یا نہیں ہے۔ اب زیارت کا ٹپریچر کو آپ دیکھیں اور اس کو تربت سے compare کریں۔ دو مختلف ٹپریچر ہیں۔ تو وہاں دوائیوں کی نوعیت بھی مختلف ہو گی۔ یہاں تو flue زیادہ ہو گی وہاں تو dehydration میں تباہی کا ٹکڑا ہو گی۔ وہاں آپ کو سانپ زیادہ کاٹے گا۔ تو اسی طرح differences ہیں تو یہ DDO powers میں RHC's requirements مارے الگ ہیں۔ اور اسی طرح ہم لوگ نہ صرف RHC's میں

کو change کر رہے ہیں بلکہ ہم حکوموں کے اندر بھی decentralization of power of authority کا لارہ ہے ہیں۔ تاکہ میرے آپ کے اور ہم سب کے لوگ آفسرز اس بات کے پابند نہیں ہوں کہ جی ہمیں کوئی سے جا کر کے approval لینی ہیں۔ وہاں منت سماجت کرنا پڑے گا اور ان چیزوں کو حل کرنا پڑے گا۔ میں آخر میں فیڈرل گورنمنٹ کا بڑا مشکور ہوں خاص کر عمران خان صاحب کا جنہوں نے ایک تاریخی پی ایس ڈی پی بلوچستان کو انہوں نے دی ہے۔ اور ہماری consultation میں دی ہے جو کہ سب سے خوبصورت بات، اسمیں نہیں کہ کسی نے ستر، اسی ارب روپے دے دیئے یا سوارب روپے دے دیئے۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے یہ آسی ارب روپے وہ دیئے ہیں جنہوں ہم لوگوں نے ان سے مانگے ہیں وہ اسکیمات جو ہم نے ان کو identify کرائے ہیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) وہ ترجیحات جو ہم نے ان کو بتائے ہیں کہ بلوچستان کے یہ main-issues ہیں۔ اور ہم نے انکو کوئی چھوٹے موٹے اسکیموں میں نہیں پھنسایا ہے۔ کیونکہ میں جب ان کے ساتھ دو تین مہینوں سے لگے تھے، کچھ تو ایسی اسکیمیں ماضی کی تھیں کہ دس لاکھ روپے کا ٹیوب ویل بھی نیڈرل پی ایس ڈی پی میں تھا۔ پندرہ لاکھ کی اسکیمات تھیں۔ خدارا! اگر آپ نے اُس پی ایس ڈی پی کا فائدہ اٹھانا ہے تو یہ پندرہ لاکھ میں لاکھ روپے تو ہم بھی دے سکتے ہیں۔ ہم بلکہ پندرہ کروڑ روپے بھی دے سکتے ہیں۔ ہاں اگر ہمیں کوئی بولے کہ پندرہ ارب روپے کی اسکیمات دیں تو میں اور آپ شاید بولیں کہ جی یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہیں۔ تو ہم نے ان سے کون سی اسکیمات لی ہیں؟ یہ جو بلوچستان کو فائدہ دیں۔ اور بلوچستان کے یہ تین چار روڈ زار بن گئے یہ بلوچستان کو کھول دیں گے۔ اور بلوچستان کی ضرورت، ٹھیک ہے تعلیم، صحت بھی ہیں۔ لیکن روڈ ہوگا تو ایک عام آدمی اپنے پرانیوٹ گاڑی کے اندر بھی اپنی بوڑھی والدہ کو یا والد کو یا مریض کو لے جاسکے گا۔ روڈ ہوگا تو سفر ہوگا۔ بس چلے گی۔ transportation سستی ہوگی۔ روڈ اگر نہیں ہے تو بہت ساری چیزوں سے ہم محروم ہوتے ہیں۔ اور دنیا کی جو ترقی کا جو سب بڑا ایک reason communication ہے۔ امریکہ کو دیکھیں، یورپ کو دیکھیں، جرمنی کو دیکھیں، روس کو دیکھیں، فارس کو دیکھیں، ملائیشیا کو دیکھیں، چین کو دیکھیں، جاپان کو دیکھیں، جہاں دیکھیں ٹرین، روڈز، اور کمپنیں بہتر ہوا ہے۔ انہوں نے بڑی ترقی کی ہے۔ بلوچستان کو یہ روڈز، اللہ کی ذات اس پر برکت دے۔ لیکن ان روڈز کی نمیں بڑی ضرورت۔ ہے انشاء اللہ جب ثواب سے لے کر کے کوئی dual-carriage، چمن سے لیکر کے کوئی dual-carriage، نوکنڈی سے لے کر تربت connecting roads، وہیں سے پھر گکھے، ہوشاب، آواران، بیلہ، اسی طرح ہمارے قلعہ عبداللہ، پشین، قلعہ سیف اللہ کا نیٹ ورک، اسی طرح یہ باقی روڈز

جب نہیں گے تو ہم دیکھیں گے کہ بلوچستان اور نوٹکی سے نوکنڈی کا پورا rehab کا ایک پروگرام جو فیڈرل گورنمنٹ میں ہے، یہ ایک بہت بڑی سہولت لائیں گے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) میں اس حوالے سے پہلے تو پوری ہاؤس کی طرف سے، پھر انکی بینٹ کی طرف سے، پھر ہمارے جو coalition partners ہیں، ان کی طرف سے فیڈرل گورنمنٹ کا، خان صاحب کا مشکوہ، ہم اس حوالے سے ہیں کہ انہوں نے ہمارا حصہ، اور یہ بلوچستان کا حق ہے، انہوں نے آپ یقین کریں جب بھی ہم ان سے ملے ہیں، کسی نے کوئی حق نہیں جتنا ہے کہ جی! ہم آپ کو یہ دے رہے ہیں۔ ہم نے کہا یہ ہمارا ہے۔ ہاں یہ بھی بڑی بات ہے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ اس کو plan کیا۔ ہم سے discuss کیا۔ ماضی میں مجھے نہیں یاد کہ فیڈرل گورنمنٹ کی کوئی پی ایس ڈی پی بنی ہو۔ اور انہوں نے بلا کے بٹھایا ہو کہ جی! آپ کی کیا تجویز ہے۔ میں وہ پڑھی والے سمجھیٹ کو بھی نہیں touch کرنا چاہتا۔ کیونکہ شاید پھر سے ہو۔ لیکن جو ماضی میں ہوا، وہ ہوا۔ وہ گزر گیا۔ مستقبل اور حال ہمارا ہے۔ اس کو ہم نے بہتر کرنا ہے۔ اور ایک آپ سب سے request ہے۔ دیکھیں! بلوچستان کی ترقی پر ہم compromise کرہی نہیں سکتے۔ یہ ایک فائدہ ہے جو آپ نے بھی لینا ہے، میں نے بھی لینا ہے۔ اس ہاؤس کے اندر سب نے لینا ہے۔ اپنیکر صاحب نے لینا ہے۔ آفسرز نے بھی لینا ہے۔ گلری میں بیٹھے ہوئے افراد نے بھی لینا ہے۔ ہمیں کم از کم بلوچستان کے معنادات کیلئے، بلوچستان کے معاملات کیلئے ایک فارمولہ ہے۔ یہ صوبہ infrastructure-deficit میں ہے۔ ہم نے بڑا وقت ضائع کیا ہے۔ لا اینڈ آرڈر میں گئے ہیں۔ حالات میں گئے۔ نقصان اٹھایا۔ ہر لحاظ کا نقصان اٹھایا۔ اب ہمارے پاس اتنی گنجائش نہیں ہے کہ ہم مزید ان اٹجھنوں میں پڑے رہیں۔ اور اننا نقصان اپنے ہاتھوں سے کچھ کریں۔ ہم اگر اتفاق میں ہوں گے، ہمیں ستر نہیں، ہم دوسرا برفاق سے لاسکتے ہیں۔ اور ہمارا ٹارگٹ یہ ہونا چاہیے کہ اس سال اگر ہم نے وفاق سے ستر یا ہے تو اگلے سال ہم ڈھائی سوارب لائیں گے۔ اور آپ یقین کریں میں ابھی دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، یہ ہم نے ایک سوارب کا جو آپکا پی ایس ڈی پی بنایا ہے۔ ہمیں ایسا لگ رہا تھا کہ پتہ نہیں ہم نے کارنامہ کر دیا بلوچستان میں۔ اور وہ گنجائش اس میں نظر نہیں آ رہی تھی۔ اچھا کچھ اور بھی ہو سکتا ہے۔ نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں ایک ایک سوارب کے صرف bridges بنتے ہیں۔ دو، دو بلین کے bridges بنتے ہیں۔ تین، تین ارب ڈالر کا ایک bridge بنتا ہے۔ ہمارا پورا پی ایس ڈی پی ایک بلین ڈالر زکا بھی نہیں ہے۔ اور ہمیں اتنی خوشی ہوتی ہے، جس دن یہ دو، ڈھائی سو، تین سو کا ہو گا تو آپ صرف یہ سوچیں کہ ہماری خوشی کی نوعیت اس حوالے سے کہ ہم ترقی دے رہے ہیں۔ اپنے لوگوں کو دیکھیں! آپ کے ہمارے حلقة کے لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ اور ہماری

آپ کی سہولت بڑے گی۔ ہماری خوشی اسی میں ہے روڈ ہے، پانی ہے، بجلی ہے، صحت ہے، تعلیم ہے، کانچ ہے، بیونورٹی ہے، یہ سب یہی ہیں۔ لیکن یہ ساری چیزیں اس وقت ممکن ہیں۔ جب ہمارے پاس وسائل اس حالت میں ہوں کہ ہمارے پاس کیش بیلنس اچھا ہو، ہم اپنے وسائل کو بہتر لائے میں وہ پندرہ سیکٹرز نہیں touch کرنا چاہ رہا۔ جن میں سے ہم اپنے وسائل کس طرح انشاء اللہ بہتر کریں گے۔ لیکن ہمارا ایک ٹارگٹ ہے۔ جس میں ہمارا mineral industrial ہے، ہمارا fisheries coastal ہے۔ ہماری minning ہے۔ بلوچستان کے اندر BRA کا concept کام کر رہے ہیں قبل از وقت ہو گا لیکن ہم ایک ایسے پر جیکیش پر یقینی طور پر کام کر رہے ہیں جو بلوچستان کا ریونیو بہت بڑھا سکے گا۔ کراچی ایک بڑی مارکیٹ ہے۔ اور اس مارکیٹ کو attract کرنے میں ہمارے پاس ایک بہت بڑا ideal situation بنتی ہے کہ ہم صرف پندرہ سے بیس کلو میٹر اس سے دور ہیں۔ جو خاص کر گذالی اور سبیلہ کا علاقہ آتا ہے۔ وہاں پر پلانٹس بھی ہیں۔ وہاں پاکستان کا سب سے بڑا آئکل ریفارنمنٹ بھی ہے۔ وہاں پاکستان کا سب سے بڑا آئکل ریفارنمنٹ بھی جارہا ہے۔ وہاں پاکستان کے دو سب سے بڑے سیمنٹ انڈسٹری اب موجود ہیں، جو پرڈوکشن میں بھی ہیں۔ ان سب چیزیں کا جب ہم نے تجزیہ لیا تو ہم نے یہ سوچا کہ کیا وجہ ہے کہ ہماری اتنی بڑی financial resources کے علاوہ ہم اسکو آگے نہیں بڑھا پا رہے ہیں۔ تو انشاء اللہ اس پر ہم ایک ورکنگ کر رہے ہیں کہ ہم جب تک بلوچستان کا ریونیو نہیں بڑھا سکیں گے، ہم اپنی خواہشات کو ایک final-stage تک ہم نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ تو ہمارے لئے بڑا ضروری ہے کہ ہم اپنا fiscal-discipline conclude کیجھا کریں۔ ہم اپنا revenue aspect کو بھی بڑھائیں۔ ہم آنے والی چیزوں کو بہتر کر سکیں۔ اور انشاء اللہ اس کیلئے اس گورنمنٹ کی کوشش پوری رہے گی۔ میں آخر میں مزید اس طرح سے کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

جامع صاحب! وہ ایک روڈ آپ بھول گئے ہیں، اہم روڈ جوفیڈرل نے ہمیں دیا ہے۔

جناب قائد ایوان:

آپ کو جو دیا ہے جی؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

ہمیں دیا ہے موسیٰ خیل روڈ، شیرانی والا۔

جناب قائد ایوان:

نہیں، نہیں، میں تو کہتا ہوں کہ جی! ایسے بہت سے ماشاء اللہ موسیٰ خیل، شیرانی کا یہ روڈ

ہے۔ یہ خود ایک اُس علاقے میں میں revolution لائے گی۔ اور ایسے بہت سارے روڈز ہیں، کوئئے کے میں آپ کو گناہوں۔ جی کوئئے کا پیچ کی تقریباً میں، یہ پیس ارب روپے کا ہے۔ یہ صرف allocation کی میں آپ کو بات تارہا ہوں، costing اور زیادہ ہے۔ تو کوئئے میں بہت بڑے پیانے پر کام پلان ہم کر رہے ہیں۔ ہر جگہ کر رہے ہیں۔ کوئی صوبہ ایک چیز کی میں یہاں تھوڑا سا وہ بھی کروں فرق ضرور ہو گا ضلعوں میں۔ لیکن بہت بڑا اندازہ حصہ فرق نہیں ہے۔ اور اس فرق کو ہم cover بھی انشاء اللہ کریں گے۔ ہمارا ایک وہ بھی phase ہے۔ ہمارے اس پی ایس ڈی پی میں بہت سارے ایسی اسکیمات ہیں جن سے ہم انشاء اللہ ان اضلاع میں اور ان علاقوں کو cover کریں گے، جہاں پر investment کا اگر تھوڑا سا کم کی طرف جا رہا ہے یا کچھ زیادہ proportion میں ہیں۔ ڈیزیز ہیں، روڈز ہیں، سکول ہیں، RHC's ہیں۔ اور بہت ساری چیزیں جو میں نے آپ کو نوائی ہیں۔ میں آخر ان سب کا بڑا ملکوں ہوں جنہوں نے اس پورے بجٹ میں ہماری support کی۔ جس کو compile کرنے میں، اسکو بنانے میں دن رات بیٹھے رہے۔ ہمارے ساتھ بیٹھے رہے۔ ممبرز بیٹھے رہے۔ ہمارے جو legal aspects ہیں ہمارا، آج بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے اے جی صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ پارلیمنٹ کے جو اسٹیبلی کے سارے employees ہیں، یہ ہڑا وقت دیتے ہیں۔ visitors ہیں۔ ہمارے جو آپ کے گیلری میں اس رونق کو پورا کرتے ہیں، آتے ہیں، ہماری باشیں سنتے ہیں۔ ہمارے offices بھی ہیں جنہوں نے خاص کر جس طرح میں نے کہا بہت سارے offices نے بڑی محنت کی ہے۔ ان سب چیزوں کو کمپائل کرنے میں اسی میں ایک ایک پہلا سال تھا ہمارا اور میں سمجھتا ہوں کہ دیکھیں! اس کی کامیابی میں یہ نہیں کہون گا کہ مثال آج آپ اپوزیشن میں ہیں اگر اس پی ایس ڈی پی کے بارے میں کل کوئی بھی چارا چھے الفاظ بلوچستان کے باہر آپ کو کوئی KP میں یا سندھ میں یا پنجاب میں کہے گا، تو وہ نہیں کہے گا۔ آپ سے پوچھے گا کہ جی! شاء صاحب! آپ کا تعلق کہاں سے ہے؟ تو آپ کہیں گے کہ جی! بلوچستان سے۔ تو اگر وہ صرف یہ بات بھی کہدے کہ اس دفعہ آپ نے اچھا بجٹ بنایا ہے بڑا ہمیں پسند آیا تو وہ آپ کیلئے بھی ایک خریریا چھی بات ہوگی۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) کیونکہ وہ آپ کو بلوچستان کے اس آدمی سے compare کر رہا ہے جہاں ماضی میں ایسے بجٹ بنے جن کا سنتے ہی وہ بولتے تھے۔ مجھے یاد ہے آپ کو بھی یاد ہوگا کہ جہاں جیسے جاتے تھے ”جی! آپ کا تعلق کہاں سے ہے؟“۔ ”جی ہم بلوچستان سے ہیں۔“۔ ”ہو ہو یار! وہاں تو سنائے سب کھاتے ہیں۔ وہ تو پی ایس ڈی پی بھی کھا گئے۔ وہ تو یہ کھا گئے“۔ اب انشاء اللہ ہماری امید ہے کہ چاہے آپ وہاں جائیں یہ ہم جائیں تو بلوچستان کا نام آئے تو کم از کم ہمیں دو تعریفیں اس

حوالے سے مل جائے ”کہ جی! انشاء اللہ آپ لوگوں نے وہ“۔ نہیں کہیں گے ”کہ اچھا جی! آپ کون ہیں؟“۔ وہ کہیں گے ”آپ لوگوں نے“۔ تو اس کا مطلب ہے یہ ہاؤس بھی اُسکا حصہ دار ہے۔ اور میری ایک آخر میں request ہو گی اور اگر اپوزیشن اور گورنمنٹ مل کے اس بجٹ کو approve کرتی ہے تو میرا خیال ہے یہ ایک بہت بڑا example ہو گا۔ آپ کی بات صحیح ہے ایک اکثریت میں ہم ہیں۔ ہم اسکو منظور بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن بڑا ایک اچھا message بھی جایگا اپوزیشن اور گورنمنٹ نے مل کے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) کیونکہ آپ وفاق میں exactly وہی کام کر رہے ہیں۔ تو یہاں بھی کر لیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اور اس ساری چیزوں کا کسی نہ کسی حوالے سے آپ بھی حصہ دار ہیں۔ میں اپیکر صاحب آپ کا بڑا مشکور ہوں۔ میری بڑی نیک دعائیں ہیں بلکہ ہماری پارلیمنٹ کے سارے ممبروں کی طرف سے بھی کہ ہمارے جو اپیکر صاحب! عبدالقدوس صاحب ہیں، ان کو صحت اللہ تعالیٰ دے۔ ان کی صحت نا ساز ہے۔ ٹھیک نہیں ہے۔ اور انشاء اللہ اس House کو بھی ہم نے بہتر کرنا ہے۔ اس کی جو بھی requirements ہیں۔ ان کے لئے جو بھی تجویز آپ کی طرف سے ہمیں حکومت کو آئینگ انشاء اللہ حکومت اُس کو پورا کرے گی۔ آپ کا بلکہ میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔ میں اپنے colleagues کا میں بڑا مشکور ہوں جنہوں نے یہ اعتماد رکھا اور کوشش کی گئی تھوڑی سی محنت کی گئی کہ ہم اس کو پورا کر سکیں، آپ کا بہت بہت شکریہ۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی اپیکر: شکریہ جام صاحب! آپ نے تفصیلی بات کی بجٹ کے حوالے سے کی، سالانہ میزانیہ 2019ء پر چار روزہ بحث آج مکمل ہوئی۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ): سی ایم صاحب نے کہا تو ہم بارہ بجے سے پہلے اسکو approve کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی اپیکر: ایک منٹ آپ لوگ بات سنئیں۔ (مداغلت۔ مائیک بند۔ شور) آج تو ڈپٹر ہنڈھ صرف آپ نے تقریر کی ہے نا، نہیں آپ لوگوں کی رائے چاہیے اس میں۔۔۔ (مداغلت۔ مائیک بند۔ شور)

نشاء اللہ بلوج: جناب اپیکر، شکریہ جناب اپیکر۔

جناب ڈپٹی اپیکر: نہیں نشاء بلوج صاحب! کس حوالے سے آپ بات کریں گے؟

جناب نشاء اللہ بلوج: اسی حوالے سے کہ ایوان کی کارروائی، دیکھیں معزز ارکین بیٹھے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہاں پر ایک جوش اور جذبہ پایا جاتا ہے۔ یہ ان کا بجٹ ہے۔ یہ ان کا حق ہے۔ اور ہم چاہتے

بیں کہ آنے والے دنوں میں بھی یہی جوش و جذبہ اور یہی حاضری ہونی چاہیے۔ اس اسمبلی کو ہم اس طرح آباد دیکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ بلوچستان کے تمام معاملات پر یہ جوش و جذبہ اور حاضری ان کی طرف اگر ہو، یہ خوش آئند چیز ہے۔ رہی بات آج کی کارروائی چلانے کی۔ جناب والا! آپ کے سامنے یہ تقریباً کوئی دس سے بارہ صفحات پر مشتمل 51 کے قریب cut-motions ہیں۔ آپ میری بات سنیں ہر cut-motion پر اگر آپ دس سے پندرہ منٹ وہ وہاں سے پیش کریں گے، ہم oppose کریں گے۔ ہم اپنی تجویز دینگے۔ یا اس پر بولیں گے۔ آپ کے پاس کم از کم سوال و جواب تین، چار بجے تک صحیح تک ختم نہیں کر پاسکتے ہیں۔ تو ہذا اس پر کوئی جلدی نہیں ہے۔ کل صحیح دس، بارہ، گیارہ بجے اجلاس بلایں۔ کل اس پر بات بھی کریں گے۔ اور پھر وہ بجٹ پر وہ اپنی روشنگ بھی کر لیں۔

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر حکومتہ داخلہ و قائمی امور) جناب اپیکر صاحب! بارہ بجے تک آپ کارروائی چلانیں۔

جناب ڈپٹی اپیکر: نہیں میرے خیال سے بہتر رہے گا جو رہ گیا ہے اس کوکل کے لئے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: کل کے لئے، thank you جناب اپیکر، روشنگ آئی۔

میراخڑ حسین لانگو: روشنگ آئی۔

جناب ڈپٹی اپیکر: روشنگ نہیں ہے فی الحال مشورہ چل رہا ہے، آج کی کارروائی میں شامل سالانہ مطالبات زر اور کٹوتی کے تھارکیک جو ہیں۔ بلیدی صاحب! میرے خیال سے کل کے لئے رکھ دیتے ہیں، کوئی وہ نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور) بلیدی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔، بلیدی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ خاموشی) order in the House۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات سورخہ 27 جون 2019ء بوقت صحیح گیارہ بجے تک کے لئے متوقی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 10 بجکر 15 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)



26/جون 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

157

26/جون 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

158

26/جون 2019ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

159